

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصلوة والسلام علیک یا رحمة للعالمین

الحقائق فی الحقائق المعروف شرح حقائق بخشش (جلد اول)

مصنفین لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم القدسیہ

() ☆ ☆ ☆ ()

() ☆ ☆ ()

() ☆ ()

تعارف

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ

از علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

جس بحر العلوم و کنز الفنون کے متعلق فقیر کچھ لکھنا چاہتا ہے پہلے ان کی زندگی مبارک کا اجمالی خاکہ سامنے رکھئے کہ اس شخصیت کے لمحات زندگی کتنا ہے اور ان قدوسی لمحات کو اس قدسی صفات نے سرور کائنات آقائے مخلوقات ﷺ کے دین و متین کی خدمات میں کس طرح صرف فرمائے۔

حیات رضا کا اجمالی خاکہ

سن ہجری	سن عیسوی	
۱۲۷۲ھ	۱۸۵۶ء	ولادت باسعادت
۱۲۷۶ھ	۱۸۶۰ء	ختم کلام پاک
۱۲۷۸ھ	۱۸۶۲ء	پہلا وعظ
۱۲۸۰ھ	۱۸۶۳ء	پہلی تصنیف
۱۲۸۲ھ	۱۸۶۵ء	وصال جد امجد مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ولادت ۱۲۲۳ھ
۱۲۸۶ھ	۱۸۶۹ء	تحصیل علم سے فراغت
۱۲۸۶ھ	۱۸۶۹ء	مسند افتاء پر جلوہ افروزی
۱۲۹۱ھ	۱۸۷۴ء	شادی مبارک
۱۲۹۲ھ	۱۸۷۴ء	ولادت خلف اکبر مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
۱۲۹۳ھ	۱۸۷۶ء	بیعت مبارکہ
۱۲۹۵ھ	۱۸۷۷ء	پہلا حج و حاضری مدینہ طیبہ
۱۲۹۶ھ	۱۸۷۸ء	مکہ و مدینہ میں علم و فضل کی دھوم
۱۲۹۷ھ	۱۸۷۹ء	وصال والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت ۱۲۳۶ھ)
		شیعیت اور تفضیلت کی بیخ کنی از ۱۲۹۷ھ

۱۸۸۳ء	۱۳۰۱ھ	مقام مجددیت پر جلوہ افروزی آفتاب مجددیت کا طلوع
۱۸۸۸ء	۱۳۱۶ھ	ندویوں کا تاریخی رد، مکہ مدینہ کے علماء کی تصدیق
۱۸۸۹ء	۱۳۱۷ھ	منکر ختم نبوت کی تکفیر پر تصنیفی کارنامہ
۱۹۰۱ء	۱۳۱۸ھ	نجدیوں کے خلاف متحدہ محاذ
۱۹۰۲ء	۱۳۲۰ھ	توہین رسالت پر امور وہابیہ کی تکفیر
۱۹۰۵ء	۱۳۲۳ھ	دوسرا حج و حاضری مدینہ طیبہ
۱۹۰۸ء	۱۳۲۶ھ	علمائے عرب و عجم کا آپ کی مجددیت پر اتفاق
۱۹۱۰ء	۱۳۲۸ھ	ہندو مسلم اتحاد کے نام پر غیر اسلامی طریقہ کار کی شدید مخالفت
۱۹۱۱ء	۱۳۲۹ھ	ہندوستان اور افریقہ میں آپ اور آپ کے خلفاء کا دو قومی نظریہ کا پہلا نعرہ
۱۹۱۱ء	۱۳۲۹ھ	اشرف علی کا آخری دعوتِ مناظرہ سے فرار
۱۹۱۱ء	۱۳۲۹ھ	خلافت کمیٹی کی ہندو نواز پالیسی کے خلاف انتباہ
۱۹۲۰ء	۱۳۲۲ھ	ہندوستانی ائمہ وہابیہ کی تکفیر پر علمائے عرب و عجم کا اتفاق
۱۹۰۸ء	۱۳۲۶ھ	وصال بردار اور اوسط مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
۱۹۲۱ء	۱۳۲۰ھ	وصال شریف آفتاب مجددیت کا غروب (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ان لمحاتِ مبارکہ سے بچپن اور تحصیل علوم اور سفر و حضر کے لوازمات و حوائج ضروریہ روزمرہ اور تدریس و دیگر ضروری اوقات کو منہا کر کے بقایا اوقات کو آپ کی تصنیفات کے اوراق کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو منصف مزاج انسان کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس انسانی شکل میں نورِ حقانی جلوہ گر تھی۔ فقیر آپ کی ہزاروں تصانیف جو اکثر و بیشتر ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں ان کا نقشہ تو نہیں پیش کر سکتا البتہ مشتبہ نمونہ ضرور چند حواشی کی نشاندہی کرتا ہے اس سے باقی تصانیف مبارکہ کا اندازہ لگانا آسان ہو جائے گا۔

نقشہ حواشی بزبانِ عربی

فن تفسیر

(۳) حاشیہ معالم التنزیل

(۲) حاشیہ عنایت القاضی

(۱) حاشیہ تفسیر بیضاوی شریف

(۳) تفسیر خازن
(۵) حاشیہ اتقان فی علوم القرآن
(۶) حاشیہ ملخ الفکر یہ
(۷) حاشیہ درالمشور۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے شجر فی التفسیر کی تفصیل فقیر نے اجمالاً لکھی تھی جو ترجمان اہل سنت کراچی میں شائع ہوئی۔ آپ نے اگرچہ مستقل کوئی تفسیر نہیں لکھی لیکن آپ کی تصانیف مبارکہ سے مواد جمع کیا جائے تو ایک ضخیم تفسیر تیار ہو سکتی ہے۔ فقیر نے چند تصانیف سے چند آیات کو مرتب کر کے تفسیر احمد رضا کے نام سے موسوم کیا ہے اگر کسی صاحب ثروت نے اشاعت کا ذمہ اٹھایا تو اہل علم بہرہ ور ہو کر یقیناً بے ساختہ کہہ اٹھیں گے کہ آج اگر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہوتے تو رضوی قلم کو چوم لیتے۔

فن حدیث	نام حاشیہ	نام حاشیہ	نام حاشیہ	نام حاشیہ	نام حاشیہ
کتاب الحج	کتاب الآثار	حاشیہ صحیح بخاری شریف	حاشیہ صحیح مسلم شریف	حاشیہ ترمذی شریف	حاشیہ نسائی شریف
خصائص الکبریٰ	معانی الآثار	حاشیہ ابن ماجہ شریف	حاشیہ شرح جامع صغیر	حاشیہ تقریب	مسند امام اعظم
نبیل الاوطار	المقاصد الحسنہ	شرح الصدور	حاشیہ طحاوی شریف شرح	مسند امام احمد بن حنبل	سنن دارمی شریف
کشف الاحوال فی	نقد رجال	کنز الاعمال	ترغیب وترہیب	کتاب الاسماء عنہ الصفاء	القول البدیع
ارشاد الساری	دوم سوم چہارم	الابی المصنوعہ	ذیل الالی	موضوعات کبیر	التعقبات علی الموضات
مرقاۃ المفاتیح	اشعۃ الممعات	اصابہ فی عرفۃ الصحابہ	تذکرۃ صاف جلد اول	عمدۃ القاری شرح بخاری	فتح الباری شرح البخاری
تہذیب التہذیب	خلاصہ تہذیب الاکمال	نصب الراية	جمع الرسائل فی شرح شامل	فیض القدر شرح جامع صغیر	

مجمع بحار الانوار	حاشیہ فتح المغیث	میزان الاعتدال	العلل المتناہیہ
-------------------	------------------	----------------	-----------------

کاش اس بحرِ خائر کی مذکورہ بالا حواشی آج مطبوعہ ہوتے تو مخالفین اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حدیث دانی کے متعلق لب کشائی نہ کرتے۔ ان بے چاروں کو رضوی کشکول سے بے خبری نے غلط بیان پر مجبور کیا اگر مذکورہ بالا حواشی کتاب کا حاشیہ دیکھ لیتے تو جیسے وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ رضویہ جلد اول کے مطالعہ سے متاثر ہو کر آپ کو ابو حنیفہ ثانی کہنے پر مجبور ہو گئے تو آپ کے تبحر فی الحدیث کو دیکھ کر ثانی امام بخاری کہنا پڑتا۔

فقیر نے ”امام احمد رضا اور علم الحدیث“ ایک مقالہ لکھا جس کے مرکزی بزم رضا لاہور نے کئی ایڈیشن مفت شائع کئے ہیں۔ ہاں وہ صرف مقالہ تھا اگر فقیر کو حالات اجازت دیتے تو مستقل تصنیف پیش کرتا جس سے معلوم ہوتا کہ فاضل بریلوی قدس سرہ کس بلند پایہ کے حدیث دان تھے۔

فقہ اصول فقہ

نمبر شمار	نام حاشیہ	نمبر شمار	نام حاشیہ	نمبر شمار	نام حاشیہ	نمبر شمار	نام حاشیہ
۱	حاشیہ قواعد الرحموت	۲	حاشیہ جموی شرح اشیاء	۳	حاشیہ لاستغاف فی احکام الاوقاف	۴	اتحالیخاف الابصار
۵	کشف الغمہ	۶	شفاء السقام	۷	کتاب الخرج	۸	معین الحنام
۹	میزان الشریعۃ الکبریٰ	۱۰	ہدایہ اخیرین	۱۱	ہدایہ فتح القدیر عنایہ چینی	۱۲	بدائع الصفائع
۱۳	جوہرہ نیرہ	۱۴	جوہرہ اخلاطی	۱۵	مراقی الفلاح	۱۶	اصلاح شرح القیل

جامع الرموز	۲۰	مسلک شرح منقظ	۱۹	جامع الفصولین	۱۸	مجمع الانهر	۱۷
بحر الرائق	۲۴	حلیۃ المحلی	۲۳	رسائل الارکان	۲۲	تبیین الحقائق	۲۱
رسائل شامی	۲۸	کتاب الانوار	۲۷	فوائد کتب عریده	۲۶	نیتہ المستملی	۲۵
رد المختار اول، دوم، سوم	۳۲	طحطاوی علی مدراہ	۳۱	الاعلام بقواطع الاسلام	۳۰	فتح المبین	۲۹

جلد چہارم مع تکملہ

چونکہ آپ کی فقاہت کا اعتراف مخالفین کو بھی ہے اسی لئے اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں شائقین فقیر کی کتاب ”الدرة البیضار فی فقہ احمد رضا“ کا مطالعہ کریں۔

فقیر نے نمونہ کی چند تصنیفیں اور وہ بھی حواشی عربی اور صرف تفسیر وحدیث وفقہ کی لکھی ہیں پھر کمال یہ ہے کہ آپ کے حاشیہ میں بجائے خود کئی مستقل تصانیف کا علمی مواد ہے اور یہ بھی وہ جنہیں مستقل طور پر حاشیہ کا نام دیا گیا ہے ورنہ آپ کے کتب خانے میں ایسی کتاب ہو جو فاضل بریلوی کے مطالعہ میں رہی ہو اور آپ نے اس پر تھوڑا بہت حاشیہ تحریر نہ فرمایا، نعم، قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

واقعی حق ہے۔ آپ کے علم و فضل کے سامنے کوئی کتاب مشکل ہے نہ کوئی فن دشوار ہے اور نہ عربی کتابت میں رکاوٹ ہے۔ سچ ہے

جس نے روشن کر دیئے ہیں علم و دانش کے چراغ
پھر زمانے کو وہی احمد رضا درکار ہے

وہ کون سا کمال تھا جس میں نہ تھا کمال

بیٹھا ہوا قلوب پہ سکھ رضا کا ہے

بہر حال سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نازش علم و فن قدس سرہ العزیز نے علم لدنی، اعانت نبوی و فیضان غوثیت کی بدولت کثیر التعداد مستقل کتب و رسائل ہزاروں کی تصانیف فرمائے ہیں اور آپ کے مختلف علوم و فنون کی بکثرت بلند پایہ تصانیف دو ورق چار ورق نہیں بلکہ ہزاروں سینکڑوں اور درجنوں صفحات پر مشتمل ہیں اور نام کے مصنفین کی طرح نہ تو آدھا رکھاتہ سے کام چلایا اور نہ ہی سرقہ سے اور نہ یہ کہ اپنی تصانیف مختلف سے کچھ ادھر اور کچھ ادھر سے لے کر ایک اور نام لگا کر دیگر علیحدہ تصانیف کا انبار لگا دیا بلکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ جب یہ رہبر رواں دواں ہوتا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ملکوتی مخلوق ہاتھوں پر اٹھائے لے جا رہے ہوں۔ اپنوں کے علاوہ بیگانوں نے بھی مانا کہ امام احمد رضا قلم کا بادشاہ ہے۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

ناظرین کی طبع نازک کو باور کرانے کے لئے آپ کی ایک بلند پایہ تصنیف کا صرف ایک خطبہ حوالہ قلم کرتا ہوں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد لله هو الفقه الاكبر، والجامع الكبير لزيادات فيضه، المبسوط: الدر، الغرر، به الهداية: ومه ابدایہ: والیہ النہایہ: بحمدہ والوقایہ ونقایۃ الدرایۃ، ودين العنايۃ، وحسن الكفايۃ: والصلوة والسلام علی الامام العظم للبرسل اکرام مالکی، واشافعی، احمد الکرام یقوم الحسن بلا توقف محمد بن الحسن، ابو یوسف، فانه الاصل المحيط لكل فضل بسیط ووجیر ووسیط، البحر الزخار، والدر المختار، البحر الزخار، وخرائن الاسرار، وتنویر الابصار، ورد المختار، علی مسخ الغفار، وفتح القدیر، وزاد الفقیر، وملتی الابحر، ومجمع الانهر، وکنز الاقائق، وتینین الحقائق والبحر الرائق، منه یستمد کل نهر فائق، فیه المنیۃ، وبه العنیۃ، مراقی الفلاح، ومداد الفتاح، الايضاح الصلاح، ونور الایضاح، وكشف المضمرة، وحل المشکلات، ولدرا المتقی، وینایع المبتغی، وتنویر البصائر، وزد اهر الجواهر، البدیع، النوادر التمر، وجوباعن الاشباه، والنظائر، مغنی السائلین، نصاب المساکین، الحاوی القدسی، لكل کمال قدسی وانسی الکافی

والوافی الشافی، المصطفیٰ المصطفیٰ، المستضعی، المجتبیٰ، المنتقی، الحسانی، النوازل،
وانفع الوسائل، لاسعاف السائل، بعیون المسائل، عمدة الاواخر و خلاصه الاوائل و علی آلہ
وصحبہ و اہلہ و حزبہ مصابیح الدجی و مفاتیح الہدی لاسیما الشیخین الصاحبین الاخذین من
الشریعة والحقیقة بکلا الطرفين والختین الکمرعین کل منها نور العین و مجمع البحرین و علی
مجتہدی ملة ائمة امة خصوصاً الارکان الاربعة والاقار الامعة وابنه الاکرم الغوث الاعظم، ذخيرة
الاولیاء وتحفة الفقهاء وجامع الفصولین، فصوص الحقائق والشرع لمہذب بکل زین علینا معهم
وبہم ولہم .

یا ارحم الراحمین، آمین آمین، والحمد لله رب العالمین.

یہ خطبہ مبارکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ مبارک کے جلد اول سے لیا گیا ہے جس کا نام مبارک (الطایب النبویہ فی
فتاویٰ الرضویہ) کے جلد اول سے لیا گیا ہے۔ یہ دینی تحقیقی مسائل کا خزینہ ۲۸ رسائل و ایک موجودہ فتاویٰ مجموعہ ہے۔

ترجمہ خطبہ مبارک

بسم الله الرحمن الرحيم

ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس کے کرم والے رسول پر درود بھیجتے ہیں سب خوبیاں خدا کو ہیں یہی سب سے بڑی دانش مندی
ہے اور اللہ تعالیٰ کی فیض کشادہ کی افزائش کہ نہایت روشن موتی ہیں۔ ان کے لئے بڑی جامع ہے اللہ تعالیٰ ہی سے آغاز ہے
اور اس کی طرف انتہا۔ اسی کی حمد سے ہے اور عقل کی پاکیزگی اور عنایت کی نگاہ اور کفایت کی خوبی اور درود و سلام ان پر جو
تمام معزز رسولوں کے امام اعظم ہیں میرے مالک اور میرے شافع احمد کمال کرم والے حسن بے توقف کہنا ہے محمد ﷺ
یوسف علیہ السلام کے والد ہیں کیونکہ اصل ہیں جو ہر فضیلت کبیر و صغیر نہ متوسط کو محیط ہیں نہایت چھلکتے دریا ہیں اور چنے
ہوئے موتی اور رازوں کے خزانے اور آنکھیں روشن کرنے والے اور حیران کو اللہ غفار کی عطاؤں کی طرف پلٹانے والے
قادر مطلق کی کشائش ہیں اور محتاج کے تحفے تمام کے کمالات کے سمندر انہی میں جا کر ملتے ہیں اور سب خوبیوں کی نہریں
انہی میں جمع ہیں باریکیوں کے خزانے ہیں اور تمام حقائق کے روشن بیان اور خوشنما صاف شفاف سمندر کے ہر فوقیت والی
ہزارا نہی سے مدد دیتی رہے اور انہی میں آرزو ہے اور انہی کے سبب سے باقی سب سے بے نیازی اور مراد پانے کے زینے
اور تمام ابواب خیر کھولنے والے مدد اور آراستگی اور ان کی روشنی اور اس روشنی کے لئے نور اور غیوں کا کھلنا اور مشکوں کا حل ہونا
اور چنانچہ موتی اور مراد کے چشمے اور دلوں کی روشنیاں اور نہایت چمکتے جواہر عجیب و نادر وہ بے مثل و نظیر سے ایسے پاک ہیں

کہ ان کا مثل ممکن نہیں۔ سائلوں کو غنی فرمانے والے ہیں اور مسکینوں کی تو نگری ہر کمال ملکوتی داستان کے پاک جامع ہیں تمام مہمات میں کافی ہیں۔ بھرپور بخشے والے سب بیماریوں سے شفاء دینے والے مصطفیٰ کے برگزیدہ چنے ہوئے سترے صاف سب نختیوں کے وقت کے لئے ساز و سامان ہیں۔ سائل کو نہایت ہی منہ مانگی مرادیں ملنے کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش وسیلے ہیں پچھلوں کے تکیہ گاہ اور اگلوں کے خلاصے کے خصوصاً اسلام کے دونوں طریقہ شریعت و حقیقت دونوں کناروں کے ماویٰ ہیں اور دونوں کرم والے شادیوں کے سبب فرزندِ اقدس سے مشرف کہ ان میں ہر ایک آنکھ کی روشنی اور دونوں سمندروں کا مجمع ہے اور ان کے دین متین کے مجتہدوں اور امت کے اماموں پر سب ازواج و گروہ پر درود و سلام جو ظلمتوں کے چراغ اور ہدایت کی کنجیاں ہیں خصوصاً شریعت کے چار رکن چمکتے نور اور ان کے نہایت کریم بیٹے غوثِ اعظم پر کہ اولیاء کے لئے ذخیرہ ہیں اور فقہاء کے لئے تحفہ اور حقیقت۔ وہ شریعت کے ہر ریت سے آراستہ ہیں دونوں کی فصول کے جامع اور ہم سب پر ان کے ساتھ صدقے میں ان کے طفیل اسے سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہم سے قبول کر۔

نمونہ تصانیف

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت سیدنا شاہ احمد رضا قدس سرہ کی ہر تصنیف الہامی اور علم لاثانی کی شاہدِ عدل ہے لیکن یہاں سے محسوس ہوتا ہے جو آپ کے تصانیف کے مطالعہ سے سرشار ہوا اور جو سرے سے آپ کا اسم گرامی سن کر غیظ و غضب سے جل جائے تو اس کا کیا علاج لیکن انصاف پسندوں کے سامنے آپ کی چند تصانیف کے چند اسماء یہاں لکھے جاتے ہیں۔

متعلق بہ نبوت

- (۱) تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین (۲) اقامة القيامة على طاعن القيام نبی تھامہ (۳) سلطنت المصطفیٰ فی کل الوری (۴) نفی الفی و عمن انار بنورہ کل شئے (۵) ہدی الحبران فی نفی الفی رعن شمس الاکوان (۶) لجلال حدیث لولاک (۷) القيام المسعود بتقیح المقام المحمود (۸) اجلال جبریل لجعله خادماً للمحبوب الجمیل (۹) اماع الدربعین فی شفاعۃ المحویین (۱۰) البحث الفاحص۔

تفصیل شیخین سے متعلق

- (۱۱) منتهی التفصیل لمبحث التفصیل (۱۲) مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین (۱۳) الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی (۱۴) الکلام البهی تشبه المصديق یا النبی (۱۵) و جلال المشرق بجلوة اسماء

الصديق والفاروق۔

اہل بیت اور صحابہ سے متعلق

(۱۶) احياء القلب الميت بنشر مناقب اهل بيت (۱۷) اظلال السحابة في اجلال الصحابة (۱۸) رفع العروش الخاوية عن ادب الامين معاوية (۱۹) الاحاديث الراوية لمناقب الصحابي معاوية۔

اوليائے کرام سے متعلق

(۲۰) الهلال بغيض الاولياء بعد الوصال (۲۱) انهار الانوار من يسم صلوة السرار (۲۲) ازهار الانوار من ضياء صلوة الاسرار (۲۳) طوائع النور في حكم السراج على قبور (۲۴) مجير معظم شرح قصيدہ اکسير اعظم

اختلافی مسائل سے متعلق

(۲۵) حیات الموات فی سماع الاموات (۲۶) منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین (۲۷) نسیم الصبا فی ان الاذان تجول الوباء (۲۸) البارقة الشارقة على مارقة اعشارقة (۲۹) النجوم الثواب فی تخريج احاديث الكواكب (۳۰) نور عینی فی الانتصار سلاما م عینی (۳۱) الروض المبح فی آداب التخریج۔

اس کتاب کے متعلق تذکرہ نگار نے لکھا ہے کہ اس فن میں اگر کوئی اور کتاب پہلے کی لکھی ہوئی دریافت نہ ہو سکے تو پھر مصنف اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس شعبہ کے موجد قرار پائیں گے۔

فقہ سے متعلق

(۳۲) عبقری حان فی اجابة الاذان (۳۳) حسن البراعة فی تنفيذ حکم الجماعة (۳۴) اذکی الهلال فی البصال ما احدث الناس فی امر الهلال (۳۵) الاحلی م السكر لطة سیکر روسر۔ اوسرا نگریزوں کی ایک تجارتی کمپنی کا نام ہے جنہوں نے شاہجہانپور میں شکر اور چینی کا کارخانہ جاری کیا ہے وہ جانوروں کی ہڈیاں جلا کر شکر وغیرہ بناتے ہیں۔

(۳۶) احوذ العری لمن یطلب الصحة فی اجارة القرى (۳۷) الیزة الوضیئة فی شرح الجوهرة المصیئة (۳۸) جمل مجلیہ فی ان المکروه تنزیہا لیس بمعصیہ (۳۹) الامر باحترام المقابر (۴۰) البارقة للمعا على طالح نطق بکفر طوعاً (۴۱) المقالة السفرة لمن احکام البدعة الکفرة

(۴۲) احکام الاحکام فی التناول من ید من ماله حرام (۴۳) فصل القضاء فی رسم الانتالہ
(۴۴) العطايا النبویه فی الفتاویٰ الرضویہ۔

متفرق ابواب سے متعلق

(۴۵) مقامع الحديد علی خدائ المنطق الجديد (۴۶) اعتبار الطالب بمبحث ابی طالب (۴۷) السعی
المشکور فی ابدالحق المحجور (۴۸) فودالامال فی الاوافق الاعمال (۴۹) ماتل وکفی من ادعية
لمصطفیٰ۔

یہ چند تصانیف ہم نے تذکرہ علمائے ہند سے لی ہیں جس کے مؤلف مولانا رحمن علی مرحوم ہیں۔ مؤلف تذکرہ نے
مختلف مکاتب فکر کے اہل علم افراد کا ذکر کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تذکرہ ایک غیر جانبدارانہ تالیف کی حیثیت رکھتا ہے۔
تذکرہ نگار نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حالات صفحہ ۱۸ تک درج کئے ہیں جو تفصیلات اور علمی کام اس وقت تک تذکرہ نگار
کو معلوم ہو سکا تھا وہ اس نے توجہ اور فخر کے ساتھ سپرد قلم کیا ہے ورنہ سینکڑوں تصانیف بعد کی مرتب ہوئیں جن کا مختصر تذکرہ
مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک علیحدہ رسالہ میں فرمایا ہے۔

دعوت فکر

ناظرین غور فرمائیں کہ کیسے پیارے انداز اور محققانہ طور پر براعت استہلال کا حق ادا کیا ہے چونکہ فتاویٰ رضویہ
شریف کا فقہ شریف سے تعلق ہے اور اس میں مسائل فقہ کا بیان و تحقیق ہے اس لئے آپ نے اس مناسبت سے کتاب کے
شروع میں جو عربی خطبہ تحریر فرمایا ہے وہ علم و ادب کا ایک نرالا شاہکار و نامور نمونہ ہے اس خطبہ میں فقہ شریف کی مشہور کتب،
حضرات ائمہ اربعہ و دیگر امامان فقہ کے اسماء مبارکہ اور فقہ کی اصطلاحات کو سلسلہ حمد و نعت و مناقب میں جس عمدگی کے ساتھ
پرو دیا ہے جس خوبی کے ساتھ نبھایا اور فنٹ کیا ہے اور فصاحت و بلاغت، معانی و مطالب کا دریا جس طرح کوزے میں بند
فرمایا ہے اس پر بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے آپ کی دیگر تصانیف و مکمل فتاویٰ رضویہ سے قطع نظر آپ کے اس خطبہ کو
ہی بغور پڑھا جائے تو تنہا یہ خطبہ ہی آپ کے امام و علامہ اور علم کے بادشاہ ہونے کا نہایت واضح ثبوت ہے۔ اعلیٰ حضرت
مجدد دین و ملت قدس سرہ العزیز اس باب میں منفرد ہیں اور آپ کا یہ نہایت عظیم الشان کمال ہے کہ کم و بیش ایک ہزار
تصانیف کے باوجود ہر تصنیف کا نام ایسا پیارا نرالا اور دلکش رکھا ہے جسے پڑھ کر اہل علم و اہل ذوق عیش و عشرت کراٹھتے ہیں۔ ہر
ایک کتاب کا نام حسین و جمیل جملوں اور فقرات کی صورت میں علم و ادب میں ڈوبا ہوا، فصاحت و بلاغت میں ڈھلا ہوا اور
معانی و بیان کی میزان پر وزن کیا ہوا ہے اور جس کتاب میں جس موضوع پر کلام ہے اس کے نام میں مختصر طور پر قاری کے

سامنے آجاتا ہے۔

عوام تو عوام کسی چھوٹے موٹے عالم کے لئے بھی صحیح طور پر اعلیٰ حضرت کی کتابوں کا نام پڑھ کر اس کا مطلب سمجھ لینا کچھ آسان نہیں ہے اور لطف بالا لطف یہ ہے کہ جملہ تصانیف میں سے ہر ایک تصنیف کا تاریخی نام ہے جس سے کتاب کی تصنیف کا زمانہ اور علیحدہ علیحدہ عربی خطبہ ہے اور اعلیٰ حضرت کا یہ وہ عظیم الشان شاہکار و بے مثال کارنامہ ہے کہ دنیائے تصنیف میں اس کا کوئی جواب نہیں اور اس باب میں مصنفین کی جماعت میں سے کوئی بھی آپ کا شریک نہیں۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

تاریخی اسماء

ذیل میں فقیر چند کتب نمونہ کے طور پر درج کرتا ہے جن سے اندازہ لگانا آسان ہو کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت قدس سرہ کی تصانیف مبارکہ موضوع کے مطابق ادبی محاورات کو سامنے رکھ کر تاریخ میں کس طرح متعین فرماتے ہیں۔ نمونہ ملا حظہ ہو

الاستمداد عی اجیال الاتداد والامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء . الدولة المکیہ بالمادة الغیبه جزاء الله عدوة مابائه ختم النبوة . الزبدة الزکیة فی تحریم . مسجود النحیہ . حیاة السموات فی بیان سماع الامرات . منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین میر . سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح وحسام الحرمین علی منحور الکفر والمبین . تجلی الیقین جان نبینا سید المرسلین . مقال العرفاء باعزاذ شرح وعلماء .

وصال

اور یہ تاریخی اسماء نہ صرف تصانیف مبارکہ میں چلتے تھے بلکہ آپ اہم امور کو تاریخی اسماء سے مزین فرماتے یہاں تک کہ قبل از وفات اپنی تاریخ آیت قرآنی سے یوں کہی

ویطاف علیہم بانیة من فضة واکواب

۱۳۴۰ھ

اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا۔ (پارہ ۲۹، سورۃ الدھر، آیت ۷۶)

یہ بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کرامات میں سے ایک کرامت ہے کہ وصال سے پہلے اپنی موت کی خبر دے دی اور اسے آیت قرآنی سے تاریخی حیثیت سے بیان فرمایا ہے۔ یہاں فقیر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

الفقیہ القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

محصور جہان دانی و عالی میں ہے کیاشبہ رضا کی بیہمالی میں ہے
ہر شخص کو ایک وصف میں ہوتا ہے کمال بندے کو کمال بے کمالی میں ہے
(بشکریہ سالنامہ معارف رضا کراچی)

ایک اہم معروض

فقیر اویسی غفرلہ نے ڈرتے ڈرتے جلد اول شائع کرنے کے لئے کارکنانِ مکتبہ اویسیہ کو سپرد کی اگرچہ اس میں اغلاط لفظی معنوی ہر دونوں ہوں گے لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض و برکت سے بجائے اغلاط کی نشاندہی کے عوام و خواص اہل سنت نے شرح حدائق کو نہ صرف آنکھوں میں جگہ دی بلکہ دل سے ایسا مقام بخشا کہ ہر سوداؤں و ثناءؤں کے پھول برسائے گئے اور تھوڑے سے عرصہ میں نہ صرف شرح حدائق بخشش کا پہلا حصہ بلکہ دوسرا اور تیسرا حصہ بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اس سے فقیر کو بہت زیادہ نہ صرف تقویت بلکہ راحت و فرحت نصیب ہوئی کہ دلجمعی سے آگے کے مجلدات شائع کراؤں۔

الحمد للہ! اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض اور روحانی تصرف سے اس سے کام آگے بڑھتا جا رہا ہے چنانچہ جلد اول کی طباعت ثانی تک متعدد جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن کی تفصیل آگے آئے گی۔
مندرجہ ذیل ترتیب سے شرح حدائق بخشش کو ڈھال رہا ہے۔

نمبر شمار	مضمون	جلد / نام	کیفیت
۱	نعتیں ہی نعتیں	جلد ۸	مطبوعہ ۴ جلد باقی جاری
۲	روند ادحج امام احمد رضا	جلد ۱	غیر مطبوعہ زیر کتابت
۳	شرح قصیدہ نور	جلد ۱	غیر مطبوعہ
۴	شرح قصیدہ معراجیہ	جلد ۱	کتابت ہو چکی ہے
۵	شرح کلام فارسی احمد رضا	جلد ۱	غیر مطبوعہ
۶	شرح رباعیات نعتیہ فارسی اردو	جلد ۱	غیر مطبوعہ

۷	شرح مثنوی امام احمد رضا بریلوی	جلد ۲	کتابت ہو چکی ہے
۸	شرح درود و سلام رضا	جلد ۲	غیر مطبوعہ
۹	قصائد مختلفہ مع مناقب صحابہ اجلہ	جلد ۱	غیر مطبوعہ
۱۰	مناقب غوث الوری بقلم امام احمد رضا	جلد ۱	نصف کتابت ہو چکی ہے
۱۱	شرح قادریہ سلسلہ برکاتیہ	جلد ۱	غیر مطبوعہ
۱۲	شرح قصیدہ اکسیر اعظم	جلد ۱	غیر مطبوعہ
۱۳	شرح قصیدہ نظم معطر	جلد ۱	غیر مطبوعہ
۱۴	شرح اشعار مختلفہ	جلد ۱	غیر مطبوعہ
۱۵	شرح قصیدہ غوثیہ شریف	جلد ۱	غیر مطبوعہ

اتنی ضخیم مجلدات کی اشاعت فقیر کے بس سے باہر ہے۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اور ماہنامہ فیض عالم بہاولپور پاکستان نے ان کی شاعت کی اپیل شائع کی۔ مہمانِ رضا میں کوئی مرد میدان میدان میں آئے لیکن تاحال وہی رفتار خوش رنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے

یعنی ہمارے ہاں باتوں کے سمندر تو بہر ہے ہیں عملی حالت کا لہجہ نہیں تو بحر شیر لانے کے مترادف ضرور ہے لیکن الحمد للہ فقیر کو اپنے بزرگوں بالخصوص سیدنا غوث اعظم جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر عنایت اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض باطنی سے امید ہے کہ جس طرح فیوض الرحمن ضخیم تفسیر جس کے تخمیناً پندرہ ہزار صفحات ضعیف نحیف جیسے انسان سے شائع کرا لی ہے ان ۲۵ مجلدات شرح حدائق کی اشاعت بھی ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثم انشاء رسول اللہ ﷺ۔

راستخیز علمائے اہل سنت اور عارفین مشائخ اہل سنت سے اپیل ہے کہ اس بہت بڑے اہم اور مشکل کام سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دعاؤں سے نہ بھولیں اور جتنی جلدیں شائع ہو چکی ہیں انہیں نگاہ تلافی سے نوازیں۔ علمی، عملی خامیوں سے آگاہی بخشیں، اپنے حلقہ احباب میں شرح کے مطالعہ کی طرف متوجہ فرمائیں۔

عوام اہل سنت سے اپیل ہے کہ شرح حدائق بخشش کی جتنی جلدیں شائع ہوتی جا رہی ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ اہل اسلام تک پہنچائیں اگر اللہ تعالیٰ نے مالی حیثیت بہتر بنائی ہے تو اس کے نسخے بطور ہدایا و تحائف علماء و مشائخ کی خدمت

میں پیش کریں۔

فقیر کے دو عزیز الحاج قاری غلام عباس نقشبندی گوجرانوالہ اور الحاج صوفی مقصود حسین کراچی باوجود مالی حالت کی کمزوری کے یک صد مختلف مجلدات احباب و مشائخ علماء کی خدمت میں ہدایا و تحائف پیش کر چکے ہیں اور آگے بھی ان عزیزوں کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان عزیزوں کی مساعی جمیلہ کی قبولیت کی دعا ہے۔

آخری گزارش

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اپنے پچاس علوم و فنون بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اسی حدائق بخشش میں دریا در کوزہ کا کام کر دکھایا ہے اگر اسے مبالغہ نہ سمجھیں تو تجربہ کر لیں۔ فقیر اس کے ساحل پر کھڑے کھڑے ایک چلو لیا اس کی شرح بھی سمندر۔

حمد و صلوة

امام احمد رضا خان قدس سرہ

الحمد لله رب الكون والبشر

حمد ایدوم دواماً غیر منحصر

وافضل الصلوات الزاکیات علیہ

خیر البریة منجی الناس من سقر

بک العیاذ الہی ان اشا حکماً

سواک یا ربنا یا منزل النذر

☆☆☆☆☆☆

بجلاله المتفرد

الحمد لله المتوحد

خیر الانام محمد ﷺ

وصلاته دواماً علیہ

ماوی عند شدائدی

والال واصحاب هم

بکتابه و باحمد ﷺ

فالی العظیم توسلے

امابعد! فقیر اویسی غفرلہ نے جب ہوش سنبھالا تو امام احمد رضا قدس سرہ کا تعارف دیوان حدائق بخشش کے نام سے ہوا جوں جوں زندگی کی منزلیں طے ہوتی رہیں امام احمد رضا قدس سرہ سے عقیدت میں اضافہ ہوتا رہا۔ خوشی قسمی سے بوسیلہ غزالی زمان علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں دورہ حدیث پڑھنے کا شرف نصیب ہوا۔ یہی میری خوش نصیبی کی معراج ثابت ہوئی کہ جامع رضویہ میں ہی تصنیفی سلسلہ کا آغاز ہوا۔ دوران تصانیف ایک دن خیال آیا کہ ”حدائق بخشش“ کی شرح بھی لکھ ڈالوں اس میں عشق رسول ﷺ کا سمندر موجزن ہے ممکن ہے فقیر کو اسی سے ایک بوند نصیب ہو جائے۔ اس کا آغاز تو کر دیا لیکن ”قلم دارم و لے درم“ کا بند نہ ٹوٹ سکا لیکن ہمت نہ ہاری اس پر لکھتا ہی ہاں بالآخر پانچ ضخیم مجلدات معرض تحریر میں آئے اور شرح میں صرف ایک پہلو سامنے رکھا یعنی امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام قرآن و حدیث اور اسلاف کے عقائد کا ترجمان ہے اگر اس کے ہر پہلو پر گفتگو ہو تو اس کے کئی ضخیم مجلدات تیار ہوں لیکن چونکہ مجھے صرف اور صرف مسلک حق اہل سنت کا تحفظ مدنظر ہے اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہ کے اشعار کی شرح قرآن و حدیث اور عبارات اسلاف سے عرض کروں گا۔ چونکہ عجم مجسم ہوں علماء کرام سے اپیل ہے کہ خطاؤں سے درگزر فرما کر اصلاح فرمائیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام سيد العلمين وآله واصحابه اجمعين

نعت ۱

(۱) واہ کیا تجھ کو دو کرم ہے شہ بطحا تیرا

آغاز بخیر

امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوان مبارک کا آغاز حبیب کبریاء ﷺ کے جو دو کرم کے وصف سے شروع

۔ فقیر کو آپ نے ہی دورہ حدیث شریف پڑھنے کے لئے لاکپور / فیصل آباد ارشاد فرمایا ورنہ فقیر اس سے قبل حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ سر دار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جانتا تک نہ تھا۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”پاکستان کے شیخین“ میں ہے۔ فقیر اویسی غفرلہ

ہو رہا ہے غور سے دیکھا جائے تو یہی وصف جامع جمیع الاوصاف ہے اس لئے عرض کی واہ کیا جو دو کرم الخ۔

حل لغات

(واہ) کلمہ تحسین، کیا بات ہے، کیا کہنا۔ یہاں ان تینوں میں کوئی ایک مراد ہے۔ یہ تعجب اور تحقیر و طنز کا کلمہ ہے اور یہاں تعجب (برائے اظہارِ شان) مطلوب ہے۔

(شہ ”فارسی“) یہ لفظ شاہ کا مخفف ہے بادشاہ، فرمانروا یہ مضاف ہے اور بطحا کا لفظ مضاف الیہ ہے لفظ شاہ کی مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب ”فیض یزدان شرح گلستاں“ میں دیکھئے۔ بطحا، بالفتح وحاء مہملہ وادی مکہ معظمہ از بطحا مکہ معظمہ مراد باشد۔ یہاں یہی مراد ہے اس لئے کہ آپ ہی دیارِ عرب کے مرکز کے حقیقی بادشاہ ہیں اور اصل لغت کشادہ زمین کہ گذرگاہ آب سیل باشد۔ سنگریزہ ہا بسیار باشد۔ (غیاث)

شرح

اہل ادب و محققین شعراء کہتے ہیں کہ زبان بیان کی نداءت، فصاحت و بلاغت و روزمرہ کی صفائی اور اثر آفرینی کے اعتبار سے یہ نعت بلند پایہ ہے۔

فائدہ

محققین شعراء کرام کو معلوم ہو کہ اس نعت شریف میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کثرت سے محاورات و استعارات استعمال فرمائے ہیں کہ ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑا دفتر تیار ہو سکتا ہے ماہرین فن کو دعوتِ فکر ہے۔

خلاصہ شعر

حضور نبی پاک ﷺ کے اس وصف مبارک کا ذکر ہے کہ آپ جو دو سخا کا یہ عالم ہے کہ بن مانگے بھکاریوں کو خود بخود مل رہا ہے انہیں سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں یعنی اے حبیب کبریا ﷺ آپ کے جو دو عطا کا کیا کہنا آپ اپنے سائل کو اتنا عطا فرماتے ہیں کہ خود اسے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اسے کیا اور کتنا ملا ہے اور اسے محسوس تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیسے ملا اور کس طرح ملا۔ ان عطاؤں کی طرف اشارہ ہے جو صحابہ کرام کو غیر محسوس و غیر مبصر و غیر مشاہدات نصیب ہوئے اور وہ عطیات بھی کسی خاص نعمت سے نہیں ہر طرح کی نعمتیں و عطائیں بخشیں۔

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

شرح

پہلا لفظ نہیں لا کا ترجمہ ہے دوسرا فعل مضارع کی نفی کا ہے اور لفظ ہی اردو میں حصر کا فائدہ دے رہا ہے اس سے

حضور ﷺ کے جو دو سخا کے کمال کا وہ بیان ہے کہ اس کی مثال مخلوق میں محال اور ناممکن ہے کیونکہ جو وصف جو آپ میں محصور ہو گیا وہ دوسروں میں کہاں۔ جیسا کہ اس کی چند مثالیں آگے چل کر عرض کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جود و کرم میں فرق

علماء کرام فرماتے ہیں

الجود ما كان بغير سوال والکرم بسوال

جود وہ ہے جو بغیر مانگے عطاء ہو اور کرم وہ ہے جو مانگنے پر ملے۔

حضور نبی پاک ﷺ میں ہر دونوں صفتیں بدرجہ اتم واکمل تھیں جیسا کہ آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

قرآن و حدیث

یہ شعر آیت قرآنی

واما السائل فلا تنهر

اور منگتا کو نہ جھڑکو۔ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۱۰)

اور بخاری شریف میں ہے سیدنا نبی بی عا نشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

ان النبی ﷺ كان اجود الناس وكان اجود من الريح المرسله ومار وسائلاً قطاً وما سئل عن شئی

فقال لا۔

نبی پاک ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ جو دو سخا والے تھے آپ کی بخشش تیز آندھی سے زیادہ رواں دواں تھی آپ نے کبھی کسی

سائل کو نہیں نہیں فرمایا جب بھی آپ سے کوئی سوال ہوا تو آپ نے ”نہیں“ فرمایا

غرضیکہ ہر منگتا منہ مانگی مراد پاتا کوئی بھی آپ کے در اقدس سے محروم نہ جاتا۔

خلاصہ

جود حقیقی یہ ہے کہ بغیر غرض و عوض کے ہو اور یہ صفت حق سبحانہ کی ہے کہ جس نے بغیر کسی غرض و عوض کے تمام ظاہری

و باطنی نعمتیں اور تمام حسی کمالات خلأق پر افاضہ کئے ہیں اللہ تعالیٰ کے بعد اجود الا جودین اس کے حبیب پاک ﷺ ہیں

کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں اسی لئے آپ سے کبھی کسی چیز کا سوال کیا گیا اس کے مقابل آپ نے ”لا (نہیں)“ ہو

فرمایا، یعنی آپ کسی کے سوال کو رد نہیں فرماتے۔ اگر موجود ہوتا تو عطا فرماتے اور اگر پاس نہ ہوتا تو قرض لے کر دیتے یا

وعدہ عطا فرماتے۔

جود و کرم واقعات کی روشنی میں

ایک دفعہ ایک سائل آپ کی خدمت شریف میں آیا آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ تو مجھ پر قرض کر لے جب ہمارے پاس آجائے گا ہم اسے ادا کر دیں گے۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! خدا نے آپ کو اس چیز کی تکلیف نہیں دی جو آپ کی قدرت میں نہی۔ حضرت عمر فاروق کی یہ بات حضور ﷺ کو پسند نہ آئی۔ انصار میں ایک شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ! عطا کیجئے اور عرش کے مالک سے تقلیل کا خوف نہ کیجئے یہ سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور آپ کے روئے مبارک پر تازگی پائی گئی فرمایا اسی کا امر کیا گیا ہے۔ (شمائل ترمذی، ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بحرین سے مال لایا گیا اور زیادہ سے زیادہ مال تھا جو آپ کے پاس لایا آپ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈال دو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس مال کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم فرمانے لگے آپ کے چچا حضرت عباس آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! مجھے اس مال میں سے دیجئے کیونکہ جنگ بدر کے دن میں نے فدیہ دے کر اپنے آپ کو اور عقیل بن ابی طالب کو آزاد کرایا تھا۔ آپ نے فرمایا لے لو حضرت عباس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں ڈال لیا پھر اٹھانے لگے تو نہ اٹھا سکے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کسی سے فرمادیں کہ اٹھا کر مجھ پر رکھ دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں کسی سے اٹھانے کو نہیں کہتا۔ حضرت عباس بولے آپ خود اٹھا کر مجھ پر رکھیں اس میں سے کچھ گرا دیا پھر اسے اپنے کندھے پر اٹھالیا اور روانہ ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئے اور حضور ﷺ تعجب فرماتے تھے۔ غرضیکہ حضور ﷺ وہاں سے اٹھے تو کچھ بھی باقی نہ تھا۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب اقطع النبی ﷺ من البحرین)

ابن ابی شیبہ میں بروایت حمید بن ہلاں بطریق ارسال مروی ہے کہ وہ مال ایک لاکھ درہم تھا اور اسے علاء بن الحضرمی نے بحرین کے خراج میں بھیجا تھا اور یہ پہلا مال تھا جو آنحضرت ﷺ کے پاس لایا گیا۔

غنائم حنین کی تفصیل

اس میں آپ کی سخاوت حد قیاس سے خارج تھی آپ نے اعراب میں بہت سوں کو سو سواونٹ عطا فرمائے مگر اس دن آپ کی سخاوت زیادہ تر مؤلفۃ القلوب کے لئے تھی۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (صفوان بن امیہ) نے بکریوں کا سوال کیا جن سے دو پہاڑوں کا درمیانی جنگل پر تھا آپ نے وہ سب اس کو دے دیں اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا اے میری قوم تم اسلام لاؤ اللہ کی قسم محمد ﷺ ایسی سخاوت کرتے ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے۔

(مشکوٰۃ، باب فی اغلاقہ وشمالہ ﷺ)

حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حنین کے دن مجھے مال عطا فرمانے لگے حالانکہ آپ میری نظر میں مبغوض ترین خلق تھے پس آپ مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ میری نظر میں محبوب ترین خلق ہو گئے۔ (جامع ترمذی، باب ما جاء فی اعطاء المولفۃ قلوبہم)

بادیہ نشین

حضرت جبیر بن معطم بیان کرتے ہیں کہ جب میں اور دیگر لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین سے (بعد تقسیم غنائم) واپس آرہے تھے تو بادشیناں عرب حضور انور سے لپٹ گئے۔ وہ حنین کی غنیمت سے مانگتے تھے نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ آپ کو بحالت اضطراب ایک بول کے درخت کی طرف لے گئے اس درخت میں آپ کی چادر مبارک پھنس گئی آپ ٹھہر گئے اور فرمایا مجھے میری چادر دے دو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختان بول جتنے چوپائے ہوتے تو البتہ میں ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ دروغ گو اور بز دل پاتے۔

(صحیح بخاری، کتاب التجار، باب الفکر الراجل الشئی فی الصلوٰۃ)

کوۂ احد

حضرت ابوذر کا بیان ہے کہ ایک روز میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا جب آپ نے کوۂ احد دیکھا تو فرمایا اگر یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے تو میں پسند نہ کروں گا کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس تین راتوں سے زیادہ رہ جائے بجز اس دینار کے جسے میں ادائے قرض کے لئے رکھ چھوڑوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الشجاعۃ فی الحرب والنجین)

گھر کا سونا

ایک روز نماز عصر کا سلام پھیرتے ہی آپ ﷺ دولت خانے میں تشریف لے گئے اور جلدی نکل آئے۔ صحابہ کرام کو تعجب ہوا آپ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں خیال آگیا کہ صدقہ کا کچھ سونا گھر میں پڑا ہے مجھے پسند نہ آیا کہ رات ہو جائے

۔ اس سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مال کے حرص کا طعنہ غلط ہے اس کی ایک وجہ تھی۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”ذکر صحابہ“ میں ملاحظہ ہو۔ اویسی غفرلہ

اور وہ گھر میں پڑا رہا اس لئے جا کر اسے تقسیم کرنے کے لئے کہہ آیا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستقراض، باب ادا الدین)

چادر مبارک

حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے کر آئی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے میں آپ کے پہننے کے لئے لائی ہوں۔ آپ ﷺ کو ضرورت تھی اس لئے آپ ﷺ نے وہ چادر لے لی پھر آپ ہماری طرف نکلے اور اسی چادر کو بطور تہبند باندھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا کیا اچھی چادر ہے یہ مجھے پہنا دیجئے آپ نے فرمایا ہاں کچھ دیر کے بعد آپ مجلس سے اٹھ گئے پھر لوٹ آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام نے اس سے کہا کہ تو نے اچھا نہ کیا رسول اللہ ﷺ سے اس چادر کا سوال کیا حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ کسی سائل کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اس صحابی نے کہا اللہ کی قسم! میں نے صرف اس واسطے سوال کیا کہ جس دن میں مرجاؤں یہ چادر میرا کفن بنے۔ حضرت سہل فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس کا کفن ہی بنی۔ (صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الفکر للرجل الشئی فی الصلوٰۃ)

کافر مہمان

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک کافر رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہوا آپ کے حکم سے اس کے لئے ایک بکری دوہی گئی وہ اس کا دودھ پی گیا دوسری دوہی گئی وہ اس کا دودھ بھی پی گیا پھر ایک اور دوہی گئی اور اس کا دودھ بھی پی گیا اسی طرح اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا۔ صبح جو اٹھا اسلام لایا پس رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے لئے ایک بکری دوہی جائے وہ اس کا دودھ پی گیا پھر دوسری دوہی گئی مگر وہ اس کا دودھ تمام نہ پی سکا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک انتڑی میں پیتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں پیتا ہے۔ (اس مہمان کا نام غالباً فضلہ بن عمرو غفاری تھا)

(صحیح مسلم باب المومن یا کل فی معی واحد والکافر یا کل فی سبعة امعا)

جود و سخا کا کیا کھانا

حضرت بلال مؤذن حضور اکرم ﷺ کے خزانچی تھے۔ ایک روز عبد اللہ ہوزنی نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے خزانہ کا حال پوچھا انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ نہ رہتا تھا بعثت سے وفات شریف تک یہ کام میری تحویل میں تھا جب کوئی ننگا بھوکا مسلمان آپ کے پاس آتا آپ مجھے حکم دیتے ہیں کسی سے قرض لیتا اور چادر خرید کر اسے اڑھاتا اور کھانا کھلاتا۔ ایک روز ایک مشرک مجھ سے ملا کہنے لگا بلال! میرے ہاں گنجائش ہے میرے سوا کسی اور سے قرض نہ لیا

کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا ایک روز میں وضو کر کے اذان دینے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ آرہا ہے اس نے مجھ دیکھا کر کہا اوجہشی! میں نے کہا لیک پھر اس نے ترش رو ہو کر میری نسبت سخت الفاظ کہے اور بولا کچھ معلوم ہے وعدے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے وقت وعدہ قریب آگیا ہے۔ اس نے کہا کہ صرف چار دن باقی ہیں اگر اس مدت میں تو نے قرضہ ادا نہ کیا تو تجھے غلام بنا کر بکریاں چرواؤں گا جیسا کہ تو پہلے چرایا کرتا تھا۔ یہ سن کر مجھے فکر دامنگیر ہوئی رسول اللہ ﷺ نمازِ عشاء پڑھ کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے میں وہیں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر خدا! وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا اس نے مجھے سے کہا ہے آپ کے پاس ادائے قرض کے لئے کچھ موجود نہیں اور نہ میرے پاس ہے وہ مجھ کو فسخت کرے گا۔ آپ اجازت دیں تو میں بھاگ کر مسلمانوں کے کسی قبیلہ میں جا رہوں جب ادائے قرض کے لئے خدا کچھ سامان کر دے گا تو واپس آ جاؤں گا غرض میں اپنے گھر آ گیا اور تلوار، تھیلا، جوتا اور ڈھال اپنے سر ہانے رکھ لئے۔ صبح ہوتے ہی میں چلنے لگا تو دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دوڑتا آرہا ہے اور کہتا ہے بلال! رسول اللہ ﷺ تجھے یاد فرما رہے ہیں وہاں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ چار لدے ہوئے اونٹ بیٹھے ہوئے ہیں میں اجازت لے کر حاضر خدمت ہوا آپ نے فرمایا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے ادائے قرض کے لئے سامان کر دیا۔ تم نے چار اونٹ بیٹھے دیکھے ہوں گے میں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا یہ اونٹ حاکم فداک نے بھیجے ہیں اور یہ غلہ اور کپڑے جو ان پر ہیں سب تمہاری تحویل میں ہیں۔ ان کو بیچ کر قرضہ ادا کرو۔ میں نے تعمیل ارشاد کی پھر میں مسجد میں آیا اور رسول اللہ ﷺ سے سلام عرض کیا آپ نے ادائے قرض کا حال پوچھا میں نے عرض کیا قرضہ سب ادا ہو گیا کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ نے پوچھا کہ کچھ بیچ تو نہیں گیا میں نے عرض کیا کہ ہاں کچھ بیچ بھی گیا۔ فرمایا مجھے اس سے سبکدوش کرو جب تک یہ کسی ٹھکانے نہ لگے گا میں گھر نہ جاؤں گا۔ آپ نمازِ عشاء سے فارغ ہوئے تو مجھے بلا کر اس بقیہ کا حال پوچھا میں نے عرض کیا کہ وہ میرے پاس ہے کوئی سائل نہیں ملا۔ رسول اللہ ﷺ رات کو مسجد میں ہی رہے دوسرے روز نمازِ عشاء کے بعد مجھے پھر بلایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! خدا نے آپ کو سبکدوش کر دیا یہ سن کر آپ نے تکبیر کہی اور خدا کا شکر ادا کیا کیونکہ آپ کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آ جائے اور وہ مال میرے پاس ہو پھر آپ دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب البرود والبودۃ والشملة)

کتنا دیا

بعض وقت ایسا ہوتا کہ آپ کسی شخص سے ایک چیز خریدتے قیمت چکا دینے کے بعد وہ اسی کو یا کسی دوسرے کو عطا فرماتے چنانچہ آپ نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے ایک اونٹ خریدا پھر وہی اونٹ ان کو بطور عطیہ عنایت فرمایا اسی طرح

ایک روز حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اونٹ خرید کر پھر بطور عطیہ ان کے صاحبزادہ کو عطا فرمایا۔
(بخاری شریف)

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

حل لغات

دھارے، اردو لفظ ہے دھارا کی جمع ہے (۱) آبشار، وہ پانی جو اونچی جگہ سے گرتا ہے (۲) گہرے سمندر و دریا میں تیزی سے خوب پانی بہتا ہو یہاں یہ معنی مراد ہے کہ یہ بندو قوں کے فائر اور تلی کے معنی میں بھی آیا ہے۔
ذرہ، عربی لفظ ہے بمعنی (۱) ایک جو سو یاں حصہ وغیرہ کسی سوراخ سے سورج کی شعاع کے ساتھ دکھائی دینے والے چھوٹے چھوٹے نہایت باریک اجزاء میں سے ایک جزء۔

شرح

عطاء الہی کے فوارے جو چل رہے ہیں وہ آپ کے فیض و فضل کا ایک قطرہ ہے اور سخاوت کے جو تارے کھلے ہیں وہ تو آپ کے کرم کے بالمقابل ایک ذرہ ہیں اس لئے کہ جو فضل و کرم آپ کو بارگاہ حق سے عنایت ہوا اس کا کنارہ کہاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وكان فضل الله عليك عظيماً.

اور اللہ تعالیٰ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۳)

مزید توضیح

ظاہر و باطن کے ہر ذرہ ہر ذرہ ہزار عالم میں آپ کے عطیات و بخشش کے سمندر جاری ہیں جس میں ہر ایک کی کشتی حیات تیر رہی ہے اے محبوب خدا ﷺ یہ سب کچھ آپ کے اتھاہ اور بے پایاں سمندر کی محض ایک بوند ہے اور اے محبوب خدا ﷺ آپ کی خیرات سے لوگ خوش و خرم زندگی گزار رہے ہیں اور آپ کے صدقات سے آسمانوں کے جملہ تارے (شمس و قمر و کواکب) بھی منور ہیں جو شب و روز چمک کر عالم کو بھی روشن و منور کرتے ہیں حالانکہ یہ سب آپ کے خزانہ بخشش کے ایک ذرہ کی مقدار ہیں جیسا کہ امام محمد بوسیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

فان من جودك الدنيا و ضررتها

آپ کے جود و کرم سے دنیا و آخرت (ایک حصہ) ہے۔

قرآن مجید

شعر مذکور آیت

انا اعطینک الکوثر

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (پارہ ۳۰، سورہ الکوثر، آیت ۱)
کی تشریح و تفسیر ہے۔

تفسیر الکوثر

الکوثر سے جملہ مفسرین بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے خیر کثیر مراد لی ہے۔

هو الخیر الكثير کله خیر الدنیا والآخرة.

اس آیت کریمہ کے مطابق حضور اکرم ﷺ کو رب تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی جملہ نعمتوں پر حق تصرف و اختیار دیا ہے اسی لئے الاستمداد صفحہ ۷ میں امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالکِ کل کہلاتے یہ ہیں

انا اعطینک الکوثر

ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

حل لغات

فیض، عربی لفظ ہے بمعنی پانی کا برتن وغیرہ سے یا نہر اور دریا میں سیلاب سے ابلنا، مجازاً بمعنی بہت زیادہ عطا و فائدہ

وغیرہ۔

”یاشہ تسنیم“ حضور سرور عالم ﷺ کو پکارا گیا۔ جیسے ہم اہل سنت کا شعار ہے کہ

بیٹھے اُٹھتے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

جس پر دورہ حاضرہ میں خوب بحثیں چل رہی ہیں چونکہ حدائق بخشش شریف میں ایسی ندامت بکثرت ہیں اور ہمارے مسلک کا خصوصی اور امتیازی مسئلہ بھی ہے اسی لئے یہاں اس پر مختصر بحث کرنا موزوں ہوگا۔ شہ بادشاہ کا مخفف مضاف تسنیم مضاف الیہ۔ اس سے حضور سلطان کائنات ﷺ مراد ہیں اور تسنیم جنت میں ایک نہر کا نام ہے اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ نزالا، اردو لفظ ہے بمعنی انوکھا اور عجیب و غریب، تجسس، عربی لفظ ہے بمعنی جستجو اور تلاش۔

شرح

اے بہشتی نہر تسنیم کے مالک آپ کی عطاء بخشش بالکل انوکھی ہے کہ آپ کا سمندر بیکراں خود پیاسوں کو تلاش کرتا پھرتا ہے حالانکہ ہونا تو یہ تھا کہ پیاسے تجسس و جستجو میں ہوتے لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔

تسنیم

تسنیم کے ہمہ وجہ منجانب اللہ مالک و متصرف ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا

انا اعطیناک الکوثر

کوثر سے احادیث و تفاسیر میں جنت کی نہر مراد لی ہے جو قیامت میں صرف اور صرف ہمارے نبی پاک ﷺ کے زیر قبضہ ہوگی اور پیاسوں کو وہاں پر پہنچنے کا پتہ بتایا کہ

فاطلمبنی عند الحوض. (مشکوٰۃ)

مجھے حوض (کوثر) کے پاس ڈھونڈنا۔

اور حدیث مبارک میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن کوثر و تسنیم پر میں خود ہوں گا میرے حوض کی طرف سے جو کوئی آئے گا میں اسے پلاؤں گا۔

فائدہ

جب وہاں سے جسے جام ملے گا تو اس کے پینے سے ساری تلخی اور گھبراہٹ دور ہو جائے گی اور دل کو ایسا سکون نصیب ہوگا کہ پھر کبھی پیاس نہ ستائے گی۔ حدیث شریف میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس ﷺ سے راوی ”الکوثر نہر فی الجنة“

یعنی کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے جس کی درازی ایک ماہ کی راہ ہے پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے کوزے اس پر مثل ستاروں کے روشن اور عدد میں ان سے زیادہ ہیں جو شخص اس سے ایک مرتبہ پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے حوض کے چار رکن ہیں اول ہاتھ میں ابو بکر صدیق اور ثانی عمر فاروق کے اور ثالث عثمان ذی النورین کے رابع علی مرتضیٰ کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پس جو کوئی ابو بکر و علی سے محبت اور عمر و عثمان سے بغض وعداوت رکھے گا اسے ابو بکر و علی آب کوثر سے سیراب نہ فرمائیں گے۔ کذا نقل فی المواعظ مگر مشہور یہ ہے کہ ساقی کوثر قیامت کے دن حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہوں گے آپ فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں ابو بکر کی محبت نہ ہوگی اور جو ان سے بغض وعداوت رکھتا ہوگا میں اسے قیامت کے دن آب کوثر سے سیراب نہ کروں گا۔ الغرض اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا آقائے دو عالم ﷺ کو اس شعر میں کوثر و تسنیم کا مالک کہنا احادیث مبارکہ کے عین مطابق ہے۔

اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا

اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

حل لغات

اغنیاء، غنی کی جمع ہے بمعنی مالدار۔ باڑا، ہندی لفظ ہے بمعنی احاطہ، چار دیواری، دائرہ، میدان، حویلی، مکان، خانقاہ اور انعام اس طرح تقسیم کرنا کہ محروم نہ رہے یہاں یہی آخری معنی مراد ہے۔ اصفیاء، صفی کی جمع نیک اور عابد و زاہد اور خدا ترس و خدا رسیدہ لوگ، پرہیزگار۔ رستہ، اردو لفظ ہے اور راستہ کا مخفف اردو میں ہ کی جگہ الف بولا اور کبھی لکھا جاتا ہے، ڈگر، راہ، طور و طریقہ، رستہ چلنا طریقہ و سیرت پر چلنا۔

شرح

اے حبیب کبریا شہ ہر دوسرا ﷺ آپ کا دربار گہر بار ایسی عام بخشش و سخاوت کا گہر اور حویلی ہے جہاں سے غریب تو غریب مالدار اور امیر لوگ بھی پرورش پاتے ہیں اور انہیں جو کچھ ملا ہے یا مل رہا ہے وہ سب کچھ آپ ہی کی بارگاہ کا عطیہ ہے اور آپ کا راستہ وہ راستہ ہے جس پر نیک اور عابد و زاہد اور خدا ترس لوگ ماتھے کے بل چلتے ہیں یعنی انتہائی تعظیم اور عقیدت مندی کے ساتھ آپ کے طریقہ پر گامزن ہو کر سعادت مندی اور تقریب الی اللہ کی منزل پا لیتے ہیں۔

فائدہ

اس شعر کا مصرعہ اولیٰ سابقہ بیان کا تتمہ ہے جسے امام اہل سنت فاضل بریلوی کے بھائی مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے یوں بیان فرمایا

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے
جسے میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

دوسرے مصرعہ میں دربار رسالت کے متعلق محبوبانِ خدا (صحابہ کرام، اہل بیت، اولیاء) کے ادب اور تعظیم و تکریم کی طرف اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی عادات کی تصریحات بتاتی ہیں کہ وہ حضرات کس طرح اپنے آقائے نامداری ﷺ کی تعظیم و توقیر بجالاتے اور آپ کا ادب ملحوظ رکھتے تھے۔

(۱) ماہ ذی قعدہ ۶ھ میں جب حضور حدیبیہ میں تھے تو بدیل بن ورقاء خزاعی کے بعد عروہ بن مسعود جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے کے لئے حاضر خدمت اقدس ہوئے وہ واپس جا کر قریش سے یوں کہنے لگا

يا قوم والله لقد وفدت على الملوك ووفدت على قيصر وكسرى والنجاشي والله ان رايت ملكا
قط يعظمه اصحابه ما يعظم اصحاب محمد محمداً والله ان تخم نخامة الا وقعت في كف رجل
منهم فدلکک بها وجهه وجلده واذا مرهم ابتدروا امره واذا توضعاء كادوا يقتلون على وضوءه
واذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده وما يحدون عليه النظر تعظيماً له وانه قد عرض عليكم خطة رشد
فاقبلوها. (بخاری، کتاب شروط)

اے میری قوم! اللہ کی قسم میں البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے ہاں گیا ہوں اللہ کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں اللہ قسم اس (محمد) نے جب کبھی کھنکار پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لئے باہم جھگڑنے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آواز دھیمی کر دیتے ہیں اور از روئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے پس تم اسے قبول کرلو۔

صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آداب کی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب ”باادب صحابہ“ اور ”الاصابہ فی عقائد الصحابہ“ میں عرض کر دی ہے اور اولیائے کرام کے آداب کا قصہ بھی طویل ہے بالخصوص در حبیب ﷺ کی حاضری کی تو پر کیف داستانیں ہیں۔ فقیر نے کتاب زائر مدینہ میں کچھ واقعات درج کئے ہیں یہاں اس دربارِ عالی کی حاضری کے

آداب کا ایک عربی قصیدہ حاضر ہے جس سے ان حضرات کے آداب کا پتہ چل جائیگا۔ شیخ الاسلام حافظ ابوالفتح تقی الدین بن دقیق العید (المتوفی ۷۲۰ھ فرماتے ہیں)

ياسائرا نحو الحجاز مشهرا اجهد فديك في المسير وفي السرى واذا سهرت الليل في طلب
اعلاف حذا اثم حذا من حذع الكرم فالقصد حيث النور يشرق ساطعا والطرف حيث ترى الثرى
متعطر اقف بالمنازل والمناهل من لدن وادى قباء الى حمى ام القوى وتوخ اثار النبى قضح بها
متشرقا خديك في غفر الثرى واذا رايت مهابط الوحى التى نشرت على الافاق نورا ورى فاعلم
بانك مارايت شبيها مذكنت فى ماضى الزمان ولا ترى.

اے حجاز کی طرف تیزی سے چلنے والے! میں تجھ پر فدا! تو رات دن چلنے میں کوشش کرنا اور جب تو بزرگوں کی طلب میں
رات کو جاگے تو اونگھ کے فریب سے بچنا پھر بچنا تو اس جگہ کا قصد کرنا جہاں نور خوب چمک رہا ہے اور جہاں خاک خوشبودار
نظر آتی ہے تو ان منازل اور چشموں پر ٹھہر جانا جو وادی قباء کے قریب سے اُم القریٰ (مکہ معظمہ) کے سبزہ زار تک ہیں اور
(نبی ﷺ) کے آثار کا قصد کرنا اور ان کی زیارت سے مشرف ہوئے وہاں اپنے ہر دور خسار کو روئے خاک پر رکھ دینا اور جب
توحی کے اترنے کی جگہوں کو دیکھے جنہوں نے تمام دنیا پر نورِ نور پھیلا دیا ہے تو جان لینا کہ تو نے اپنی گذشتہ عمر میں ان کی
مثل نہیں دیکھا اور نہ آئندہ دیکھے گا۔

ایک فارسی شعر میں ان حضرات کی حاضری کا خوب فیصلہ کیا گیا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
کہ نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

(فوات الوفيات، ترجمہ ابن دقیق العید)

نوٹ

یاد رہے کہ ایسے حضرات کے مدینہ پاک کے آداب بھی حیرت انگیز ہیں۔ امام مالک مدینہ منورہ میں جانور پر سوار نہ
ہوتے اور فرماتے میں اللہ عز وجل سے شرماتا ہوں اس بات میں کہ اس پاک مٹی کو اپنی سواری کے کھروں سے روندوں
جس مٹی میں حضور اکرم ﷺ آرام فرما ہیں اس قسم کے بے شمار واقعات فقیر کی کتاب ”ادب بالنصیب“ میں بیان کئے گئے
ہیں۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا عرش پہ اڑاتا ہے پھریرا تیرا

حل لغات

فرش بمعنی بچھونا اور زمین یہاں مطلق عالم دنیا کے لوگ مراد ہیں۔ شوکت، عربی لفظ مجازاً اہمیت و دبذبہ پر بولا جاتا ہے۔ علو، بضم تین وتشدید واو بمعنی بلندی اور بالضم وبالكسر بھی اسی معنی میں آتا ہے اور فارسی (اور اردو) بضم تین وتخفیف واو آتا ہے۔ (غیاث اللغات ۱۲) یہاں بالتخفیف پڑھا جائے گا بمعنی بلندی و رفعت۔ خسرو میں الف ندائیہ ہے اور خسرو بالضم گذشتہ زمانے میں دو بادشاہوں کے نام ہیں لیکن اب مجازاً اہر بادشاہ کو کہا جاتا ہے۔ عرش بمعنی تخت، چھت لیکن یہاں وہ عرش اعظم مراد ہے جو تمام آسمانوں اور بہشت اور کرسی اور سدرۃ المنتہی کے اوپر ہے۔ پھریرا اردو لفظ ہے بمعنی جھنڈا اور علم اور جھنڈے کا کپڑا اور کم سوکھا ہوا اور کھلا ہوا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

شرح

اے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ آپ کی شان و عظمت بہت ہی بلند و بالا ہے آپ کا مقام اتنا بلند ہے کہ آپ کی عظمت کے جھنڈے عرش اعظم پر لہرا رہے ہیں زمین والے آپ کی شان و شوکت کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔ کاش وہ آپ کی بلند ترین شان و عظمت سے باخبر ہوتے جو عرش بلکہ لامکاں تک پھیلی ہوئی ہے۔

قرآن پاک

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ورفعنا لک ذکرک

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پارہ ۳۰، الشرح، آیت ۴)

احادیث مبارکہ

(۱) حدیث قدسی میں ہے

اینما ذکر ت ذکر ت معی

جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں ساتھ تمہارا ذکر ہو گا۔

فائدہ

رب تعالیٰ کا ذکر زمینوں میں بھی ہوتا ہے اور آسمانوں میں بھی فرش پر بھی ہوتا ہے اور عرش پر بھی تو لازمی طور پر حضور ﷺ کا ذکر مبارک بھی فرش و عرش پر ہوتا ہے بلکہ جنت میں بھی حضور اکرم ﷺ کے اسم گرامی کا بول بالا ہے۔ حدیث

پاک میں ہے کہ جنت کے درختوں کے ہر پتے پر حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لکھا ہوا ہے۔ بقول شاعر

منقش سبھی اسم احمد سے اختر

ہیں جنت کے برگ و ثمر اللہ اللہ

مفصل مضمون فقیر کی کتاب ”شہد سے بیٹھا نام محمد“ کا مطالعہ کیجئے۔

(۲) حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی پیدائش کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے جس طرح ایک جھنڈا کعبہ معظمہ پر اور ایک بیت المقدس پر اور ایک زمین و آسمان کے درمیان نصب فرمایا اسی طرح بحکم الہی آسمانوں کے اوپر بیت المعمور کے بالکل سیدھ میں بالکل کعبہ جیسی ایک عمارت ہے ایک جھنڈا اس عمارت پر بھی لہرایا۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ آپ کو سر بلندی بلکہ کائنات کی سلطنت و بادشاہت عطا فرمائی ہے آپ یقیناً شہنشاہ کونین، نبی آخر الزماں، رحمت کون و مکان، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین ہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کو اسی حیثیت سے جانتا اور پہچانتا ہے ہاں بعض ایمان سے محروم جن و انسان آپ کو اس حیثیت سے نہیں جانتے پہچانتے اس لئے کوئی نبوت کا مدعی نظر آتا ہے تو کوئی ہمسری کا دعویدار، کوئی سرے سے منکر رسالت ہے تو کوئی منکر سلطنت و اختیار۔ عصر حاضر میں بیسیوں فرقے موجود ہیں جو نبی اور صفات نبی کے انکار جیسے جرم کے مرتکب ہیں اور ایسے ناقابل معافی جرائم کے مرتکبین صرف انسان و جنات ہی میں پائے جاتے ہیں اور کسی مخلوق میں نہیں۔ خود سرکار محبوب کبریاء ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

ما من شئ الا و یعلمنی انی رسول الله الا مردة الجن والانس.

مجھے کائنات کی ہر چیز جانتی پہچانتی ہے سوائے سرکش جن اور انسان کے۔

پھیرا

اس میں حضور سلطان بحر و بر ﷺ کی اس رفعت و عظمت کی طرف اشارہ ہے جسے خود سلطان الانبیاء ﷺ نے بیان فرمایا کہ دن رات میں میرا اللہ کے ساتھ ایک خاص وقت مقرر ہے جس میں میری اور رب کی ملاقات ہوتی ہے اور اس وقت پورے عالم میں کسی کو دم مارنے کی بھی مجال نہیں ہوتی۔

عرش پہ پھیرا

اس میں اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے حضور سرور کائنات، سلطان الانبیاء ﷺ کی ہر

ہزار عالم کی سلطنت و حکومت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس سلطنت کا مرکزی مقام ”عرشِ اعظم“ ہے اور اس پر آپ کے علم اور جھنڈا ہر آنے کا ذکر احادیث میں ہے منجملہ ان کے ایک عرض کردوں۔ مولانا برزنجی اپنے مولود شریف میں لکھتے ہیں

نوری فی السموت والارض يحملها من انوارہ الذاتیہ

یعنی زمین و آسمان میں خوشخبری سنائی گئی انوارِ ذاتیہ محمدیہ ﷺ سے آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حاملہ ہونے کی فنطفت بحملہ کل دابة القريش بفصاح لسان العربیہ وخرت الاسرة والامناه على الوجوه والافواه پس بول اُٹھے آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حمل کی خبر سن کر تمام چوپائے قریش کے عربی زبان میں بڑی فصاحت کے ساتھ اور اوندھے ہو گئے تخت بادشاہوں کے اور گر پڑے بت منہکے بل اُٹے۔

وبشرت وحوش المشارق والمغرب ودابها البحریتہ

اور بشارت دی گئی مشرق اور مغرب کے وحشی جانوروں چرند و پرند اور دریائی جانوروں کو۔

وبشرت الجن بالهلال زمانہ وانهلک الکھانۃ وربھت الرھبانۃ

اور بشارت دی جنوں نے آپ کے زمانہ کی پیدائش کے قریب ہونے کی اور ست ہو گئی کہانت اور مٹ گیا جو گیوں کا جوگی پنا

واقیت امانی المنام فقیل لها انک حملت سید العلمین وخیر البریۃ فسمیہ محمداً اذا وضعته فانہ

ست محمد بہا

اور آپ کی والدہ کو خواب میں خوشخبری دی گئی کہ کوئی ان سے کہتا تھا کہ تیرے پیٹ میں سردارِ عالم اور بہتر ہے ساری خلقت سے اور جب یہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد ﷺ رکھنا اس لئے کہ انجام نیک ہے۔

پھر حکم ہوا جبریل علیہ السلام کو فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک علم سبز محمدی ﷺ لے کر دنیا میں جاؤ اور اس علم کو کعبہ کی چھت پر کھڑا کرو اور منادی کرو کہ آج کی رات نور محمدی ﷺ سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشرف ہوئی ہیں اور اہل زمین خوش ہو اور فخر کرو کہ دونوں جہاں کے سردار حبیب اللہ محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں۔ خوش قسمت اس امت کی کہ محمد ﷺ سا پیغمبر پائے اور زہے تقدیر اس شخص کی کہ محمد ﷺ پر ایمان لائے اور پڑھے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)

آسمان خوان زمین خوان زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

حل لغات

خوان، فارسی لفظ ہے بمعنی دسترخوان کس کا ہے استفہام کے بعد جواب خود دیا کہ اے سلطان کائنات آپ کا ہی لقب ہے صاحب خانہ۔

شرح

اے دونوں عالم کے بادشاہ یہ پھیلے ہوئے سارے آسمان اور ساری زمین آپ ہی کے بچھے ہوئے دو دسترخوان ہیں جس پر سارا عالم باعزت و عظمت مہمان کی حیثیت سے اپنا رزق کھا رہا ہے یعنی سارے عالم کے آپ میزبان ہیں اور صاحب خانہ آپ کا ہی لقب ہے اس لئے کہ کائنات کو جو کچھ مل رہا ہے آپ کے دستِ اقدس کی عطاء ہے۔

قرآن مجید

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے

ووجدک عائلاً فاغنی

اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۸)

فائدہ

صاحبِ روح البیان نے فرمایا کہ عائل (عیالدار) سے عام مراد ہے۔

(۲) وما اتکم الرسول فخذوه

اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ ﷺ عطا فرمائیں وہ لو۔ (پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۷)

فائدہ

حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ ما عام ہے دنیا و آخرت وغیرہا کے امور۔

حدیث

(۱) حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کے خزانوں کی چابیاں مجھے عطا کر دی ہیں۔

(۲) ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونے کا بن کر میرے ساتھ چلا کرے۔

(۳) ایک اور حدیث پاک میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

وانما انا قاسم واللہ يعطی

اللہ ہر چیز دیتا ہے اور میں ہر چیز کو تقسیم کرنے والا ہوں۔

فائدہ

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بظاہر خالی ہیں مگر حقیقت میں دنیا کی ہر چیز کے مالک و مختار ہیں اسی حقیقت کی طرف اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شعر میں کیا خوب اشارہ فرمایا ہے

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

فائدہ

لفظ ”انما“ عربی زبان میں حصر کا فائدہ دیتا ہے اب یہ معنی ہوئے کہ حضور ﷺ ہی قاسم ہیں ان کے سوا اور کوئی قاسم نہیں ہے ہر نعمت کی تقسیم انہیں کے سپرد ہے جس کو جو ملے گا انہیں کے در سے انہیں کے وسیلے سے اور واسطہ سے ملے گا ان کے وسیلے کے بغیر اگر خدا سے طلب کیا جائے تو ہرگز نہ ملے گا۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ کرے عطا
حاشا غلط غلط یہ ہوں بے بصر کی ہے

یہ حدیث مختصر ہے لیکن معانی کے لحاظ سے نہایت جامع ہے۔ اس لئے کہ جیسے لفظ ”يعطی“ کا مفعول مقدر ہے ایسے ہی ”قاسم“ کا اور قاعدہ ہے جہاں فعل کا مفعول مقدر ہو وہاں عموم مراد ہوتا ہے اور جب قاسم کسی قید سے مقید نہیں ہے نہ اس میں زمانے کی قید ہے نہ وقت کی نہ ساعت کی قید ہے نہ مانگنے والے کی نہ عطیہ کی قید ہے نہ لینے والے کی۔ گویا مقصود حدیث یہ ہے کہ ہر چیز کا معطی خدا ہے اور میں اس ہر چیز کا قاسم ہوں

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

ابوالقاسم علیہ السلام

حضور اکرم ﷺ کی کنیت مبارکہ بھی اسی معنی پر ہے کہ آپ حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی تمام نعمتوں کے تقسیم کنندہ ہیں۔ چنانچہ علماء محققین نے یہی معنی کیا ہے چنانچہ حضرت امام قسطلانی مواہب لدنیہ جلد ۱ صفحہ ۱۵۰ میں لکھتے ہیں کہ

کنیة ابوالقاسم یقسم الجنة بین اهلها۔

اسی لئے ہے کہ آپ قاسمِ جنت ہیں اور آپ کی تقسیمِ نعمت عام ہے۔

مخلوق کی تو بات ہی کیا ہے انبیاء علیہم السلام بھی آپ کے خوانِ یغما کے محتاج ہیں۔ کل قیامت میں ہم سب آنکھوں

سے دیکھیں گے کہ ہر نبی علیہ السلام بھی یہاں تک خلیل اللہ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر بھی ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے در کریم کے سائل ہوں گے۔ امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے دوسرے مقام پر فرمایا

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (ﷺ)

سب کا والی ﷺ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا کہ کل کائنات آپ کی عیال ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میری ماں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہماری یتیمی کی شکایت کی

فقال رسول اللہ ﷺ العيلة تخافين عليهم وانا وليهم في الدنيا والاخرة.

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں ان کا ولی کارساز ہوں دنیا و آخرت میں۔

نائب اعظم

حدیث شریف میں ہے حضور سرور عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اکبر اور نائب اعظم ہیں۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عبداللہ بن سلام (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

ان اکرم خلیفة الله على الله ابو القاسم ﷺ. (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۸)

بیشک اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ حضور ابو القاسم ﷺ ہیں۔

خلیفہ کا معنی

خلیفہ خدا کا (نائب) اور اس کی قدرت کا نمونہ ہوتا ہے۔ شہنشاہ نعمتوں اور دولتوں کی تقسیم نابوں سے کراتے ہیں چونکہ حضور سرور عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اکبر ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور دولتوں کی تقسیم حضور اکرم ﷺ کے دربارِ دُرباء سے ہوتی ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے دوسرے مقام پر فرمایا

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں کوئی اور مفر مقرر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

خلاصہ

حضور نبی پاک ﷺ کل کائنات کی تمام نعمتوں کے قاسم ہیں فتح و نصرت، علم و معرفت، رحمت و مغفرت، نعمت و برکت۔ غرضیکہ کارخانہ الہیہ کی باگ ڈور حضور ﷺ ہی کے مقدس ہاتھ میں ہے۔

دونوں جہاں میں بانٹتے ہیں صدقہ صبح و شام
بندھے ہوئے ہیں رسول خدا کے ہاتھ میں

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

حل لغات

میں تو مالک ہی کہوں گا دعویٰ ہے اس کی دلیل میں فرمایا ہو مالک کے حبیب پھر یہ دعویٰ ہے اس کی دلیل میں فرمایا
کہ ”محبوب و محبت میں میرا تیرا نہیں ہوتا“

شرح

شعر ہذا امامِ نعمت گویان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قادر الکلامی اور ان کی فصاحت و بلاغت اور فنِ شاعری کی امامت کی
اعلیٰ دلیل ہے قرآن مجید کی بلاغت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں دعویٰ کے ساتھ دلیل بھی ہوتی ہے پھر وہ جملہ جو پہلے
دلیل تھا اب وہ دعویٰ بھی بن جاتا ہے جس کے لئے اس کا دوسرا جملہ دلیل بن جاتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”الحمد
للہ“ یہ دعویٰ ہے اس کی دلیل رب العالمین ہے پھر یہی جملہ دعویٰ ہے اور اس کی دلیل آنے والا جملہ ہے۔ الخ
یعنی اے رب العالمین کے پیارے میں تو آپ کو دونوں جہاں کا مالک و حاکم ہی مانتا ہوں اس لئے کہ مالکِ حقیقی و
ذاتی خداوند قدوس جل شانہ کے آپ پیارے اور چہیتے محبوب ہیں اور محبت و محبوب کے درمیان بیگانگی اور غیریت نہیں ہوا
کرتی بلکہ محبت اور دوست اپنی ساری چیزوں میں اپنے محبوب اور پیارے کو اجازت و اختیار دے دیا کرتا ہے جو پیار و محبت کا
پورا پورا تقاضا ہے یعنی محبت محبوب سے کوئی شے چھپاتا نہیں بلکہ ہر شے کا اختیار دیتا ہے۔ امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے کیسا مدلل بیان فرمایا کہ ایک مصرعہ میں دعویٰ دوسرے میں دلیل۔ ہم اسے قرآن و احادیث مبارکہ کی روشنی میں عرض
کرتے ہیں۔

قرآن کریم

آیت کوثر کے علاوہ آیت ذیل اس دعویٰ کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قل اللهم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء۔ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۲۶)

یوں عرض کراے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے۔

شان نزول

فتح مکہ کے وقت سید الانبیاء ﷺ نے اپنی امت کو ملکِ فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ فرمایا تو یہود و منافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد مصطفیٰ ﷺ اور کہاں فارس و روم کے ملک وہ تو بڑے زبردست اور نہایت مضبوط ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان)

فائدہ

بفضلہ تعالیٰ آخر یہ وعدہ پورا ہو کر رہا اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ممالک کا مالک اپنے محبوب کریم ﷺ کو بنادیا لیکن منافقین اور یہودیوں نے اس وقت مانا نہ اب مانتے ہیں۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں

کسریٰ کے کنگن

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے سراقہ اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب کسریٰ کے طلائی کنگن تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی دی ہوئی یہ غیب کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی۔ ایران فتح ہوا تو مالِ غنیمت میں کسریٰ کے کنگن بھی آئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ بن مالک کو بلا کر ان کے ہاتھوں میں وہ کنگن پہنائے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

(۱) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت کے بعد ایک کہنے والا

يقول قبض محمد على مفاتيح النصره ومفاتيح الربح ومفاتيح النبوة بخ بع قبض محمد ﷺ

على الدنيا كلها لم يسبق خلق من اهلها الا دخل في قبضة. (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۸)

کہہ رہا تھا کہ محمد (ﷺ) نے نصرت کی کنجیوں اور نفع کی کنجیوں اور نبوت کی کنجیوں پر قبضہ فرمایا ہے..... واہ واہ محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

(۲) حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اني اعطيت مفاتيح خزائن الارض او مفاتيح الارض.

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۵۸ و صفحہ ۹۷۵، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

بے شک میں زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

اتیت خزائن الارض فوضع فی یدی. (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

میں زمین کے تمام خزانے دیا گیا ہوں اور وہ میرے ہاتھ میں رکھ دیئے گئے۔

(۴) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اتیت بمقالید الدنیا علی فرش ابلق جاءنی بها جبریل علیہ قطیغۃ من سندس.

(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۱۲۶۰، سراج الممیر صفحہ ۴۳)

میں ساری دنیا کی کنجیاں دیا گیا ہوں جبریل امین علیہ السلام ان کو ابلق گھوڑے پر رکھ کر میرے پاس لائے اور ان کنجیوں پر ریشمی چادر پڑی ہوئی تھی۔

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

اعطیت الكنزین الاحمر والابيض. (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

مجھ کو دو خزانے سرخ اور سفید عطا فرمائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اوتیت مفاتیح کل شئی. (مسند احمد، طبرانی، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۹۵)

مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔

حضور پر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا

اذ یئسوا الکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی. (دارمی، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۴)

قیامت کے دن جب لوگ ناامید ہو جائیں گے کرامت اور کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور رحمت کا جھنڈا بھی میرے ہاتھ میں ہوگا۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے

محبوب کیا مالک و مختار بنایا

گھر کی گواہی

حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گلزار معرفت میں کہا

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے

ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ ﷺ

ان کے تتبع میں دیوبندیوں کے مولوی محمد قاسم نے قصیدہ قاسمیہ میں لکھا

خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب

خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشق زار

غلطی کا ازالہ

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ پر عاشق و معشوق کا اطلاق ناجائز ہے اس لئے اس لفظ کے اطلاق کا غلبہ قبیح عشق والوں کے لئے عام ہے اسی لئے جو لفظ عرف عام میں قبیح اشیاء پر اطلاق ہوتا ہے وہ اللہ و رسول جل جلالہ ﷺ کے لئے ناجائز ہے لیکن افسوس کہ آج کل کے جاہل شعراء اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق اپنا فخر سمجھتے ہیں اور مذکورہ بالا عاشق و معشوق دونوں کے اشعار میں آجانا حجت نہیں یہ ان کا سہو و خطا ہے اور نہ ہمارے لئے حجت۔

لطیفہ

دیوبندیوں کے قاسم العلوم والخیرات صاحب نے حضور سرور عالم ﷺ کو کہا ”خدا تیرا تو خدا کا حبیب“ یہ ان لوگوں کو گوارا ہے اور امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ”یعنی محبوب و محبت میں نہیں تیرا میرا“ یہ ان لوگوں کو گوارا نہیں بلکہ شرک۔ اس کو کہتے ہیں تعصب۔

عقیدت

الحمد للہ ہم اہل سنت اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عقیدت سے بھرپور سرشار ہیں کہ آپ سے جس شے کو بھی نسبت ہو گئی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبوب ہے۔ ہمارے امام اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے کہا

بس عطر محبوبی کبریا سے

عبائے محمد قبائے محمد ﷺ

شریعت کی پاسداری اور رسول اللہ ﷺ پر جان نشاری

اپنی ایک نعت میں امام احمد رضا قدس سرہ نے کہا کہ

لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا

خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اس سے کچھ ذہن اس وہم میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ بس صرف اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں آپ

نے عبدیت کے ساتھ شانِ محبوبیت کا اظہار فرمایا تا کہ کچا ذہن یہ بھی تو دیکھے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ محبوبِ عبد ہیں اور محبوبِ کامر تبہ بھی بتا دیا کہ میں تو مالک کہوں گا۔

یعنی میں تو اے آقائے کون و مکاں ﷺ آپ کو ساری کائنات کا (بجاری) مالک ہی کہوں گا کیونکہ آپ ﷺ مالکِ دو جہاں کے حبیب ہیں چونکہ محبت کا تقاضا یہی ہے کہ محبت اور محبوب کے درمیان یہ سوال ہی ختم ہوتا ہے کہ یہ میرا ہے اور وہ تیرا ہے بلکہ جس شے کا محبت مالک ہوتا ہے محبوب کو بھی اس کا مالک بنا دیتا ہے۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حبیب کی ملکیت و ملکیت کو ثابت کیا ہے اور شریعتِ مطہرہ کے عین مطابق عقیدہ ظاہر کیا۔

قاسم نانوتوی پیڑی سے اتر گیا

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے جسے سرخیل علمائے دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے خطبات میں تحریر کیا ہے

گرفت ہوگی ایک بندہ کہنے پر
جو ہو سکے بھی خدائی کا اک تری انکار

یعنی اگر حضور ﷺ کی خدائی کا انکار ممکن بھی ہو تو پھر آپ کو بندہ کہنے پر گرفت یقینی ہے بالفاظِ وگر۔ کوئی تیری خدائی نہ بھی تسلیم کرے تب بھی تجھے بندہ نہیں جاسکتا ورنہ گرفت ہوگی۔ یہ عقیدہ تو حید و رسالت سے کس قدر ناآشنائی ہے صحیح عقیدہ وہ ہے جو اعلیٰ حضرت نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ دیکھئے نانوتوی صاحب ایک جانب تو حبیبِ خدا کی خدائی کا انکار ناممکن بتا رہے ہیں اور دوسری جانب اسے گرفت کی وعید سنارہے ہیں جو آپ کو بندہ کہے حالانکہ تمام کائنات سے افضل اور بعد از خدا بزرگ و برتر ہونے کے باوجود یقیناً آپ خدا کے بندے ہیں۔

مالک کے حبیب

یہ وہ لقب ہے جس پر حضور سرورِ عالم ﷺ کو فخر ہے لیکن افسوس کہ دورِ حاضرہ میں ایک برادری کو اس لقب میں تامل ہے لیکن ارشاداتِ رسول اللہ ﷺ کا کون منکر ہو سکتا ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مدح فرما رہے ہیں کہ کوئی کہتا آدم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کوئی کہتا ابراہیم خلیل اللہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان کی گفتگو کے دوران حضور سرورِ عالم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا

الا وانا حبیب اللہ ولا فخر۔ (رواہ ترمذی والدارمی، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

خبردار! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ فخر انہیں کہہ رہا۔

فائدہ

اس حدیث کی شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ

وانا حبیب اللہ ای محبہ ومحبوبہ

یعنی حبیب کا معنی محبت بھی ہے اور محبوب بھی۔

اس کے بعد حبیب و خلیل کے درمیان فرق میں طویل بحث لکھ کر فرمایا

والاظهر فی الاستدلال علی ان مرتبة فی درجة الکمال قول ذی الجلال والجمال قل ان کنتم

تحبون الله فاتبعونی يحبکم الله. (مرقات جلد ۵، صفحہ ۳۶۹)

استدلال میں ظاہر تریہ ہے کہ محبوبیت درجہ کمال میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا قول ”قل ان کنتم تحبون الله الخ“ روشن دلیل ہے۔

حبیب کے غلام بھی محبوب ہیں

آیت قرآنی نے مزید تصریح فرمائی کہ جو بھی حضور ﷺ کی غلامی میں آگیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اسی لئے ہم اہل سنت صحابہ کرام و اہل بیت اور جملہ اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو محبوبانِ خدا مانتے ہیں۔

دوسرا حوالہ

شیخ محدثین فی الہند حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ حدیث مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں

الا وانا حبیب اللہ وانا و آگاہ باشید کہ من دوست و اشتہ خدا ام و گفتہ اند کہ حبیب محب کہ بمقام محبو بیت رسیدہ باشد و خلیل محب مطلق و اگرچہ انبیاء و رسل بلکہ مومناں نیز ہمہ محب محبوب در گاہ الہی اند ولیکن سخن در ینجادر اعلیٰ مرتبہ کمال ست و اخص درجات آن و بعضی از عرفا و علماء اور فرق میان حبیب و خلیل کلامی ست غریب کہ در شرح ذکر کردہ شدہ است. (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۶)

حضور ﷺ نے فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ میں اللہ کا محبوب ہوں۔ علماء کرام نے فرمایا کہ حبیب وہ محبت ہوتا ہے جو مقام محبوبیت میں پہنچا ہوا ہو اور خلیل محب مطلق کو کہتے ہیں اگرچہ تمام انبیاء و رسل بلکہ مومن بھی درگاہ خداوندی کے محبت و محبوب ہیں لیکن یہاں اعلیٰ مرتبہ کمال اور اس کے اخص درجات میں گفتگو ہے اور بعض عرفاء و علماء کا حبیب و خلیل کے درمیان فرق کے

بارے میں عجیب و غریب کلام ہے جو مشکوٰۃ شریف کی (عربی) شرح ”لمعات“ میں مذکور ہے۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلواتیرا

حل لغات

قدموں میں ہونا کسی کی صحبت و خدمت میں رہنا مراد ہے یہ نہایت تعظیم و تکریم کے وقت بولا جاتا ہے۔ غیر کا منہ دیکھنا، بیگانوں کی شکل و صورت دیکھنا اس سے غیروں سے استغناء و لا پرواہی مراد ہے۔ نظروں پہ چڑھنا، پسند آ جانا کسی کے ساتھ دل لگ جانا۔ تلوا، اُردو لفظ ہے پنچہ اور ایڑی کی درمیانی جگہ۔

شرح

سلطان حسیناں اور سرتاج مہ جیناں (علیہ السلام) جو حضرات آپ کی صحبت برکت اور خدمت با شرافت میں رہتے ہیں وہ غیروں کی صورت و شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ آپ کا مبارک تلوا اتنا حسین و جمیل اور پُرکشش ہے کہ اس کی زیارت کے بعد کسی حسین و جمیل کا چہرہ بھی دیکھنا گوارا نہیں ہو سکتا۔ اس مضمون کو کسی نے یوں ادا کیا ہے

تختِ سکندر پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر جن کا لگا ہوا ہے تیرے در کے سامنے

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے اوصافِ جمیلہ و اخلاقِ کریمہ کے بارے میں فرماتا ہے

فبما رحمة الله من الله لنت لهم ولو كنت فظاً غليظ القلب لانفضوا من حولك

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو ضرور تمہاری گرد سے پریشان ہو جاتے۔ (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۵۹)

احادیث مبارکہ

ایسے وجد آفرین اور روح پرور واقعات کتب سیر میں بے شمار ہیں کہ حضور سرورِ کونین ﷺ کا رخ تاباں کو جو کوئی ایک مرتبہ دیکھ لیتا یا آپ کی خدمت بابرکت میں تھوڑی دیر بیٹھ جانا اس کے دل میں ہمیشہ یہ تمنا انگڑائی لیتی کہ ان کی بارگاہ

بیکس پناہ میں ہمیشہ حاضر رہے اور جن لوگوں کو مکرم اخلاق کی چاشنی ل جاتی تھالیف و مصائب کے باوجود نہ ماں باپ کی شفقت یا درہتی نہ دوست و آشنا کا تعلق ذہن میں جگہ لیتا بلکہ کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا ایسے کئی واقعات ہیں بطور نمونہ ایک عرض کئے دیتا ہوں۔

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جا رہے تھے بنو قیس نے قافلہ کو لوٹا جس میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کو مکہ کے بازار میں لا کر بیچا حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو انہوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا ہی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فراق روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انہوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا، باپ کا حال سنایا، شعر سنائے، ان کی یاد و فراق داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ کر بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں خیریت سے ہوں تم غم اور صدمہ نہ کرو میں بڑے کریم لوگوں کی غلامی میں ہوں ان لوگوں نے جا کر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر و خیران کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہہ کر بھیجے تھے اور پتہ بتایا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی نیت سے مکہ مکرمہ پہنچے تحقیق کی پتہ چلایا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا اے ہاشم کی اولاد اور اپنی قوم کے سردار تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ کے گھر کے پڑوسی تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا دیتے ہو ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمہارے پاس پہنچے ہیں ہم پر احسان کرو اور کرم فرماؤ اور فدیہ قبول کر لو اور اس کو رہا کر دو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے عرض کیا کہ حضور ﷺ بس یہی عرض ہے آپ نے ارشاد فرمایا اس کو بلا لو اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہارا ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کر سکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلائے گئے آپ ﷺ نے فرمایا تم ان کو پہچانتے ہو عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے ماں باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو ان کے ساتھ جانا

چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور اکرم ﷺ میں آپ کے مقابلہ میں بھلا کس کو پسند کر سکتا ہوں۔ آپ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں میں نے ان میں (حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلہ میں میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔ حضور ﷺ نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت بچے تھے بچپن کی حالت میں سارے گھر کو عزیز واقارب کو غلامی پر قربان کر دینا معمولی بات نہیں۔

بحرِ سائل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا
خود بجھا جاتے کلیجا میرا چھینٹا تیرا

حل لغات

بحر بمعنی دریا اور سمندر۔ سائل اول اسم فاعل از سیلان بمعنی بہنا جاری ہونا اس سے سرورِ عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس مراد ہے دوسرا سائل از سوال بمعنی منگتا۔ کلیجا بمعنی جگر اور دل کلیجا بجھانے سے سیراب کرنا تسلی دینا اور آرزو پورا کرنا مراد ہے۔ جب سخت پیاس لگی ہو تو کہتے ہیں کلیجے میں آگ لگی ہوئی ہے کوئی بجھائے اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ سخت ترین پیاس لگی ہوئی ہے کوئی پانی پلائے۔ چھینٹا بمعنی ہلکی ہلکی بارش پھوار۔

شرح

میں تو بہتے ہوئے سمندر کا منگتا ہوں کسی کنوئیں کا پیاسا نہیں مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ چل کر پیاس بجھاؤں بلکہ وہ ایسے کریم ہیں کہ میری سخت ترین پیاس کو خود بجھائیں گے اور میری اتنی سخت پیاس کے لئے ان کا ایک چھینٹا ہی کافی ہے۔

قرآن مجید

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ اٹھارہ عالم کے لئے ”بحرِ سائل“ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین کا لقب عطا فرمایا کہ

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین۔

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (پارہ ۱، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

عالمین عالم کی جمع ہے عالم ماسوی اللہ کو کہا جاتا ہے جہاں تک رب العالمین کی ربوبیت کا تعلق ہے وہاں تک رحمتہ للعالمین کی رحمت کا تعلق ہے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ وہ رسول ہیں کہ تمام عوالم یعنی جنات، انسان، ملائکہ، شیاطین، آسمان وزمین، ارواح انبیاء و اولیاء و وحوش و طیور حیوانات، جمادات، نباتات، معدنیات سب حضور کی رحمت سے مستفیض و مستفید ہوئے اور ہورہے ہیں اور قیامت تک استفادہ اور استفادہ کرتے رہیں گے۔

نکتہ

عالمین کا ہر ہر فرد وجودِ صالح پر علامت اور اس کے کسی خاص اسم و صفت کا مظہر ہو تو گویا آیہ مذکورہ میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ جو شے ہمارے وجود پر علامت اور ہماری ذات و صفات کی مظہر ہے وہ تمہاری رحمت سے بھی مستفیض و بہرہ ور ہے۔

لطیفہ

حضور سرورِ عالم ﷺ کو عالمین کی رحمت ماننا فرض ہے اس لئے کہ نص قطعی ہے اور رحمت مصدر بمعنی اسم فاعل ہے۔ اس معنی پر آپ کائنات کے ذرہ ذرہ کے لئے حاضر و ناظر اور ان تمام اشیاء پر من جانب اللہ متصرف اور سب کو جانتے بھی ہیں ورنہ رحمت للعلمین کا کیا معنی۔ اہل سنت کے عقائد و حاضر و ناظر اور مختار کُل اور علم غیب کُل کا ثبوت اس آیت سے مدلل و محقق ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”دلوں کا چین“ کا مطالعہ کیجئے۔

خلاصہ تقریر

حضور اکرم ﷺ ہر ذرہ کے لئے رحمت ہیں تو حیاۃ النبی ماننا پڑے گا ہر ذرہ آپ سے مستفیض ہو رہا ہے تو آپ کو مختار ماننا لازم ہوگا ہر چیز کو فیض پہنچاتے ہیں تو علم غیب تسلیم کرنا پڑے گا ہر ذرہ کو فیض نصیب ہوتا ہے تو آپ کو حاضر و ناظر بھی ماننا ہوگا اور کائنات کی رحمت ہیں تو نور بھی تسلیم کرنا ہوگا۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف

تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

حل لغات

چور، چوری کرنے والا اور مطلق مجرم کو بھی کہا جاتا ہے۔ یاں ”یہاں“ کا مخفف ہے۔

شرح

اس سے دربار رسالت مراد ہے ”انوکھا“ نرالا اور سب سے الگ دنیا کا دستور ہے کہ مجرم و نافرمان جرم کے بعد حاکم سے بچتا، منہ چراتا اور روپوش ہوتا رہتا ہے لیکن دربار رسالت کا عجب رنگ ہے اور یہاں کے مجرم کا حال الگ تھلگ ہے کہ جرم کے باوجود دامنِ عفو کی پناہ میں ہے اور کبل پوش کی آغوشِ رحمت میں چھپا ہوا ہے۔

قرآن مجید

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفرا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحيماً۔
اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

واقعہ اعرابی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک شخص روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ حضور ﷺ کو مدفون ہوئے صرف تین دن ہوئے تھے کہ اس شخص نے آکر فرطِ جوش میں اپنے بالوں پر روضہ انور کی مٹی مل کر کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے آپ کے فرمان کو سنا جن میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفر الله الى آخره۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اب میں آپ کے روضہ پر آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی بارگاہِ کرم سے میری بخشش ہو جائے تو قبر انور سے آواز آئی کہ جاؤ تم بخشے گئے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں **وقد ظلمت وجئتک تستغفر لی فنودی من الغرق غفر لک۔** (مدارک تحت آیت ہذا و فاء الوفاء و خلاصہ) اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے آپ مجھ کو بخش دیں پس روضہ انور سے ندا آئی کہ تو بخشا گیا۔

توضیح

آیت اور واقعہ میں واضح ہے کہ مجرم جرائم کے ارتکاب پر بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضری دے اور حبیبِ کریم ﷺ اگر دامنِ عفو میں مجرم کو پناہ دیں تو توبہ بھی قبول اور مغفرت بھی نصیب۔

حضور سرورِ عالم ﷺ کے سامنے ہزاروں ایسے جرائم والے آئے اور دامنِ رحمت میں چھپے تو رحمتِ باری تعالیٰ نے

اسے کہہ دیا کہ

تیرے وہ سجدے بھی ادا ہوئے جو قضا ہوئے تھے نماز میں

لطیفہ

دور ۱۳۹۹ھ تا ۱۴۱۳ھ ہندو پاک کے دیوبندیوں، وہابیوں، مودودیوں نے آپس میں فیصلہ کر لیا کہ حرمین طہیین میں علمائے اہل سنت کا داخلہ بند جائے چنانچہ انہی سالوں کے دوران بہت بڑے فضلاء اور علماء و مشائخ کو پریشان کیا۔ فقیر اویسی کے درپے آزاد ہوئے لیکن کچھ نہ کر سکے۔ الحمد للہ تاحال اطمینان سے جا رہا ہوں اور خدا کرے آخری لمحات گنبد خضراء کے سایہ تلے ختم ہوں۔ وہ لوگ جب فقیر کے لئے گرفتار کرانے کا پروگرام بنانے نظر آتے تو فقیر والی گنبد خضراء ﷺ کے حضور یہی عرض کرتا اس تصور سے کہ وہابیوں، نجدیوں کی نظروں میں اگر فقیر جیسا بھی ہے لیکن ہے تو آپ کی پناہ میں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس مصرعہ کی برکت سے فقیر نجدیوں، وہابیوں، دیوبندیوں کی شرارت سے تاحال محفوظ ہے حالانکہ اس دوران ہمارے اکابر و اصاغر پر حجاز اقدس کی حاضری پر پابندی لگا دی گئی اور فقیر آزاد رہا اور آزاد ہے اس پر خود وہابی، دیوبندی، مودودی لوگ بھی حیران ہیں۔

واقعاتِ مدینہ

مدینہ پاک اس دور میں عشق کا امتحان ہے بہت سے خوش قسمت اب بھی موجود ہیں کہ نجدیوں کی عشق پر سخت پابندی کے باوجود عشقِ رسول سے سرشار حضرات اپنی لگن میں لگن رہتے ہیں۔ اسی دور میں بے شمار عجیب و غریب واقعات سننے میں آئے ہیں ایک صاحب کے متعلق سنا ہے کہ بیس سال سے مدینہ پاک میں بلا اقامہ اقامت پذیر تھے ایک دن پکڑے گئے نجدیوں نے پوچھا تیرا کفیل کون ہے؟ جواب دیا چلو میں تمہیں اپنا کفیل دکھاؤں جو نبی گنبد خضراء پر نظر پڑی کہا ”**ہذا کفیلی**“ یہی میرے کفیل ہیں۔ نجدیوں نے اسے مجنون کہہ کر چھوڑ دیا۔

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگرتازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آراء ہے اجالا تیرا

حل لغات

آنکھیں ٹھنڈی ہوں، پریشانیاں دور اور تسلی حاصل ہو۔ جگرتازے ہوں، دل باغ باغ ہو۔ جانیں سیراب، روحیں مطمئن اور پرسکون۔ سچے، خالص اصلی، دل آراء، دل سجانے والا۔ اجالا، اردو لفظ ہے بمعنی نور، روشنی اور صبح کا ترکا۔

شرح

اے حبیبِ کبریا ﷺ آپ وہ اصلی نور اور روشنی ہیں کہ جس کا نور دل کو سرور بخشتا ہے جیسے آفتاب دنیا کے طلوع سے

دل کو سرور ملتا ہے اور ارواح پُر سکون ہوتے اس سے بڑھ کر آپ کے رُخ انور کی روشنی سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو جلاء اور ارواح کو سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو قرآن مجید میں ”سراجاً منیراً“ کے محبوب لقب سے یاد فرمایا اور فرمایا

”الا بذكر الله تطمئن القلوب“

سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۲۸)

شفاء شریف میں ہے

بذكر الله ای بذكر محمد و اصحابه

اور حضور سرور کونین ﷺ کا اسم گرامی ذکر اللہ بھی ہے جیسا کہ دلائل الخیرات و دیگر کتب سیر و احادیث میں ہے۔

احادیث مبارکہ

اس بارے میں متعدد روایات موجود ہیں کہ (۱) حضور اکرم ﷺ کے نام نامی سے اہل ایمان کو سکون اور چین نصیب ہوتا ہے (۲) حضور نبی پاک ﷺ کا ہی سارا اجالا ہے۔ چین و قرار سرکارِ ابدِ قرآن ﷺ۔ یہ ایک طویل مضمون ہے تفصیل فقیر کی کتاب ”شہد سے بیٹھنا نام محمد“ میں ہے۔ پہلے کے لئے فقیر کی کتاب ”حضور نور“ کا مطالعہ فرمائیں۔

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے

پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

حل لغات

عبث، بے فائدہ، بیکار۔ خوف، پیش آنے والا واقعات سے ڈر۔ پتا، اردو لفظ ہے درخت کا پات۔ سا (اردو) جیسا طرح اڑ جاتا ہے، پرواز کئے جاتا ہے، پریشان و پراگندہ ہو جاتا ہے۔ پلہ، ترازو کا پلہ، پلہ سے مراد میزانِ عمل کا پلہ ہے جو بروی قیامت نیک و بد اعمال تولنے کے لئے قائم ہوگا۔ ہلکا، کم، کم وزن۔ سہی، یعنی بالفرض ایسا ہی، ٹھیک۔ بھاری، وزن دار، بوجھل۔ بھروسا بمعنی آسرا، اعتبار۔

شرح

لوگوں کا دل اعمال کے تولے جانے کے خوف سے بے فائدہ پتوں کی طرح اڑ رہا ہے اور پریشان و پراگندہ ہے

میزانِ عمل کا پہلا قیامت کے دن ہلکا بھی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اے شفیع المذنبین ورحمت اللعلمین ﷺ آپ کی شفاعت کا اعتقاد بہت ہی وزن دار ہے اس لئے کہ آپ بے سہاروں اور دلوں کے آسرا ہیں۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے

ولسوف يعطيك ربك فترضى. (پارہ ۳۰، سورۃ النحل، آیت ۵)

مفسرین فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا

لا ارضى واحد من امتى فى النار

میری امت سے ایک بھی جہنم میں ہوگا تو میں راضی نہ ہوگا۔

اور فرمایا

عسى ان يبعثك ربك مقاماً محموداً. (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

فائدہ

مقام محمود مقامِ شفاعت ہے کہ اس میں پہلے اور پچھلے تمام لوگ حضور ﷺ کی حمد کریں گے یہی جمہور کا مذہب ہے۔ منکرینِ شفاعت چند گنتی کے ہیں ان کا انکار مسئلہ کی حقیقت کو مضرب نہیں ہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ جمہور کے مذہب کو ہر مسئلہ میں فوقیت ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں ناز ہے کہ کل قیامت میں ہم اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدح سرائی میں انبیاء و اولیاء کے ساتھ ہوں گے اور منکرین نہ صرف دیکھتے ہی رہ جائیں گے بلکہ اپنی بد قسمتی پر ماتم کریں گے لیکن بے سود۔ اس لئے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے انہیں خیر خواہانہ مشورہ دیا کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

انتباہ

منکرینِ شفاعت کا انکار اپنے قول میں سچے ہیں۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

شفاعتى يوم القيمة حق لم يومن بهالم يكن اهله. (ابن منیع)

میری شفاعت روزِ قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا یعنی وہ شفاعت سے محروم ہوگا۔

فائدہ

یہ حدیث مبارک مسجد شریف ”باب ریاض الجنۃ“ (جنوبی) پر نمایاں طور پر ایسے مضبوط طور سے کندہ ہے کہ نجدی اسے مٹا نہیں سکتے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ چودہ صحابہ کرام سے مروی ہے آخر میں لکھا کہ منکرین اس متواتر حدیث کو دیکھے اور اپنی جان پر رحم کرے اور شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے۔

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

حل لغات

ایک میں کیا (اردو) صرف مجھ اکیلے کی کون سی بات ہے۔ عصیاں (عربی) نافرمانی۔ حقیقت (عربی) اصلیت، حیثیت۔ کتنی (اردو) کس قدر کیا حیثیت۔ مجھ سے (اردو) میرے جیسے۔ سو لاکھ (اردو) ایک کروڑ لیکن یہاں تعداد بتانا مقصود نہیں بلکہ مراد بے حد و حساب، لاتعداد افراد ہے۔ کافی (عربی) بس، پورا، کفایت کرنے والا۔ اشارہ (عربی) کنایہ، ایما۔

شرح

صرف مجھ اکیلے کی کون سی بات ہے صرف مجھ گنہگار کے گناہوں کی کیا حیثیت ہے مجھ جیسے لاتعداد بے شمار لوگوں کی بخشش و مغفرت کے لئے اسے آقا آپ کا صرف ایک اشارہ کافی ہے۔

قرآن مجید

آیاتِ شفاعت بالمعموم اور خود سرورِ دو عالم ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ شفاعت اس دعویٰ کی دلیل کافی ہے۔

احادیث مبارکہ

حضور سرورِ عالم ﷺ امت کو جو شفاعت کا مژدہ بہار سنایا ہے وہی ہمارے لئے سرمایہ نجات کافی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

کسی کو ناز ہوگا بس اطاعت کا عبادت کا
ہمیں تو ایک سہارا ہے محمد کی شفاعت کا (ﷺ)

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

حل لغات

مفت (فارسی) لفظ ہے بے محنت، بلا قیمت۔ پالا تھا (ہائے) اردو کلمہ افسوس۔ نکما (اردو) بیکار، نا کارہ۔

شرح

نکما کی نسبت تیرا کی طرف طلب و رحم و کرم اور اب معنی یوں ہوا کہ دونوں عالم کے نبی ﷺ نے اللہ کی نعمتیں بلا محنت عطا فرما کر ہماری پرورش فرمائی کام کاج یعنی خدا و رسول کی کما حقہ فرمانبرداری کے کبھی عادی نہ ہوئے اور کوئی عبادت نہ کی ہمیشہ نکمے زندگی گزار دی اور اب مرنے کے بعد فرشتے تعیل حکم (یعنی عبادت کے بارے میں سوال کرتے ہیں) اپنی بے کار زندگی پر بصد افسوس کناں ہوں کیونکہ میرے پاس عمل صالح نہیں ہے۔ اے محبوبِ کریم ﷺ اپنے نکمے اور نا کارے امتی پر رحم و کرم فرماتے ہوئے آخرت میں مدد فرمائیے اس لئے کہ آپ نے دنیا میں بھی ہم پر کرم فرمایا تھا۔ اس شعر میں امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح اشارہ فرمایا ہے کہ ہم مسلمانوں کو اپنے اعمال پر تو بھروسہ نہیں اپنے نبی ﷺ کی شفاعت پر امیدیں وابستہ ہیں اور بس۔

قرآن مجید

قیامت میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی شفاعت کا انکار سوائے معتزلہ و خوارج اور نجدیہ و وہابیہ کے کسی کو نہیں۔ چند آیات قرآنی مندرجہ ذیل شفاعت کے اثبات میں کافی اور وافی ہیں۔

یومئذ لا تنفع الشفعة الا من اذن له الرحمن ورضی له قولا۔ (پارہ ۶، سورہ طہ، آیت ۱۰۹)

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

اس آیت میں کارآمد شفاعت کو دو شرطوں سے وابستہ فرمایا ہے۔

(۱) شفاعت کنندہ مقررین بارگاہِ ایزدی میں سے ہو اور اسے اس (شفاعت) کی اجازت رحمن تعالیٰ کی طرف سے مل چکی ہو۔ شفاعت بجائے خود معقول اور پسندیدہ نہ ہو اور جس کے حق میں وہ شفاعت کرنے اٹھا ہے وہ ایمان و اعمالِ صالحہ کی اتنی تعداد ضرور رکھتا ہو کہ شفاعت کا اہل اور مستحق ٹھہر سکے کیونکہ کافروں، مشرکوں، ملحدوں، بے دینوں اور منافقوں کے حق میں کسی کی شفاعت قابل پذیرائی نہیں۔

وكم من ملك في السموات لا تغنى شفعته شيئاً الا من بعد ان ياذن الله لمن يشاء ويرضى.
(پارہ ۲۶، سورۃ النجم، آیت ۲۶)

اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ اجازت دے دیکس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے

من ذالذی یشفع عنده الا باذنه. (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۵)

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

ما من شفیع الا من بعد اذنه. (پارہ ۱۱، سورۃ یونس، آیت ۳)

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد

انتباہ

جہاں شفاعت کی نفی ہے وہاں شفاعت کنندگان سے مراد بت اور جن کے لئے شفاعت غیر مقبول ہے ان سے بت پرست مراد ہیں اس لئے کہ بت پرستوں کا عقیدہ تھا کہ ان کی ان کے بت (معبود باطلہ) شفاعت کریں گے۔ وہابی، نجدی اس قسم کی آیات انکار شفاعت پر پیش کرتے ہیں اور بتوں کے بجائے انبیاء و اولیاء مراد لیتے ہیں لہذا عوام اہل سنت ان کی اس خیانت اور بددیانتی سے ہوشیار رہیں۔

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

ٹکڑوں سے مراد یہاں رزق مراد ہے جو حضور سرور عالم ﷺ کے صدقے سے مخلوق کو مل رہا ہے۔ غیر سے بیگانہ مرا دے۔ ٹھوکر، پاؤں کی ضرب یعنی کسی کولات مارنا۔ نہ ڈال بمعنی حوالہ نہ کر یعنی غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال یعنی دوسروں کے قدموں پہ نہ ڈال یعنی غیر کا محتاج نہ بنا۔ جھڑکیاں جھڑکی کی جمع ہے بمعنی ملامت، جھڑکیاں کھانا ملامت سننا اور پھٹکار سننا۔ کہاں، کس جگہ۔ صدقہ سے یہاں خیرات بخشش مراد ہے۔

شرح

اے حبیب خدا اور امت کے مونس و غمخوار آپ کے دیئے ہوئے نوالوں سے ہم نے پرورش پائی ہے۔ غیروں کی

ٹھوکروں پہ نہ ڈال ہم آپ کی خیرات چھوڑ کر غیروں کی ملامت ڈانٹ پھٹکار سننا گوارا نہیں کرتے اور ہم ہمیشہ آپ ہی کے در سے لگے رہنا چاہتے ہیں۔

فائدہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شعر میں درحقیقت قرآن پاک کی بہت سی آیتوں اور متعدد احادیث مبارکہ کے مفہوم کو بڑے انوکھے اور نرالے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ متعدد روایات سے واضح ہے کہ دنیا میں جس کسی کو جو نعمت یا ٹکڑے مل رہے ہیں یہ سب حضور اکرم ﷺ کا صدقہ ہے کیونکہ بقول شاعر ہمارا تو عقیدہ ہے

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبی تیری گلی میں

یعنی دین و دنیا کی ہر شے کے مالک و مختار سید الانبیاء علیہ السلام ہیں اور اگر دنیا میں کسی کو روٹی نصیب ہوتی ہے تو یہ بھی در مصطفیٰ کی بدولت نصیب ہوتی ہے اور جو حضور ﷺ کے در پر پہنچتے ہیں ان کا پھر دنیا و آخرت میں ایک بلند ترین مقام ہوتا ہے۔ بقول شاعر

ان کے در پہ پلنے والے اپنا آپ جواب
کوئی غریب نواز ہے کوئی داتا گلتا ہے

حوالہ جات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے وہی فرمایا جو اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے فرمایا صرف دو حوالے ملاحظہ ہوں۔

(۱) ابن قیم نے کہا کہ

ان کل خیر نالۃ امة فی الدنیا والآخرة فانصالة علی یدہ ﷺ. (مطالع المرات صفحہ ۳۳)

دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی حضور ﷺ کی امت کو آپ کے ہاتھ سے پہنچ رہی ہے۔

(۲) علامہ ابن حجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الجواہر المنظم میں لکھتے ہیں

هو ﷺ خليفة الله الاعظم الذي جعل خزائن كرمه وهوائد نعه طوع يديه وارادة يعطي من يشاء.

نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خون سب ان کے ہاتھوں کے مطیع ان کے ارادے کے زیر فرمان کر دیئے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں ﷺ

خوار و بیمار خطا وار گنہگار ہوں میں رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

حل لغات

خوار، فارسی میں واؤ نہیں پڑھا جاتا۔ ذلیل و رسوا، بدکار، بُرے کام کرنے والا۔ خطاوار، قصوروار۔ گنہگار، مجرم۔
رافع، بلند کرنے والا، عزت دینے والا۔ نافع، نفع دینے والا، شفاء بخش۔ شافع، شفاعت کرنے والا، سفارش کنندہ۔ لقب،
وہ نام جو اچھائی کی وجہ سے پڑ گیا ہو۔ آقا، فارسی لفظ ہے مالک و حاکم کو کہا جاتا ہے۔

شرح

لف نشر مرتب ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بارگاہ حبیب کبریٰ ﷺ میں عرض کی کہ اگر میں خوار ہوں تو اے
حبیب ﷺ آپ رافع عزت بخشنے والے ہیں اگر میں بیمار ہوں تو آپ شفاء بخشنے والے ہیں اگر میں خطاوار ہوں اور گنہگار
ہوں تو آپ شفیع المذنبین ہیں۔

دافع

حضور سرور عالم ﷺ کا یہ اسم مبارک آپ کے ان کمالات کا ترجمان ہے جو آپ نے دنیا والوں کو پستی سے نکال کر
ایسا بلند فرمایا کہ جس پر نوری و ناری مخلوق ہر دونوں رشک کناں ہیں جو بھی آپ کے دامن کو لپٹا تھا تو سمندر بن گیا خاک تھا
تو گوہر بن گیا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے عرب کے ایک تاجر تھے لیکن دامنِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے صدیق اکبر
اور بعد الانبیاء افضل و برتر بنے، سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے عرب کے صرف ایک دلیر انسان مشہور تھے لیکن حضور ﷺ
نے انہیں فاروقِ اعظم بنادیا، سیدنا عثمان صرف عرب کے ایک مالدار معروف تھے لیکن حضور ﷺ نے انہیں ذوالنورین بنادیا،
سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیر خدا بنادیا۔ ایسے ہی ہر صحابی کو وہ مرتبہ بخشا کہ کوئی غوث، قطب، مجتہد، مفسر اور اعظم ان میں
سے کسی ایک کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا بلکہ جسے بھی آپ سے کچھ نسبت ہو گئی اس کی ہمسری ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔ آپ کی
امت کے اولیاء جیسے اولیاء کہاں، آپ کے ملک جیسا ملک کہاں بلکہ آپ کی امت کو بھی وہ رفعت ملی کہ اس میں شمولیت کی
تمنا انبیاء علیہم السلام کو تھی اب بھی اسے رفعت اور بلندی نصیب ہے جو آپ کا نام لیوا ہے آپ سے ہٹ کر لاکھوں سال
عبادت کرے وہ نہ صرف خوار و ذلیل ہوگا بلکہ جہنم کا ایندھن اور ابو جہل کا ساتھی ہوگا۔

نافع

یہ اسم مبارک ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کو ہی بتاتا ہے اس لئے کہ آپ کائنات کے لئے رحمت ہی رحمت ہیں اور رحمت سے نفع ہی نفع ہوتا ہے باقی جتنا نافع ہیں وہ آپ کے طفیلی ہیں۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے درجنوں چیزوں کو قرآن مجید میں نافع بتایا ہے مثلاً پند و موعظت

وَذِكْرُ الْكَرِيمِ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ.

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔ (پارہ ۲، سورۃ الذریت، آیت ۵۵)

(۲) کشتی۔

وَالْفُلُوكَ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ.

اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۶۳)

(۳) صدق۔

يَوْمَ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ.

ہے وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔ (پارہ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۹)

احادیث مبارکہ

حضور سرورِ عالم ﷺ کا نفع اتنا عام ہے کہ خدا تعالیٰ کی خدائی کا ہر فرد آپ کے نفع کے بغیر رہ نہیں سکتا کیونکہ آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا آپ کی رحمۃ للعالمینی سے ہر ذرہ ہزار عالم بہرہ افروز ہو رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے

مُحُوْا ثَابِتَاتِ الْكَفْرِ فِي دَفْتَرِ الْكَرَامَاتِ

حل لغات

بھلی کر دے، اچھی اور نیک کر دے۔ مُحُوْ، بمعنی مٹانا اور اثبات، ثابت کرنا۔ دَفْتَر، فارسی لفظ بمعنی حساب اور عدالت کے کاغذات کا مجموعہ یہاں پر لوح محفوظ مراد ہے۔ کُرُوْثَا، اردو لفظ ہے بمعنی اختیار و قبضہ۔

شرح

اے بگڑی بنانے والے آقا اگر میری قسمت میں دنیا یا آخرت کی کوئی برائی لکھی ہو تو برائے کرم اسے اچھائی اور نیکی سے تبدیل کر دیجئے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ بُرائی کو اچھائی سے تبدیل فرما سکتے ہیں اس لئے کہ خالق کائنات کی تقدیریں اور قسمیں اور دیگر ہر چیز مکتوب ہے۔

قرآن مجید

يُمَحْوُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ. (پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۳۹)

اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹاتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

آیت ہذا سے اہل سنت نے تقدیر ٹالنے کا استدلال فرمایا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی عرض پر تقدیر تبدیل فرما دیتا ہے۔

(۱) حدیث شریف میں ہے

الدعاء يره القضاء. (مشکوٰۃ شریف)

دعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کے لئے فرماتا ہے

لئن سئالني لاعطينه ولان استعاذني لاعينده. (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ وغیرہ)

اگر مجھ سے کچھ مانگے تو ضرور ضرور دوں گا اگر مجھ سے پناہ مانگے تو ضرور ضرور پناہ دوں گا۔

(۳) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

لو اقسم على الله لا بره

کہ اگر نیک بندے اللہ پر کسی بات کی قسم ڈالیں تو اللہ ضرور ہر حال میں پوری کر دیتا ہے۔

تقدیر کی قسمیں

تقدیر کی تین قسم ہیں (۱) مبرم (۲) معلق (۳) معلق شبیہ بالمبرم۔ مبرم کبھی نہیں ٹلتی اگر کوئی محبوب خدا اس کے متعلق بارگاہ میں عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اعراض یعنی نہ مانگنے کا حکم فرما دیتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے قوم لوط علیہ السلام سے عذاب ٹلنے کی عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يا ابراهيم اعرض عن هذا انه قد جاء امر ربك. (پارہ ۱۲، سورۃ ہود، آیت ۷۶)

تقدیر معلق کے ٹلنے میں کسی کو اختلاف نہیں تقدیر معلق شبیہ بالمبرم میں وہابیہ و دیوبندیہ کا اختلاف ہے۔ ہم جب

کہتے ہیں کہ تقدیر مبرم ٹل جاتی ہے تو اس سے یہی تقدیر مراد ہوتی ہے۔

(تفصیل فقیر نے صدائے نوح شرح مثنوی) میں لکھ دی ہے اور تقدیر مبرم کے ٹالنے کا دعویٰ اولیائے کرام کو ہے۔

سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی مکتوبات شریف صفحہ ۲۱۷ میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر فرمایا ہے کہ

کسے را مجال نیست مبرم را تبدیل بدھد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجاہم تصرف می کنم

مردوان ازیں قول تعجب بسیار میکر دند و استبعاد مے فرمودند۔

تمنائے مبرم میں کسی کو مجال نہیں ہے مگر مجھے حق حاصل ہے اگرچہ ہوں میں اس میں بھی تصرف کروں۔ اس بات سے بہت تعجب فرماتے تھے اور بعید از فہم تصور فرماتے تھے۔

یہ بات بہت مدت تک اس فقیر (مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ) کے ذہن میں رہی یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا اور اپنے فضل و کرم سے اس فقیر پر (شیخ عبدالقادر جیلانی) کے قول کی حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ قضاے معلق دو طرح پر ہے ایک وہ قضا ہے جس کا معلق ہونا لوح محفوظ میں ظاہر ہوا ہے اور فرشتوں کو اس پر اطلاع دی ہے اور دوسری وہ قضا ہے جس کا معلق ہونا صرف خدا تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور لوح محفوظ میں قضاے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات بھی اسی قسم پر موقوف ہے جو قضاے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

وعزة ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم

اللہ ومشاہدتم۔ (ہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲ و قلاند الجواہر صفحہ ۲۶ و نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ ۸۵ و تفریح الخاطر صفحہ ۴۶)

مجھے اپنے رب جلیل کی عزت و عظمت کی قسم میرے سامنے نیک بخت اور بد بخت لوگ پیش کئے جاتے ہیں میری نظر لوح محفوظ پر ہوتی ہے میں اللہ تعالیٰ کے علوم اور مشاہدات کے سمندروں میں تیرنے والا ہوں۔

اولیاء کاملین کے لئے حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطاء

بلکہ پیش از اذن تو سالہاء

دیدہ باشندت بچندین حالہاء

لوح محفوظ اور تقدیر کی تفصیل فقیر کی کتاب ”لوح محفوظ“ میں ہے۔

تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میرا تیرا

حل لغات

میل (بالفتح) اردو لفظ ہے بمعنی وہ مٹی وغیرہ جو بدن پر جم جائے ہم میل کچیل کہا کرتے ہیں یہاں دل کی سیاہی اور حجابات مراد ہیں۔ دل میلا نہ کرنا، اس سے دل کارج اور حزن و ملال میں نہ ڈالنا اور بات نہ ڈالنا مراد ہے۔

شرح

اے اللہ تعالیٰ کے لاڈلے محبوب اور امت کے غمخوار ﷺ اگر آپ چاہیں تو میرے دل کارج و حزن و ملال صاف ہو جائیگا کیونکہ آپ کی مرضی اور ارادے کے متعلق خداوند قدوس ہر کام کر دیا کرتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ رنجیدہ خاطر کبھی نہیں کرتا لہذا رنج و غم حزن و ملال سے میرا دل پاک صاف فرما دیجئے۔

قرآن مجید

مصرعہ اول کا مقصد ظاہر ہے مصرعہ ثانی آیت ذیل کے مطابق ہے تفاسیر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنانا پسند خاطر تھا اور حضور اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے تو یہ آیت اتری

قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام.

(پارہ ۲، سورہ بقرہ، آیت ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

فائدہ

آیت نے صاف بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبلہ تو بدل دیا لیکن محبوب ﷺ کا دل میلا نہ کیا۔

وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنى القی الشیطن فی امنیته.

(پارہ ۲۲، سورہ الحج، آیت ۵۲)

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے

میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا۔

شان نزول

جب سورۃ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی اور بہت آہستہ آہستہ آیتوں کے درمیان وقفہ فرماتے ہوئے جس سے سننے والے بھی غور کر سکیں اور یاد کرنے والوں کو یاد کرنے میں مدد بھی ملے۔ جب آپ نے آیت **وَمَنَاةُ الثَّانِيَةِ الْأَخْرَىٰ** پڑھ کر حسب دستور وقفہ فرمایا تو شیطان نے مشرکین کے کان میں اس سے ملا کر دو کلمے ایسے کہہ دیئے جن سے بتوں کی تعریف نکلتی تھی۔ جبرائیل امین نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا اس سے حضور ﷺ کو رنج ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ (خزانة العرفان)

فائدہ

آیت مذکورہ بالا میں **امنیۃ** بمعنی قراۃ ہے جن بد بختوں نے آرزو اور تمنا لیا ہے انہیں لغویات قرآنیہ سے ناواقفیت ہے۔ **المفردات و تفسیر روح المعانی و روح البیان** وغیرہ جملہ مفسرین نے **امنیۃ** بمعنی قراۃ لیا ہے مزید تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر ”روح البیان“ ملاحظہ ہو۔

کس کا منہ تکیئے کہاں جائیے کس سے کہیئے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائیے یہ پالا تیرا

حل لغات

کس کا منہ تکیئے (اردو) حسرت و مایوسی سے کس کی صورت دیکھی جائے۔

شرح

اے آقائے کائنات اور بندہ پرور نبی ﷺ آپ کو چھوڑ کر کس کی صورت دیکھی جائے اور اپنے مصائب و آلام کے بیان کریں اور کدھر جائیں اور جائیں تو سوائے یاس اور ناامیدی کے کچھ حاصل نہ ہوگا آپ کا یہ نکما غلام آرزو رکھتا ہے کہ آپ ہی کے قدموں پر جان دے دے ورنہ نمک حرامی اور غداری ہوگی۔

قرآن مجید

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمُ الْخ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

کے حکم پر ہم سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہیں نہیں جاسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی ہر مراد کی

تحصیل کے لئے بارگاہِ رسول ﷺ کے سوا کہیں نہیں گئے۔ چند نمونے حاضر ہیں۔

زمانہ طفولیت میں

(۱) ایک دفعہ ابوطالب نے حضور ﷺ کو ساتھ لے کر بارش کے لئے دعا کی تھی تو حضور ﷺ کی برکت سے فوراً قبول ہوئی تھی چنانچہ عرفہ بن حباب صحابی اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں آیا اور اہل مکہ قحط سالی میں مبتلا تھے۔ قریش نے کہا اے ابوطالب جنگل قحط زدہ ہو گیا اور ہمارے زن و فرزند قحط میں مبتلا ہیں تو آ اور بارش کے لئے دعا کر۔ ابوطالب نکلا اور اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا گویا وہ تاریکی ابر کا آفتاب تھا کہ جس سے سیاہ بادل دور ہو گیا ہو اور اس کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے۔ پس ابوطالب نے اس لڑکے کو لیا اور اس کی پیٹھ کعبہ سے لگائی اس لڑکے (محمد مصطفیٰ ﷺ) نے التجا کرنے والے کی طرح اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا حالانکہ اس وقت آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا اشارہ کرنا تھا کہ بادل چاروں طرف سے آنے لگے اور مینہ برسا اور بہت برسا۔ جنگل میں پانی ہی پانی نظر آنے لگا اور شہری و بدوی خوشحال ہو گئے اس بارے میں ابوطالب کہتا ہے

و ابيض ليستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة الارامل. (ابن عساکر)

اور گورے رنگ والے جن کے چہرے کے وسیلہ سے نزولِ باراں طلب کیا جاتا ہے اور جو یتیموں کے بچاؤ و مائتوں اور رائیوں اور درویشوں کے نگہبان ہیں۔

(۲) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ایک رات رسول اللہ ﷺ وضو فرما رہے تھے کہ آپ نے لبیک کہا پھر لبیک لبیک تین بار فرمایا اور میں نے آپ کو تین بار ”نصرت، نصرت، نصرت“ تیری مدد کی گئی..... فرماتے سنا حضور اکرم ﷺ وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے سنا کہ حضور کلام فرما رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی فریاد کرنے والا مجھ سے نصرت طلب کرتا ہے تین روز کے بعد عمرو بن خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس سو اوروں کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آیا جو کچھ گزرا اس کی آپ کو خبر دی۔

فائدہ

اس قسم کے درجنوں واقعات فقیر کی کتاب ”ندائے یار رسول اللہ ﷺ“ میں درج ہیں اہل ذوق اس کا مطالعہ فرمائیں۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا

تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

حل لغات

جماعت، گروہ اس سے اہل سنت و جماعت مراد ہے۔ پھرتا ہے، واپس لوٹتا ہے۔

شرح

ایک رسولِ عربی ﷺ آپ نے ہی ہمیں مذہبِ اسلام کی ہدایت فرمائی اور مسلکِ حق اہل سنت و جماعت سے آگاہی بخشی۔ آپ بڑے ہی کریم ہیں اور کریم کبھی اپنا عطیہ واپس نہیں لیتا یعنی ہمیں اسی مسلکِ حق اور مذہبِ اہل سنت پر ثابت قدم رکھئے۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها.

اور تم ایک غارِ دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔ (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳)

فائدہ

فانقذکم کی ضمیر کا مرجع بعض مفسرین نے حضور ﷺ کو بنایا ہے۔

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرا بہ ناب
کون لادے مجھے تلوؤں کا غسالہ تیرا

حل لغات

تلخ (فارسی) لفظ ہے کڑوا۔ ستم تلخ بمعنی بہت شدید مصیبت و آفت۔ زہرا بہ (فارسی) لفظ ہے اور مرکب ہے زہر اور آب سے زہریلا پانی اور اس کے ساتھ ہائے محنتی لگی ہے ہائے محنتی وہ کہلاتی ہے جو اپنے ما قبل حرف پر حرکت ظاہر کرے اور خود اس کو واضح طور پر نہ بولا جائے بخلاف ہائے ہوز کے اس لئے کہ وہ خود ظاہر کر کے پڑھی جاتی ہے۔ ناب (بمعنی خالص اصلی) زہرا بہ ناب بمعنی زہر آلود پانی۔ کون لادے مجھے یعنی کوئی لا کر دے۔ تلوؤں تلوا کی جمع تشریح گزر چکی ہے۔ غسالہ (عربی) لفظ ہے دھوون یعنی وہ پانی جس سے منہ ہاتھ یا جسم دھویا گیا ہو۔

شرح

اے مصیبت زدوں کے کام آنے والے میں سنتا ہوں کہ موت ایک بہت بڑی مصیبت آفت ہے خالص زہر آلود

پانی کا گھونٹ ہے جس کی مصیبت کو آرام میں اور زہریلا پن کو مٹھاس میں زمانہ کی کوئی چیز تبدیل نہیں کر سکتی۔ سوائے ایک چیز کے اور وہ ہے آپ کے تلوؤں اور پیروں کا غسل یعنی دھوون میرے دل کی حسرت یہ ہے کہ آپ کے تلوؤں کا دھوون کوئی مجھے لا کر قبر میں دے دے تاکہ موت کی سختی اور تلخی دور ہو جائے۔

عقیدۂ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

موت کی سختی تو سب کو معلوم ہے لیکن جس خوش بخت کو رسول اللہ ﷺ کی نگاہ کرم نصیب ہو جائے اس کے لئے موت ”ریحانۃ الجنۃ“ (حدیث) ہے اسی لئے اسلاف اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موت کی گھڑی کے لئے حبیب خدا ﷺ کے تبرکات ساتھ رکھنے کی وصیت فرماتے تھے اور عقیدہ یہی تھا کہ ان تبرکات کی برکت سے موت اور قبر اور حشر میں چین نصیب ہوگا۔

حضرت انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ اُم سلیم (والدہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں چمڑے کے فرش پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے جب آپ اُٹھتے تو وہ آپ کے پسینہ مبارک کو ایک شیشی میں جمع کر لیتیں اور شانہ کرتے وقت جو بال گرتے ان کو اور پسینہ مبارک سُک (ایک قسم کی خوشبو ہے) میں ملا دیتیں۔ حضرت ثمامہ کا قول ہے کہ جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت آیا تو مجھے وصیت کی کہ اس سُک میں سے کچھ میری حنوط (کافور و صندل جو مردے کے کفن پر اور جسم پر مل دیا جاتا ہے) میں ڈال دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (بخاری شریف، کتاب الاستیذان)

حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مرجاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ میں نے وصیت کے مطابق ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے۔ (الاصابہ فی ذکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مزید واقعات فقیر کی کتاب ”البرکات فی التبرکات“ اور ”الاصابہ فی عقائد الصحابہ“ میں پڑھئے۔

دور کیا جائے بدکار پہ کیسی گزری
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

حل لغات

کیا جائے، اردو محاورہ ہے جو واللہ اعلم کے مطابق بولا جاتا ہے یعنی خدا جانے۔ پہ، اُردو لفظ ہے پر بمعنی علی ہے۔

کیسی گزری، کیسے بیتے کیا مصیبت آئے۔ در، فارسی لفظ ہے دروازہ، دربار۔ بیکس۔ بے یار و مددگار، تنہا کیلا۔

شرح

اے شہشاہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے دور رہ کرنا معلوم کس طرح بیتے اور کیا کیا مصائب آئیں لہذا آپ کا بے یار و مددگار امتی (جس کا آپ کے سوا کوئی نہیں) آرزو کرتا ہے کہ آپ ہی کے در اقدس پر مرے تاکہ ہمیشہ کے لئے چین و سکون نصیب ہو۔

مدینہ پاک میں مرنے کی آرزو

اس شعر میں امام اہل سنت مدینہ پاک میں موت کی آرزو کر رہے ہیں کیونکہ مدینہ ہی مسلمان کا اور اس کے اسلام و ایمان کا لجاؤ ماویٰ ہے۔

موت مدینہ کی

(۱) مدینہ پاک میں مرنے کی ترغیب خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دی

من مات بالمدينة كنت له شفيعاً ما يوم القيمة. (خلاصۃ الوفاء)

جو مدینہ پاک میں مرے گا تو قیامت میں میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(۲) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

من استطاع ان يموت بالمدينة فليمت بها فاني اشفع من يموت بها.

جسے ممکن ہو وہ مدینہ پاک میں مرے اس لئے کہ جو اس میں مرے گا میں اس کی خصوصی شفاعت کروں گا۔

ایک روایت میں ہے

فاني اشهد من يموت بها.

میں اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔

(۳) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

من استطاع ان يموت بالمدينة فانه من يموت بها اشفع له واشهد له.

جسے ممکن ہو وہ مدینہ پاک میں آ کر مرے کیونکہ جو یہاں مرتا ہے میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی

دوں گا۔

در حقیقت مدینہ شریف میں موت کا آنا بڑے بلند ترین مقدر و نصیب کی بات ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست

تاذہ بخشنہ خدائے بخشنده

مدینہ شریف ایک ایسا مقدس مقام ہے جو اسلام کا مرکز و منبع اور طحا و مرجع ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اسلام ہمیشہ غریبوں میں رہا ہے اور قرب قیامت میں جب اپنے مرکز کو واپس لوٹے گا تو غریبوں میں ہی سے واپس لوٹے گا۔ اس حدیث کی شرح میں محدثین کرام فرماتے ہیں کہ مرکز سے مراد مدینہ طیبہ ہے یہ شہر وہ مبارک شہر ہے جس کے متعلق خود حضور ﷺ نے فرمایا

المدينة خير من مكة.

مدینہ مکہ سے بہتر ہے۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”محبوب مدینہ“ میں پڑھئے۔

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حل لغات

تیرے صدقے یعنی آپ پر قربان ہو جاؤں۔ اک ایک کا مخفف ہے۔ بوند بمعنی قطرہ۔ اچھوں، اچھا کی جمع، نیک لوگ۔ جام، پیالہ شرفاء کے پسینے کا گلاس۔ چھلکتا بمعنی لبالب بھرا ہوا، لبریز۔

شرح

اے دو جگ کے داتا ﷺ میں آپ پر قربان ہو جاؤں مجھے تو اس روز آپ کی صرف ایک بوند کافی ہوگی قیامت کے دن جب کہ نیک لوگوں کو آپ کے دست مبارک سے بھرا ہوا ایک پیالہ ملے گا۔

قرآن پاک

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

انا اعطینک الکوتر

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (پارہ ۳۰، سورۃ الکوتر، آیت ۱)

کوثر سے مراد بقول مفسرین یا تو حوض کوثر ہے یا خیر کثیر اور سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ خیر کثیر ہی مراد ہے کیونکہ خیر کثیر میں حوض کوثر بھی آجاتا ہے اور دیگر دین و دنیا کی تمام چیزیں بھی شامل

ہو جاتی ہیں بہر حال اس ترجمہ و تفسیر سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ حوضِ کوثر کے مالک و مختار ہیں۔

احادیث مبارکہ

متعدد احادیث شریفہ سے واضح ہے کہ جس کو حوضِ کوثر سے ایک پیالہ مل گیا وہ محشر میں پھر ہرگز پیاسا نہ ہوگا۔ ایک حدیث پاک میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن ہم آپ کو کہاں تلاش کریں۔ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یا تو میں پلصراط کے مقام پر موجود ہوگا جہاں اپنی امت کو پار لگانے کے لئے رب کی بارگاہ میں مصروفِ بدعا ہوگا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں

رضا پل سے اب وجد کرتے گزرے

کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اگر آپ وہاں موجود نہ ہوں تو پھر کہاں تلاش کریں فرمایا کہ پھر میں میزان کے پاس ہوں گا جہاں لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے یعنی وہاں پر میں اپنی امت کے اعمال تولنے کی گویا نگرانی کروں گا۔ صحابہ کرام نے پھر عرض کیا کہ اگر ہم آپ کو وہاں بھی نہ پائیں تو پھر کہاں تلاش کریں آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ پھر میں حوضِ کوثر پر ہوں گا اور اپنی امت کو کوثر کے پیالے بھر بھر کر پلاتا ہوں گا تو اس شعر میں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں کہ یا رسول اللہ قیامت کے دن آپ لوگوں کو بھر بھر کر جامِ کوثر پلائیں تو اس دن مجھے تو آپ کی جانب سے اگر ایک بوند بھی عطاء ہو جائے تو وہی کافی ہوگی۔ مقصد یہ ہے کہ جب آپ مجھے ایک بوند عطا فرمائیں گے تو لازمی طور پر آپ کی توجہ میری جانب ہو جائے گی تو میرا بیڑا ہی پار ہو جائے گا کیونکہ جب آپ کی توجہ ہوگی تو گویا پھر رب کی توجہ بھی خود بخود میری جانب ہو جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو صرف آپ کی رضا کا طلب گار ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے

وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ. (پارہ ۳۰، سورۃ النحل، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حدیث قدسی میں ہے

..... ارضاک یا محمد.

اے محبوب ﷺ ساری دنیا تیری رضا چاہتی ہے اور میں تمہاری رضا چاہتا ہوں۔

گویا حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ ہیں۔ اسی لئے تو ایک حدیث پاک میں آپ نے یہاں تک

ارشاد فرمایا

من رانی فقد رانی الحق

کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے رب کو دیکھا۔

ایک شعر میں کسی شاعر نے اسی حدیث پاک کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یا رسول اللہ

خدا کا کر لیا ہم نے نظارہ یا رسول اللہ

اسی ساری تشریح و تفصیل کی روشنی میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ شعر کو ایک بار پھر پڑھیں تو حقیقت

یہ ہے کہ روح وجد میں آجائے گی۔ اعلیٰ حضرت کی شاعری کا کمال یہ ہے کہ آپ کی شاعری قرآن و حدیث کا ترجمہ ہے اور

آپ کا ایک شعر اس کا مظہر اتم ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاعری کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ”کلام

الامام“ ہیں اور پھر فوراً ہی یہ تاثر ذہن میں ابھرتا ہے کہ آپ ”امام الکلام“ ہیں۔ بطور تحدیث نعمت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ ایک شعر میں خود ارشاد فرماتے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

ازالہ وہم

حضور نبی پاک ﷺ مظہر اتم ہیں اس لئے آپ کا دیدار حق کا دیدار ہے اس سے لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ عین ذات

ہو گئے جیسا کہ بعض جہال نے سمجھ رکھا ہے اور دیدار نبوی بھی ایک حقیقت ہے اس کا انکار بھی بعض جاہلوں کو تو ہے لیکن اہل

حق کا حق مذہب یہی ہے کہ آپ کا دیدار ایک یقینی امر ہے۔

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ

جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا

حل لغات

حرم، مکہ مکرمہ۔ طیبہ، مدینہ منورہ۔ بغداد (فارسی) لفظ ہے۔ باغ واد کا مخفف ہے انصاف کا باغ، عراق میں ایک

باغ تھا جہاں پر نوشیرواں کی کچھری لگتی تھی۔ جدھر کیجئے نگاہ، جس طرف دیکھا جائے جہاں کہیں غور کیا جائے۔ جوت (اردو) لفظ ہے۔ نور، شعاع عکس پڑتی ہے واقع ہوتی ہے۔ نور ہے چھٹنا یعنی ہر طرف نور ظاہر ہوتا ہے۔

شرح

اے نور مجسم، باعث جملہ عالم ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور بغداد مقدس ان تمام جگہوں میں جہاں کہیں جس طرف نگاہ کی جائے آپ ہی کا نور پاک نظر آتا ہے آپ کے نور سے تمام جہاں بقعہ نور بنا ہوا ہے۔ اس میں حضور ﷺ کے ان فیوض و برکات کی طرف اشارہ ہے جو آپ کی تشریف آوری سے کعبہ معظمہ پر مدینہ طیبہ پھر بغداد پھر وہاں سے جملہ عالم منور و تاباں ہوا۔ سب کو معلوم ہے حضور نبی پاک ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے حرم (کعبہ معظمہ مکہ معظمہ) کی حالت کیا تھی اس کی مختصر تشریح عرض کی جاتی ہے۔

کعبہ کیا ہے

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا اصل طینۃ علیہ من سرة الارض بمکة یعنی الکعبۃ.

نبی پاک ﷺ کا خمیر مبارک زمین کی ناف یعنی کعبہ کی جگہ سے لیا گیا۔

لما خاطب اللہ السموات والارض بقوله اثني اطوعاً او كرهاً (الایۃ) اجاب من الارض موضع الکعبۃ ومن السماء ما يحاذيها فالمجيب من الرض درته علیہ ومن الکعبۃ وحيث الارض.

جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو اثیاء طوعاً او كرهاً (آؤ خود بخود یا مجبوراً) کا خطاب فرمایا تو زمین کے اس خطہ نے جواب دیا جہاں اب کعبہ ہے اور آسمان کی اس جگہ نے جواب دیا جو کعبہ کے مقابل ہے یعنی کعبہ سے اسی خمیر نے جواب دیا جہاں سے رسول اللہ ﷺ کا جسد تیار ہوا اور وہیں سے ہی زمین بچھائی گئی۔“

مدفن مدینہ کیوں

روایات مذکورہ کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مدفن مکہ معظمہ ہو لیکن آپ کے خمیر کو طوفان نوح علیہ السلام کی موج سے اس مقام پر پہنچایا گیا جہاں اب مدینہ طیبہ ہے (کذا قال المحققین) اسی وجہ سے یہ شہر تمام شہروں سے افضل ہے جیسے مقام کعبہ تمام مقامات سے افضل ہے صرف اسی لئے کہ وہ جو ہر خمیر کی پہلی قرار گاہ ہے۔

اس کی مزید تفصیل و تشریح اور سوال و جواب کے لئے فقیر کی کتاب ”محبوب مدینہ“ کا مطالعہ کیجئے۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع

جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

حل لغات

سرکار (فارسی) شاہی دربار، عدالت۔ لاتا ہے (اردو) پیش کرتا ہے۔ رضا (عربی) شاعر محتشم کا تخلص ہے جو نام مبارک کا ایک جز ہے کیونکہ آپ کا اسم گرامی احمد رضا ہے۔ شفیع (عربی) سفارش کرنے والے والا، بخشوانے والا۔ غوث (عربی) مددگار، فریادرس۔ لاڈلا (اردو) پیارا ناز و نعمت میں پلا ہوا۔ بیٹا (اردو) فرزند.....

شرح

اے فرمانروائے عرب و عجم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو بخشوانے کے لئے جناب کے شاہی دربار میں رضا ایک مقدس ذات گرامی صفات کو پیش کرتا ہے اور وہ سیدنا حضرت غوث الاعظم بغدادی علیہ الرحمۃ کی ہستی پاک ہے جو کہ آپ کے فرزند جلیل ہیں (اس لئے کہ غوث پاک امام حسن اور امام حسین کی اولاد ہیں اور یہ دونوں حضور کی ذات میں سے ہیں اس لئے آپ نجیب الطرفین سید ہیں) اور وہ میرے مددگار اور فریادرس ہیں۔ اس شعر میں میرا غوث اور لاڈلا بیٹا تیسرا میں عجیب و غریب تعریض کے ساتھ ساتھ نہایت لطیف انداز میں فریاد کی گئی ہے جس کی لطافت و خوبی کو اہل دانش ہی جان سکتے ہیں۔

وصل دوم در منقبت

آقائے اکرم حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منقبت ۲

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا

اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

حل لغات

واہ، کلمہ تحسین ہے اس کی تشریح پہلے مصرعہ میں گزر چکی ہے۔ مرتبہ بمعنی درجہ، منزل۔ غوث (عربی) لفظ ہے مددگار غوث کے درجہ پر قائد المرام جو ولایت کا نہایت بلند درجہ ہے۔ جناب سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے۔ بالا بمعنی بلند۔ اونچے اونچوں بالترتیب واحد و جمع ہے، عالی مرتبہ لوگ۔ قدم (عربی) پاؤں مبارک اعلیٰ بہت اونچا۔

شرح

اے غوث الاعظم آپ کا درجہ کیا خوب بلند ہے بڑے بڑے سروں والوں سے بھی آپ کا قدم مبارک بہت ہی اونچا

ہے آپ کا مرتبہ مبارک تمام اولیاء و اقطاب و ابدال کے مراتب سے بلند و بالا ہے اس لئے کہ جملہ اولیاء کرام آپ کے پاؤں کے نیچے ہیں۔

تحقیق قدم

آنے والے شعر میں فقیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول مبارک ”قدمی ہذا علی رقبۃ الخ“ کی تحقیق عرض کرے گا یہاں صرف لفظ قدم کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ (قدم) مشہور لفظ ہے تو یہاں پر قدم سے کشفی حدیث معراج کی طرف اشارہ ہے کہ جب شب معراج حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کاندھے پر سوار کر کے حضور ﷺ کو عرش معلیٰ تک پہنچایا تو اس وقت بظاہر (عالم ارواح) میں اونچے اونچوں کے سروں سے آپ کا قدم بلند اور اونچا تھا اور اس میں اونچے اونچوں کی توہین مطلوب نہیں بلکہ غوث اعظم کی رفعت شان کا اظہار مقصود ہے یا قدم سے بلند قدری اور عظمت ولایت مراد ہے اور یہ بھی صحیح ہے اس لئے کہ آپ کی عظمت اولیاء میں ایسے ہے جیسے انبیاء میں ہمارے نبی پاک ﷺ جیسے ایک شعر مشہور عام ہے۔

غوث اعظم درمیان اولیاء

چور محمد ﷺ درمیان انبیاء علیہ السلام

انتباہ

اس وقت اولیاء رحمہم اللہ سے (صحابہ کرام و اہل بیت عظام اور امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مستثنیٰ ہوں گے۔ اس لئے کہ عرف میں اولیاء کا اطلاق ان کے ماسوا پر ہوتا ہے۔ (فتاویٰ مہریہ)

اور اس سے کبھی بھی اہل سلسلہ کو انکار نہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاطلاق ماسوی مذکورین کے تمام اولیاء کرام سے افضل بلکہ سب پر آپ کا فیض بلکہ جب تک آپ کی مہر ثبت نہ ہو کسی ولی اللہ کو ولایت نہیں نصیب ہوتی اس کی تحقیق ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

یاد رہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بزرگی نہ صرف ہم زمان یا اہل ارض کے لئے ہے بلکہ عالم اسلام کے جملہ اولیاء کرام پر ثابت ہے چنانچہ حضرت شیخ ابو الغنائم مقدم البطاحی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت کے آستانہ عالیہ پر ایک مرتبہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے پاس چار اشخاص کو بیٹھے ہوئے دیکھا جن کو میں نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا جب یہ حضرات اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھے ارشاد فرمایا جاؤ ان سے اپنے لئے دعا خیر کراؤ۔

میں مدرسہ کے صحن میں ان سے جا ملا اور اپنے لئے دعا کا خواستگار ہوا تو ان میں سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا تم

بڑے خوش قسمت ہو کہ ایک ایسے غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں ہو جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا اور جس کی دعا کی برکت سے تمام خلایق پر فضل و کرم فرمائے گا۔ دیگر اولیاء کرام کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایہ عاطفت میں رہ کر ان کے تابع و فرمان ہیں۔ یہ کہہ کر وہ چاروں بزرگ چلے گئے اور یکدم نظروں سے غائب ہو گئے میں آپ کی خدمت میں متعجب ہو کر واپس ہوا آپ نے قبل اس سے کہ میں کچھ عرض کروں مجھے ارشاد فرمایا کہ میری حیات میں تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا میں نے پوچھا حضور یہ کون لوگ تھے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کوہ قاف کے رؤسا تھے اور اب وہ اپنی جگہ پر پہنچ بھی گئے ہیں۔ (الجوہر صفحہ ۱۹)

اور قدم اعلیٰ کے مقام کا کیا کہنا اس کے متعلق آپ کے ہم زمانہ ایک ولی کامل حضرت شیخ مکارم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے ”قدمی ہذا علی رقبة کل ولی اللہ“ فرمایا تھا اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء الرحمان نے مشاہدہ فرمایا کہ آپ کی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوثیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا اور آپ تصرف تام کا خلعت جو شریعت و حقیقت نقش و نگار سے مزین تھا زیب تن کئے ہوئے ”قدمی ہذا علی رقبة کل ولی اللہ“ فرما رہے تھے۔

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلو تیرا

حل لغات

بھلا، کلمہ تعجب بمعنی کیا خوب ہاں کوئی کیا جانے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیسا، یعنی کن وصفوں کا۔ اولیاء، ولی کی جمع ہے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جن کو دلائت جیسا بلند درجہ ملا ہو۔ ملتے ہیں (اردو) مس کرتے ہیں، رگڑتے ہیں۔ تلو یعنی پنچہ اور ایڑی کے درمیان والی جگہ۔

شرح

اے امام الاولیاء والا قطب آپ کے مبارک سر کو کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا کہ آخر اس میں کون کون سے اوصافِ حمیدہ اللہ تعالیٰ نے امانت رکھے ہیں اور کتنا بلند و بالا اور عزت کمال والا ہے کیونکہ آپ کے پیروں تو یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جملہ ولی لوگ آپ کے پیروں کے تلووں سے حصولِ سعادت کی خاطر اپنی آنکھیں مس کرتے رہتے ہیں۔

رقاب اولیاء تحت قدم غوث الوری کی تحقیق

اس شعر میں

قدمی ہذاہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

کی طرف اشارہ ہے جب آپ کی ولایت و محبوبیت کا شہرہ ہوا تو بحکم حق تعالیٰ آپ نے برسر منبر فرمایا

قدمی ہذاہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

اس وقت آپ کی مجلس میں پچاس اولیائے کاملین موجود تھے جس کی تفصیل آتی ہے۔ جب آپ نے مذکورہ بالا کلمہ

فرمایا تو تمام اولیاء نے فوراً گردن جھکا دی اور جہاں جہاں جس جس شہر میں اولیاء اللہ تھے سب نے اپنی اپنی گردن جھکائی اور

رکھا ”امنا و صدقنا یا ابن رسول اللہ“ کہنے لگے۔

اے نور دیدہ مصطفیٰ برتو شو دجانم فدا

دارم تمنا ہر زمان مشتاق دیدار توام

تو دارم ہر سحر اے بادشاہ نامور

نامت کنم ورد زبان مشتاق دیدار توام

اے نور دیدہ مصطفیٰ ﷺ آپ پر میری جان فدا ہر لحظہ تمنا رکھتا ہوں اور ہر آن تیرے دیدار کا مشتاق ہوں۔ اے بادشاہ نامور

ہر سحر کو تمہیں یاد کرتا ہوں تیرے نام کا ورد کرتا ہوں تیرے دیدار کا مشتاق ہوں۔

سوال

لفظ ولی اللہ تو صحابی پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ ولی الذین امنوا و دیگر آیت قرآنیہ پر توحید

قول مذکور چاہیے کہ آپ کا قدم اصحاب کرام کی گردنوں پر بھی ہو حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ کوئی ولی خواہ کیسا ہی کامل ہو صحابہ

کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

جواب

متاخرین کے عرف و محاورہ میں ولی اللہ ماسویٰ صحابی پر بولا جاتا ہے اور شرعی مسائل کا دار و مدار عرف پر ہوتا ہے۔

شب معراج روح غوث اعظم کی حاضری

شب معراج روح غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

غوث اعظم کے کاندھے پر

حضرت سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت کی طرح نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کا نشان تھا جو شبِ معراج اُٹھایا۔

(تذکرہ اولیاء ہند صفحہ ۳۱۰ سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابراہیم صفحہ ۵۵)

خود غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

لما عرج بجدي ﷺ ليلة المصصاد وبلغ سدرۃ بقی جبریل الامین علیہ السلام متخلفاً و قال
یا محمد لودلوت انملة لا حترقت فارسل الله تعالى روحی الیه فی ذالک المقام لا استفادتی من
سید الانام علیہ وعلی آله الصلوٰۃ والسلام فتشرفت به واستحصلت علی النعمة العظمی والورثة
والخلافة الکبری وحضرت و اوجدت بمنزلة البراق حتی ركب علی جدی رسول الله ﷺ وعنانی
بیدہ حتی وصل فکان قاب قوسین اودنی وقال لی ، یا ولدی و حدقة عینی قدمی هذه علی رقبته
وقد ماک علی رقاب کل اولیاء الله تعالی. (تفتح الخاطر)

جب میرے جد امجد حضور سرور عالم ﷺ کو معراج ہوئی اور سدرۃ المنتہی پر پہنچے تو جبریل امین علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور عرض
کی اے محمد ﷺ اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ میری روح کو حضور ﷺ سے فائدہ
حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو میں نے زیارت کی اور نعمتِ عظمیٰ اور وراثت و خلافت کبریٰ سے بہرہ اندوز ہوا۔ میں حاضر ہوا تو
مجھے براق کی جگہ کھڑا کیا گیا اور میرے نانا رسول اللہ ﷺ نے میری لگام اپنے ہاتھ میں پکڑ کر سوار ہوئے حتیٰ کہ مقامِ قاب
قوسین اودنی پر جا پہنچے اور مجھے ارشاد فرمایا

میرے یہ قدم تیری گردن پر ہیں اور تیرے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنچہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

حل لغات

کیا دبے، یعنی نقصان نہ اٹھے، شکست نہ کھائے۔ حمایت، طرفداری، نگہبانی۔ پنچہ (اردو) لفظ ہے، ہاتھ، چنگل دنیا
بمعنی مغلوب ہونا، ہار جانا، مرعوب ہونا۔ شیر مشہور درندہ جسے جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ خطرے میں لاتا نہیں، یعنی پرواہ

نہیں کرتا۔

شرح

اے قدرت و طاقت والے غوث جس شخص کے اوپر آپ کی حمایت و طرف داری کا ہاتھ ہوگا خواہ وہ کمزور ہی کیوں نہ ہو کبھی کسی سے مرعوب و مغلوب نہ ہوگا۔ آپ کے در کا کتا شیر نز کو خاطر میں نہیں لاتا نہایت بے پرواہی سے شیر سے ٹکر لے کر غالب آجاتا ہے میری پشت پر بھی آپ کی حمایت کا ہاتھ ہے مجھے مخالفوں کی مخالفتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی مخالف میرے سامنے ہونے سے لرزتے ہیں اور اگر کبھی کوئی بد عقیدہ ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ پاش پاش ہو جاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں۔

دو بخشیں

اس شعر میں دو بخشیں ہیں (۱) جسے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت حاصل ہو وہ جہان میں نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی بڑے سے بڑا جابر غلبہ پاسکتا ہے۔ (۲) غوث اعظم کا کتا شیر ظالم طاقت ور کو کچھ بھی نہیں سمجھتا۔ حمایت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روحانی رابطہ اور قلبی عقیدت مضبوط ہو تو آج بھی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت بطور کرامت موجود ہے کیونکہ بقول شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ آپ ان چاروں اولیاء میں ایک ہیں جو اب بھی اپنے مزارات میں باذن اللہ تصرف فرما رہے ہیں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حمایت کا وعدہ فرما گئے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

مریدی لا تخف اللہ ربی

عطانی رفعة نلت المنال

اے میرے مرید! تو مت ڈر اللہ کریم میرا رب ہے اس نے مجھے رفعت اور بلندی عطا فرمائی ہے اور میں اپنی اُمیدوں کو پہنچا ہوں۔

اور فرمایا کہ

انا لكل من عشر به من اصحابی و مریدی و محبی انی یوم القیمة اخذ بیدہ۔

(فلاندا الجواہر صفحہ ۱۵، ۱۷، اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۲۵، بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۹، ۱۰۰، تفریح الخاطر صفحہ ۵۳)

قیامت کے دن تک میرے دوستوں، مریدوں اور محبوبوں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا میں اس کا ہاتھ پکڑ لوں گا

اور فرمایا

وعزة الله وان يدى على مریدی كالسماء على الارض اذ لم یکن مریدی جیداً فاناً جید.

مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت و جلالت کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر ایسا ہے جس طرح زمین پر آسمان (کاسایہ) ہے اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میں تو عالی مرتبہ ہوں۔

انتباہ

ہمارے اسلاف صالحین رحمہم اللہ علیہم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متمتع ہوئے۔ فقیر اویسی غفرلہ باوجود رابطہ کی کمی کے خوب متمتع ہوا اور ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا اور یوم آخرت میں اس سے بھی کہیں لاکھ گنا اور زیادہ متمتع ہوگا۔ (انشاء اللہ)

واقعات کی روشنی میں

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت کے واقعات گنتی اور شمار سے باہر ہیں۔ فقیر نمونہ کے طور پر چند حوالے قلمبند کرتا ہے۔

واقعہ

ایک سوداگر جس کا نام ابوالمنظر تھا حضرت شیخ حماد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا قافلہ تیار ہے میں ملک شام کو جا رہا ہوں سردست سواشرفیاں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں اور اتنی قیمت کا سامان میرے پاس موجود ہے دعا کیجئے کہ کامیاب لوٹوں۔ حضرت شیخ حماد نے فرمایا تم اپنا یہ سفر ملتوی کر دو ورنہ زبردست نقصان اٹھاؤ گے ڈاکو تمہارا سب مال لوٹ لیں گے اور تم کو قتل بھی کر دیں گے۔ سوداگر یہ خبر سن کر بڑا پریشان ہوا اور اسی پریشانی کے عالم میں واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے پوچھا کیوں پریشان ہو سوداگر نے سارا قصہ سنا دیا۔ آپ نے فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تم شوق سے ملک شام کو جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا اور تم بخریت اور کامیاب لوٹو گے۔ چنانچہ سوداگر ملک شام کو روانہ ہو گیا شام میں اسے بہت سانسفع ہوا اور وہ ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی لئے ملک حلب میں پہنچا اور اتفاقاً وہ تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا اسی فکر میں نیند نے غلبہ کیا اور سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ کچھ ڈاکوؤں نے اس کے قافلے پر حملہ کر کے سارا سامان لوٹ لیا ہے اور اسے بھی قتل کر ڈالا ہے۔ یہ دہشت ناک خواب دیکھ کر سوداگر خواب سے چونکا تو دیکھا وہاں کچھ بھی نہ تھا مگر اٹھا تو یاد آیا کہ اشرفیوں کی تھیلی میں نے فلاں جگہ پر رکھی تھی چنانچہ جھٹ وہاں گیا تو تھیلی مل گئی اور خوشی خوشی بغداد واپس آیا اور اب سوچنے لگا کہ میں پہلے غوث اعظم کو ملوں یا شیخ حماد کو؟ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اتفاقاً بازار

میں حضرت شیخ حماد مل گئے اور دیکھ کر فرمانے لگے پہلے جا کر غوثِ اعظم سے ملو کہ وہ محبوبِ ربانی ہیں انہوں نے تمہارے لئے ستر بار بار گاہِ الہی میں دعا مانگی تب کہیں جا کر تمہاری تقدیر معلق بدلی ہے جس کی میں نے تجھے خبر دی تھی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ہونے والے واقعہ کو غوثِ اعظم کی دعا سے بیداری سے خواب میں منتقل کر دیا۔ یہ سنتے ہی سوداگر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا جن کے روحانی تصرف سے وہ قتل و غارت سے بچ گیا تھا اسے دیکھتے ہی حضور غوثِ اعظم نے فرمایا واقعی میں نے تمہارے لئے ستر بار دعا مانگی تھی۔

غوث کا کتا

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جسے نسبت ہو جائے تو اس سے بڑے سے بڑا طاقتور گھبراتا ہے مثلاً جانوروں میں بہت بڑی طاقت کا مالک شیر ہے یہاں تک اسے جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کتے کے لئے وہ لومڑی بلکہ اس سے بھی کم۔

حکایت احمد زندہ پیل رحمة اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ہمیشہ شیر کی سواری کرتے اور جہاں تشریف لے جاتے شیر کو گائے کی مہمانی پیش کی جاتی۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے آپ نے بھی حسب دستور ان کے شیر کے لئے گائے بھیجی آپ کا کتا بھی اس گائے کے ساتھ روانہ ہوا۔ شیر نے جب غوثِ اعظم کی گائے پر حملہ تو کئے نے جست لگا کر شیر کی پیٹھ پر بیٹھ کر اس کی گردن مروڑ ڈالی اور اس کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ حضرت احمد زندہ پیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ ماجرا دیکھ کر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معذرت کی کہ میں نے جرأت کی کہ آپ کے لنگر سے شیر کی مہمانی طلب کی آپ نے انہیں معاف فرما کر چند روز اپنے پاس رکھا۔ (گلدستہ کرامات ملخصاً صفحہ ۵۸، ۵۹)

لطیفہ از شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ

حضور پیر پٹھان سیدنا شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ اس شعر کو یوں پڑھا کرتے

سگ در بار میراں شو چو خواہی قرب سلطانی

کہ بر پیراں شرف وارد سگ در گاہ جیلانی

اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”غوثِ جیلانی“ میں ہے۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گائے

انیس القادریہ میں منقول ہے کہ ایک درویش شیر پر سوار ہو کر کرامت دکھاتے پھرتے تھے۔ حضرت غوثِ پاک

کے پاس بھی تشریف لائے اور شیر کو باہر چھوڑ کر خانقاہ شریف کے اندر تشریف لائے اور حضرت غوث پاک کی ملاقات سے فیض یاب ہوئے قریب درگاہ کے ایک گائے چر رہی تھی شیر جوں اس کے قریب گیا فوراً گائے اس کو نگل گئی اور اسی جگہ بیٹھ گئی جب حضرت کی ملاقات سے فارغ ہو کر وہ درویش باہر آئے دیکھا وہاں شیر کا پتہ نہیں بہت محیر ہوئے اور چاروں طرف تلاش کرتے پھرے کہیں نہ پایا پریشان ہو کر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا خانقاہ کے دروازے پر جو گائے بیٹھی ہے اس سے جا کر کہو حضرت غوث اعظم فرماتے ہیں میرا شیر دے دے وہ درویش گئے اور یہی الفاظ فرمائے گائے نے سنتے ہی فوراً شیر کو اگل دیا اور چلی گئی۔

(غوث الاعظم از مولانا بر خور دار ملتانی محشی نیر اس) (شرح شرح عقائد)

تجربہ شاہد

من حیث الکرامۃ ایسے واقعات بعید از قیاس نہیں لیکن اب یہ کرامت آزمائی جاسکتی ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت قوی نصیب ہو تو کتنا ہی بڑا ظالم جابر کتنا ہی زور لگائے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید کا بال بیکا نہیں کر سکے گا بلکہ اسے خود وقت بتائے گا کہ وہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید کے ساتھ پنچہ آزمائی سے کتنا ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ فقیر کے اسلاف صالحین نے بھی اور فقیر نے بھی آزمایا آپ بھی آزمائیے۔

پیران پیر کی مدد

رنجیت سنگھ کے وقت (دور حکومت) کی بات ہے کہ ایک ہندو کا ایک بد عقیدہ مسلمان ہمسایہ تھا بد عقیدہ مسلمان ہندو کی عورت پر عاشق ہو گیا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ہندو اپنی عورت کو لے کر سرال جانے کے لئے تیار ہوا۔ بد عقیدہ (ذکور) کو بھی خبر ہو گئی اس نے پیچھا کیا چنانچہ گھوڑا لے کر کسی جنگل میں جا کر انہیں گھیر لیا وہ لوگ (ہندو اور ہندوئی) پیدل تھے اس کے پاس سواری تھی ان دونوں کو مجبور کرنے لگا کہ سواری پر بیٹھ جاؤ ہندو نے انکار کر دیا پھر کہنے لگا کہ عورت کو بٹھا دو۔ ہندو نے (اس کا بھی) انکار کر دیا اور کہا کہ خواہ مخواہ سفر کی مصیبت جھیل رہے ہو۔ ہندو کی عورت سے کہا عورت نے بھی انکار کر دیا زیادہ تکرار (بحث) کے بعد ہندو بولا کہ تمہارا کیا بھروسہ ہے کہیں عورت کو لے کر نکل نہ جاؤ اپنا کوئی ضامن پیش کرو۔ بد عقیدہ (ذکور) نے کہا جنگل میں کون ضمانت دے گا عورت نے کہا کہ جو تمہارا بڑا بھیر گیار ہو اس کی ضمانت دے دو۔ بد عقیدہ مسلمان نے منظور کر لیا عورت اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔ بد عقیدہ (ذکور) نے اس کے خاوند کا سر تلوار سے کاٹ کر گھوڑے کو دوڑایا عورت پیچھے دیکھے جا رہی تھی۔ بد عقیدہ نے کہا کہ پیچھے کس کو دیکھتی ہے خاوند تو تمہارا کٹ کر مر گیا ہے۔ ہندو عورت نے کہا کہ میں بڑے پیر کو دیکھ رہی ہوں اس (بد عقیدہ) نے کہا کہ اس بڑے پیر کو مرے ہوئے کئی صدیاں گزر

گئیں بھلا وہ کہاں آئے گا۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہے کہ دو برقعہ پوش نمودار ہوئے ایک نے بدعتیہ کا سراڑایا اور پھر عورت گھوڑا اور برقعہ پوش وہاں آئے جس جگہ ہندو کٹاپڑا تھا اس کا سر دھڑ سے ملا کر ”**قم باذن اللہ**“ پڑھا اور وہ ہندو زندہ ہو گیا اور وہ دونوں برقعہ پوش غائب ہو گئے اور میاں بیوی دونوں سلامت گھر لوٹ آئے۔ بدعتیہ کے وارثوں کے گھوڑا بچان کر رنجیت سنگ کی عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا کہ ہمارا آدمی غائب ہے اور گھوڑا ان کے پاس ہے ہمارا آدمی پیدا کریں یا انہوں نے مار ڈالا ہے۔ دونوں میاں بیوی نے واقعہ (جنگل کا) بیان کیا اور کہا کہ ان برقعہ پوش میں سے ایک گل محمد نامی مجذوب کی شکل کا تھا گل محمد شاہ کو بلوایا اس نے ماجرا بیان کیا۔ رنجیت سنگھ نے مجذوب اور میاں بیوی کو انعام دے کر چھوڑ دیا۔ (مقصد زندگی صفحہ ۱۹۶، ۱۹۸ مصنفہ خورشید بیگم اہلیہ شیخ نصیر الدین صاحب نمبر ۸/۱۹ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور مصدقہ (شس الحق افغانی سابق) شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور پاکستان)

نوٹ

اس واقعہ کا تصدیق کنندہ دیوبندی فرقہ کا ایک معتمد مولوی ہے ویسے اصولی لحاظ سے ایسی کرامات کا انکار سوائے معتزلہ اور خوارج کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کرامت الاولیاء حق اسلام کا مسلم ضابطہ ہے۔ ہمارے دور کے بعض فرقے صرف اپنے مسلکی تعصب سے انکار کر جاتے ہیں ورنہ انہیں اصول کا انکار نہیں ہونا چاہیے۔

توحسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

حل لغات

حسینی وحسینی، حضرت امام حسین و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خاندان اعلیٰ میں آپ نجیب الطرفین یعنی دونوں جانب سے شریف النسب تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے حضرت امام عالی مقام ابو محمد حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ کی جانب سے حضرت امام عالی مقام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ محی، حیات دینے والا، زندہ کرنے والا۔ الدین، اسلام۔ محی الدین، اسلام کا زندہ کرنے والا یہ آپ کا لقب ہے۔ خضر، مشہور.... جو راستہ بھول جانے والوں کو راستہ پر لگا دیتے ہیں، گمراہوں کو ہدایت دینے والا۔ مجمع البحرین، جہاں دو دریا آپس میں ملتے ہیں، سنگم۔ چشمہ، پانی کی سوت، منبع۔

شرح

اے غوث الثقلین و مغیث اللوین آپ تو حضرت امامین ہما میں سید الشہداء حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے ہیں جنہوں نے اپنے تازہ لہو سے شجرہ طیبہ اسلام کو پہنچ کر سرسبز و شاداب فرمایا اپنی زندگی مٹا کر اسلام کو بقاء عطا فرمائی اور ان دونوں حضرات کا خون آپ کے رگ و پے میں رواں دواں ہے۔ پھر آپ محی الدین دین کے زندہ کرنے والے کیوں نہ ہوں اس لئے کہ بھٹکے ہوؤں کو ہدایت دینے والے آپ کا چشمہ فیض و کرم دو دریاؤں کا سنگم ہے وہ دریائے فیضان و عرفان آپ کے اجداد و امجاد حسنین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

نجیب الطرفین

جس خوش بخت کی نسبت نسبی حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متصل ہوا سے نجیب الطرفین کہا جاتا ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نسب پاک کے لئے خود فرمایا

انا نجیب الطرفین

میں نجیب الطرفین ہوں۔

نسب نامہ پدری

شیخ محی الدین، عبدالقادر بن ابوصالح موسیٰ، بن عبداللہ الجلیلی، بن یحییٰ الزاہد، بن محمد، بن داؤد، بن موسیٰ الجون، بن عبداللہ (المحض) بن حسن المہشی، بن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

نسب نامہ مادری

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ کنیت ابوالخیر اور لقب امۃ الجبار ہے۔ سیدہ فاطمہ بنت عبداللہ الصومعی بن ابو جمال بن محمد، بن محمود، بن طاہر، بن ابوعطاء، بن عبداللہ، بن ابوکمال، بن عیسیٰ، بن ابوعلا والدین، بن محمد، بن علی، بن موسیٰ کاظم، بن حضرت امام جعفر صادق، بن امام محمد باقر، بن امام زین العابدین، بن امام حسین، بن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

یہود و روافض

آپ کو یہود و روافض کے سوا تمام فرقے نجیب الطرفین مانتے ہیں تفصیل و تحقیق اور یہود و روافض کی تردید فقیر نے اپنی کتاب ”اماطۃ الاذی عن غوث الوری“ میں لکھ دی ہے۔

محی الدین

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیشار القاب میں سے ایک لقب محی الدین بھی ہے اس کی وجہ تسمیہ خود حضور

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بتائی کہ آپ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کا لقب محی الدین کیسے پڑ گیا آپ نے فرمایا ۱۵۵ھ میں برہنہ پابغداد کی طرف آ رہا تھا راستہ میں مجھے ایک بیمار شخص نحیف البدن متغیر رنگ پڑا ملا۔ اس نے مجھے السلام علیکم کہہ کر نام لے کر پکارا اور اپنے قریب آنے کو کہا جب میں قریب پہنچا تو اس نے مجھے سہارا دینے کو کہا دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم صحت مند ہونے لگا اور رنگ و صورت صحت مند نظر آنے لگی۔ میں دیکھ کر ڈر گیا اس نے مجھے پوچھا کیا مجھے پہچانتے ہو میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہنے لگا میں دین جیسے آپ دیکھ رہے تھے میں موجودہ معاشرہ میں بڑی قابل رحم حالت میں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوشش سے از سر نو زندگی بخشی۔

تحقیق اویسی غفرلہ

یہ کوئی کراماتی مقولہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عالم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے دین کا حال نہایت کمزور ہو چکا تھا پھر آپ کی ذاتِ ستودہ صفات سے جس طرح عروج کو پہنچا وہ تاریخ کے اوراقِ اٹنے سے معلوم ہوگا مختصر الفاظ میں فقیر سپردِ قلم کرتا ہے۔

علم غیب نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ پانچویں صدی کے قریب میری امت پر آفت کی ایک چکی چلے گی اگر اس سے بچ نکلی تو پھر کچھ مدت کے لئے اسے استقامت حاصل ہو جائے گی۔ (فیض الباری از انور کشمیری)

تصدیق از واقعات

چنانچہ اسی صدی میں امت پر یہ چکی چلی تاریخ کے اوراق چاہد ہیں کہ اسی دور میں اسلام پر زوال و انحطاط عمومی شروع ہو چکا تھا اگرچہ بظاہر اسلامی سلطنتوں کے اقتدار کا سلسلہ اندلس سے لے کر ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا مگر اندرونی طور پر حالات نہایت خراب و ناگفتہ بہ تھے دنیائے اسلام کی مرکزی طاقت یعنی خلافت بغداد بہت کمزور ہو چکی تھی اور باقی ہر طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا سیاسی و معاشرتی لحاظ سے ہر جگہ انتشار تھا۔ شبلی نعمانی سید سلمان ندوی نے اپنی تاریخی کتابوں اور علامہ ابن جوزی نے ”المعظم“ میں اس وقت کے اسلامی ممالک کے جو حالات تحریر کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بدکاری، فسق و فجور، سیاسی ابتری اور اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ چکے تھے۔

اندلس

اندلس میں امیر عبدالرحمن اموی کی قائم کردہ حکومت کی مرکزی حیثیت ختم ہو چکی تھی یورپ کی عیسائی حکومتیں موقع کی تاک میں تھیں کہ مسلمانوں کو ختم کر کے اپنی حکومت قائم کریں۔

بیت المقدس

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد وہ لوگ عراق و حجاز پر حملے کی تیاریوں میں مصروف تھے گویا مسیحی دنیا کی متحدہ قوت اسلام کو مٹانے پر تلی ہوئی تھی۔

مشرق وسطیٰ

مشرق وسطیٰ میں دولت عباسیہ کا وجود برائے نام ہوتا جا رہا تھا اور سلجوقی و دیگر ماتحت سلاطین خانہ جنگیوں میں مبتلا تھے جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی بغداد میں اسی کا خطبہ شروع ہو جاتا۔

افغانستان و ہند

افغانستان و ہندوستان کے شمال مغربی علاقے میں سلطان محمود غزنوی کے جانشینوں کا زوال شروع ہو چکا تھا اور ہندو راجے مہاراجے اپنی سابقہ شکستوں اور ذلتوں کا انتقام لینے کے لئے صلاح مشور کر رہے تھے۔

مصر میں سلطنت باطنیہ عبیدیہ جیسے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں دولت خبیثہ کے نام سے پکارا ہے الحاد بے دینی کے نظریات پھیلا رہی تھی اس کے ارباب اختیار نے جس قدر اسلامی اقدار کو نقصان پہنچایا وہ مشہور و معروف ہے۔

اخلاقی پستی

اس کے علاوہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت بھی گر چکی تھی۔ طبقہ امراء عیش و عشرت میں مبتلا تھا۔ مشرق وسطیٰ کے ایک اوسط درجے کے رئیس ابن مروان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس کی حرم سرا کے میں صرف گانے بجانے والی لونڈیوں کی تعداد پانچ صد کے قریب تھی اور بقول امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرطبہ کے ایک امیر معتمد نامی کے ہاں ایسی آٹھ صد عورتیں تھیں ہسپانیہ کے نقاب پوش سلاطین کے دور میں اسلامی پردہ بھی ختم ہو چکا تھا مردوں نے نقاب پہننا شروع کر دیا تھا اور عورتیں کھلے منہ پھرتی تھیں۔ بدکاری و شراب نوشی عام تھی عوام کا ذکر ہی کیا امراء سلاطین اور علماء تک و جاہت پرستی اور دنیوی عیش کا شکار تھے۔

مذہبی خلفشار

مذہبی اور روحانی صورت حال اس سے بھی بدتر تھی قرامطہ اور باطنیہ نیز اہل رفض و اعتزال و علمائے سوء کے فتنوں اور لاتعداد پیدا ہو جانے والے دیگر فرقوں نے اسلام کے مرکزی شہر بغداد تک میں اودھم مچا رکھا تھا۔ ہر روز بے شمار مشائخ علماء، امراء اور دیگر سرکردہ مسلمان فرقہ باطنیہ کی سازشوں اور خنجر خون آشام کا شکار ہو رہے تھے۔ مشہور زمانہ سلجوقی وزیر نظام

الملک طوسی اور اس کے بعد ۴۸۵ھ میں سلجوقی فرمانروا ملک شاہ بھی ان خدائے ترس قاتلین کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کر چکے تھے یونانی فلسفہ الگ اسلامی عقائد و نظریات کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا اور علمائے اسلام اس سے متاثر ہو کر دین سے بتدریج دور ہوتے جا رہے تھے یہی وجہ ہے مسٹر لگن و دیگر یورپین مورخوں نے اس زمانے کو دنیا کے اسلام کا ایک تاریک دور شمار کیا ہے۔

فائدہ

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں اپنے زمانہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ شیعہ و سنی اور حنبلی اور اشعری مناظرات میں مصروف رہتے تھے۔ گالی گلوچ کشت و خون تک نوبت پہنچنا معمولی بات تھی اور کچھ نہ تو صدر نشینی پر ہی جھگڑا کھڑا ہو جاتا تھا معاشرہ کا یہی وہ ادب تھا جسے حضور ﷺ نے مسلمانوں کے لئے خطرناک قرار دیا تھا۔

مصر

مصر کی حکومت باطنیہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے وقت میں زوال پذیر ہو کر بالآخر ۵۶۷ھ میں یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد پانچ سال کے اندر اندر صفحہ ہستی سے حرفِ غلط کی طرف مٹ گئی اور اس کی جگہ سلطان نور الدین زنگی اور پھر سلطان صلاح الدین ایوبی بساطِ حکومت پر نمودار ہوئے جنہوں نے مرکزی خلافت سے تعلق جوڑ کر اپنی سلطنتوں کو وحدتِ اسلامی میں منسلک کرتے ہوئے عباسی خلیفہ کا نام خطبے میں پڑھوانا شروع کیا اور پھر اپنے اپنے وقت میں یورپ کی متحدہ صلیبی طاقت کو کئی لڑائیوں میں کمر توڑ شکستیں دے کر بیت المقدس کو آزاد کرالیا۔ امام یا فعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن اثیر نے اپنی کتبِ تاریخ میں ان دیندار حکمرانوں کی تعریف میں نہایت شرح و بسط سے تحریر کیا ہے۔

ان ہی ایام میں غزنویوں کی تباہ شدہ سلطنت کی جگہ غوری خاندان نے ہندوستان میں ایک نئی اور وسیع تر اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی جس میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریبی عزیز و فیض یافتہ حضرات خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہاتھ تھا۔ بعد میں آپ کے خلفاء و شاگردوں اور مشائخ چشت اہل بہشت اور مشائخ سہروردیہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا، شاہ صدر الدین، ابوالفتح شاہ رکن عالم ملتانی، سید جلال الدین بخاری اوچی، مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوچی، جناب لعل شہباز قلندر سندھی وغیرہ بزرگان نے اس برصغیر میں دور و نزدیک اپنی انتھک مساعی سے لوگوں کو دولتِ اسلام سے سرفراز فرمایا۔

گویا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بلا واسطہ و بالواسطہ فیض یافتگان کی کوشش سے نہ صرف دین اسلام میں نئی زندگی نمودار ہوئی بلکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ اس کی روحانی قوت دفاع اس حد تک بیدار

واستوار ہوگئی کہ جب ساتویں صدی کے آغاز میں یعنی ۶۱۵ھ میں تاتاریوں کی قیامت خیز یلغار سے نصف صدی یعنی ۶۵۶ھ تک اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تو ظاہری حالت کے تقاضوں اور عام توقعات کے برعکس اسلام کا چراغ گل ہونے کے بجائے نہ صرف روشن رہا بلکہ صرف پچیس سال کے اندر اندر یعنی ۶۸۰ھ تک خود ان غارت گروں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے

چراغے راکھ ایزد برفروزد

کسے کو توف زند رشیش بسوزد

اور یہ معرکہ شاہی لشکر یا دنیوی طاقت سے سر نہیں ہوا بلکہ اسی سلطان الوجود قطب الوقت خلیفۃ اللہ فی الارض وارث کتاب و نائب رسول اللہ ﷺ المعصر ف فی الوجود علی التحقیق مظہر اسمائے الہی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و شکیں کے روحانی تصرف کا اعجاز تھا کہ دشمنان اسلام نے اسلام قبول کر کے اس کی وہ خدمات انجام دیں کہ باید و شاہد۔

تاتاری شہزادہ

تاتاریوں کے قبول اسلام کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ تاتاریوں کے غلبے کے بعد سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک خراسانی بزرگ اشارۂ غیبی ہلا کو خان کے بیٹے تگودار خان کے پاس پہنچے تو وہ شکار سے واپس آرہا تھا اور اپنے محل کے دروازے پر اس درویش کو دیکھ کر با انداز تمسخر و حقارت سے کہنے لگا کہ اے درویش تمہاری داڑھی کے بال اچھے ہیں یا میرے کتے کی دم۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا کہ میں بھی اپنے مالک کا کتا ہوں اگر میں اپنی جاٹاری اور وفاداری سے اسے خوش کر پاؤں تو میری داڑھی کے بال اچھے ہیں ورنہ آپ کے کتے کی دم اچھی ہے جو آپ کی فرماں برداری کرتا ہے اور آپ کے لئے شکار کی خدمت انجام دیتا ہے تگودار خان پر اس انداز گفتگو کا بہت اثر ہوا اور اس نے آپ کو اپنا مہمان رکھ کر آپ کی تعلیم و تبلیغ کے زیر اثر در پردہ اسلام قبول کر لیا مگر اسے اس خیال سے ظاہر نہ کیا کہ ناسازگاری حالات کے پیش نظر کہیں اپنی قوم کو ذہنی طور پر نیا مذہب قبول کرنے کے لئے تیار کر سکوں وہ درویش واپس وطن تشریف لے گئے مگر چونکہ وقت پورا ہو گیا تھا اس لئے قضائے الہی داعی اجل کو بلید کہہ گئے بمصداق ”ہرچہ پدر نتوانست پسر تمام کند“ کچھ عرصے بعد ان کے صاحبزادے باپ کی جگہ حسب وصیت تگودار خان کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ باقی سرداران قوم تو قریباً مائل ہو گئے ہیں مگر ایک سردار جس کے پیچھے جمعیت ہے آمادہ نہیں ہو رہا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تگودار خان کے مشورے سے اسے بلایا اور تبلیغ فرمائی مگر اس نے کہا میں ایک سپاہی ہوں جس کی ساری عمر جنگ میں

گزری ہے میں صرف طاقت میں ایمان رکھتا ہوں اگر آپ میرے پہلوان کو کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تگودار خان کے منع کرنے کے باوجود اس سردار کا چیلنج منظور کر لیا اور مقابلے کے لئے تاریخ و وقت کا تعین کر کے اجتماعی ناظرین کے خیال سے اعلان عام کر دیا۔ تگودار خان نے بہتیرا کہا کہ ایک تاتاری نوجوان پہلوان سے ایک سن رسیدہ کمزور جسم درویش کا مقابلہ نا انصافی اور قتل عمد کے مترادف ہے مگر مخالف سردار نے کہا کہ یہ مقابلہ ہو کر رہے گا۔ اول تو اس لئے کہ اس درویش کے قتل سے اس قسم کے دوسرے دخل در معقولات کرنے والوں کو عبرت ہوگی اور دوم اس لئے کہ خان اعظم یعنی تگودار خان آئندہ اس قسم کے چلتے پھرتے لوگوں کی باتوں کو درخود را اعتناء نہ سمجھا کریں گے۔

چنانچہ مقررہ دن ہزار ہا مخلوق کی موجودگی میں مقابلہ ہوا۔ حضرت نے جاتے ہی ایک طمانچہ اس زور کا اس تاتاری پہلوان کے منہ پر رسید کیا کہ اس کی کھوپڑی ٹوٹ گئی اور لوگوں میں شور مچ گیا سب لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہو گیا ہے انہیں کیا معلوم کہ یہ جتنی قسم کا درویش کس کا پہلوان تھا

تری خاک میں ہے اگر شر تو خیال فقر و غنا نہ کر

کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری

چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف اس سردار نے حسب وعدہ میدان میں نکل کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا بلکہ اکثر حاضرین بھی اسلام لے آئے اور تگودار خان نے اپنے اسلام لانے کا اظہار کر کے اپنا نام احمد رکھا تاریخ میں اس کا نام یہی (۱۲۸۳ء) تحریر ہے اپنے دور اقتدار میں اس نے سلاطین مصر سے بھی تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی لیکن تاتاری جرنیلوں نے بالعموم اس کے اسلام لانے کو پسند نہ کیا اور بغاوت کی۔ احمد باوجود مقابلہ کے کامیاب نہ ہو سکا اور شہید ہو گیا۔ مورخین نے اس واقعہ کو قدرت کی ایک عجیب ستم ظریفی قرار دیا ہے کہ باپ یعنی ہلاکو خان تو اسلام اور عرب تہذیب کو تباہ کرے اور بیٹا یعنی احمد (تگودار خان) اسی تہذیب اور اسلام کے تحفظ کے لئے اپنی جان قربان کر دے۔

اگرچہ اس واقعہ سے تاتاریوں میں اشاعتِ اسلام کی رفتار قدرے سست پڑ گئی مگر چونکہ دوسری طرف ہلاکو خان کا ایک چچا زاد بھائی برکہ ۱۲۵۶ء تا ۱۲۶۶ء بھی حضرت شیخ شمس الدین باخوری کے دستِ حق پر اسلام قبول کر چکا تھا پھر احمد یعنی تگودار خان کے بھتیجے کے بیٹے غزن محمود (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۳ء) نے بھی اسلام قبول کر لیا اس لئے وسط ایشیا کی تاتاری حکومت تاتاری اسلامی حکومت میں بدل گئی اس غزن محمود کے خلاف بھی اس کے جرنیلوں نے تہذیل مذہب کے باعث بغاوت کی

مگر وہ سب کو شکست دے کر غالب آنے میں کامیاب ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً تمام تاتاری قبائل اسلام لے آئے۔

هر بنائے کهنه کا آبادان کنند

اول آن بنیاد را ویراں کنند

ایک وہ وقت تھا کہ تاتاری کفار کے ابتدائی حملے کے وقت سلطان علاؤ الدین محمد خوارزم شاہ نے بقول مشہور یہ کہہ کر اپنا گھوڑا لوٹا لیا تھا کہ اسے ملائکہ اور اولیاء اللہ کی ارواح چنگیزی لشکر کے سروں پر سایہ فگن یہ کہتی نظر آتی ہیں

ایہا الکفرة اقتلوا الفجرة.

اے کافرو! ان فاجروں کو قتل کرو۔

جس کے نتیجے میں لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کا خوب بہا اور ایک وقت یہ آیا کہ ایک تنہا درویش نے اپنی قوتِ بیدلہی کا مظاہرہ کر کے لاتعداد تاتاریوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ گویا ہر دو صورتوں میں مشیتِ ایزدی حسب تقاضائے وقت و احوال اسی تجلی کی شانِ تدبیر کا فرما تھی۔ سچ ہے

ما زماست کہ برماست

کسی کا فیض

اگر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات کا چشمہ نہ پھوٹتا تو آج نہ مسجدیں ہوتیں نہ مدارس ہوتے نہ اسلام ہوتا نہ مسلمان لیکن افسوس کہ اس محسن کے احسان کو فراموش کر کے ان کی ذات کو کیسے عجیب و غریب طریقہ سے اپنے فتوؤں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

ہندوپاکستان پر فیض کا اجراء

حضرت مولانا عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور تصنیف تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر کے صفحہ

۴۸ پر لکھتے ہیں کہ

قال الشیخ نور اللہ حصید الفقیہ الشیخ حسن القطبی فی اللطائف القادریہ ان الشیخ الواصلین معین الحق والدین طلب العراق من الغوث الاعظم فقال له الغوث اعطیت العرق شہاب الدین عمر السہروردی واعطیتک الہند.

شیخ نور اللہ فقیہ شیخ حسن قطبی کے حنفیہ اللطائف القادریہ میں لکھتے ہیں کہ شیخ الواصلین معین الحق والدین قدس سرہ نے حضور

غوثِ اعظم سے عراق مانگا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو میں شہاب الدین عمر سہروردی کو دے چکا ہوں آپ کو ہندوستان عطا کرتا ہوں۔

زندہ کرامت

یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندہ کرامت اور عینی مشاہدہ ہے کہ ہندو پاکستان میں جتنا عروج و تصرف سلسلہ چشتیہ کو حاصل ہے دوسرے سلاسل طیبہ کو بہت کم ہے۔

ایسے ہی عراق وغیرہ میں حضرت شہاب الدین سہروردی کے سلسلہ مبارکہ کا طوطی جس طرح بول رہا ہے دوسرے سلاسل کو وہ مرتبہ حاصل نہیں ایسے ہی سلسلہ نقشبند پر بھی پیرانِ پیر کا فیض ہوا۔ یہ لقب نقشبند بھی پیرانِ پیر کے فیض کا پتہ دیتا ہے اور سلسلہ قادریہ تو ہے ہی سراپا فیض جو ملا جس کو ملا اس در سے ملا۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

بحر و شہر و قری اہل و حزن و دشت و چمن

کون سے چمک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

اس شعر کے تحت اس کی تفصیل آتی ہے۔ انشاء اللہ

اور اس حقیقت سے اسے انکار ہوگا جس نے ”قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کو نہ سمجھا اور آپ کا ”قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ“ فرمانا اور تمام اولیاء عالم کا آپ کے حضور میں گردنیں خم کر دینا شعبہ بازی نہیں بلکہ اس قدر حقیقت کے قریب ہے کہ ماننے کے سوا چارہ کار ہی نہیں وہ عراق کے جنگلوں میں مجاہدات میں منہک اور یادِ خدا میں اس قدر مستغرق ہیں کہ کئی کئی ہفتے فاقہ سے گزر جاتے ہیں اور پھر ایک دن پیاس کی انتہائی شدت میں پانی کے لئے اپنے رب سے عرض کرتے ہیں اس وقت بارش ہوتی ہے اور آپ پیاس بجھاتے ہیں یکنخت زمین و آسمان کے درمیان ایک روشنی کی چادر پھیل جاتی ہے اور آواز آتی ہے کہ اے عبدالقادر تمہاری عبادت و ریاضت مقبول ہوئی تم آج سے مقبول بارگاہِ ناز ہوئے اب تمہیں عبادت کی کوئی ضرورت نہیں اور تم پر تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا گیا۔ تمہارے لئے یہ ہیبت ناک آواز کس قدر مسرت و شادمانی کا موجب اور مژدہ ہوتا مگر آپ وہ تھے جن کی ہر صفت مظہر صفاتِ خدا ہے وہ فرماتے ہیں

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

دور ہو مرد و تو مجھے بہکانا چاہتا ہے۔ شیطان مایوس اور سراپہ سیمگی کے عالم میں بھاگتا ہوا پکارتا ہے اے عبدالقادر تم وہ پہلے شخص ہو جو اپنے علم و عرفان کی وجہ سے میرے اس حربے سے محفوظ رہے حالانکہ میں نے اس طرح سے ہزاروں

انسانوں کا سیتنا س کر دیا ہے۔ شیطان کا یہ کہنا بظاہر معمولی بات تھی ہر شکست خوردہ یہی کچھ کہتا ہے مگر فاتح عام انسان نہیں تھا وہ غوثِ اعظم تھا جسے اس مقام کے لئے خود رب الارباب نے منتخب کیا تھا وہ فرماتا ہے کہ اوعین تو مجھے پھر بہکانا چاہتا ہے ارے مردود مجھ میں بچنے کی کب قوت ہے اور میرا علم و عرفان کب مجھے بچا سکتا ہے یہ تو میرے رب کا مجھ پر فضل ہے جو اس نے آج تک مجھے تیرے شر سے محفوظ رکھا۔

بہت کچھ کہنے کو جی چاہتا ہے مگر کیا زیادہ طویل مضمون زیادہ موثر ہوتا ہے کیا کوئی ایسی بات رہ گئی جو محتاج وضاحت ہو اگر نہیں تو حدیث مذکور پر ایک بار پھر غور کرو اور حضرت غوثِ اعظم کی گفتار و کردار کا اچھی طرح مطالعہ کرو اور جب تعصب کے پردے جو ہٹ دھرمی نے ڈال رکھے ہیں ہٹ جائیں تو آپ کو ایک ایسا نور بصیرت عطا ہوگا جس کی بے پناہ روشنی میں آپ اولیاء کرام کی بے پناہ روحانی قوتوں کو مشاہدہ کر سکیں گے۔ نکتہ چینی چھوڑ کر تعریف و توصیف کا مشغلہ اختیار کرو اس لئے کہ نکتہ چینی کے لئے ہدایت کی راہیں مسدود کر دی جاتی ہیں نکتہ چینی کبھی سرفراز نہیں ہو سکتا۔

جیسے امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حال تھا کہ ابتداء میں اولیاء کرام کے مخالفین میں تھے ان کے خلاف بڑی تحریریں تصنیفیں لکھیں جو نبی سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ تلافی سے نوازے گئے تو پھر اولیائے کاملین میں شمار ہوئے۔

فتمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے مجھے

پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

شرح

اے محبوبِ ربانی غوثِ صمدانی آپ کا پیار کرنے والا خدائے محبوب آپ سے اتنا پیار کرتا ہے کہ عہد و اقرار لے کر آپ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ دراصل یہ شعر حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک قول کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ

يا عبد القادر بحقی علیک کل وبحقی علیک اشرب . الخ

کہ اے عبد القادر قسم ہے میرے اس حق کی جو تم پر ہے تم کھاؤ اور میرے اس حق کی جو تم پر ہے پیو۔

خوراکِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوراک نہایت سادہ ہوتی تھی جو کی روٹی سے عموماً افطار فرماتے تمام عمر ایک لقمہ حرام تو کیا مشتبہ نوالہ تک نہ کھایا۔

غوث الثقلین علیہ الرحمہ علومِ دینیہ کے حصول اور ان کی تکمیل کے بعد ریاضت و مجاہدہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ تاریخ و سیر کی کتابوں کے مطالعے کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مشیت ایزدی کے تحت ریاضات و مجاہدات میں جس قدر آپ نے محنت کی اور فقر و فاقہ و تحصیلِ علم میں جس قدر مشقت آپ نے برداشت فرمائی اس کی نظیر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ کاشانہ اقدس سے بوقتِ روانگیِ عظیم ماں کے عنایت فرمودہ وہ ۴۰ دینار تو چند ایام میں ہی چرخ ہو گئے۔ ایک طویل عرصہ تک یہ کیفیت رہی کہ قوتِ لایموت کے لئے دجلہ کے کنارے نکل جاتے اور گری پڑی سبزی ترکاری اٹھا کر شکم پُری کرتے۔ آپ کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ شہر سے نکل کر دیوانوں اور جنگلوں میں جا کر زندگی بسر کی اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔

امام شعرانی علیہ الرحمۃ اپنی تالیف لطیف ”طبقات الکبریٰ“ میں خود غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی اس زمانے کے مجاہدوں اور ریاضتوں کا حال لکھتے ہیں ”میں نے اپنی ابتدائی حالت میں بڑی کڑی مشقتیں جھیلیں اور کوئی خوفناک و خطرناک چیز نہ چھوڑی جس کا منہ چڑھا ہوں میرا لباس اون کا جبہ تھا اور سر پر مختصر سا خرقة، کانٹوں پر ننگے پاؤں چلتا، سوکھی ساگ اور ندی کے کنارے خس کے پتوں پر گزرا کرتا اور نفس کو برابر مجاہدے میں لگائے رکھا یہاں تک کہ اللہ عز و جل کی جانب سے حال نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا وغیرہ۔“

صاحبِ قلائد الجواہر نے شیخ عبد اللہ نجار کی زبانی بیان کیا ہے کہ سرکارِ غوثِ اعظم نے اپنی زندگی کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس قدر میں مشقتیں برداشت کرتا تھا اگر وہ کسی پہاڑ پر ڈال دی جائیں تو وہ بھی پارہ پارہ ہو جائے۔ شیخ ابوالسعود الحزمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے مجاہدہ اور ریاضت کا کوئی ایسا طریقہ نہیں چھوڑا جس کو اپنے نفس کے لئے نہ اپنایا ہو اور اس پر قائم نہ رہا ہوں چنانچہ آپ نے کئی دن بغیر کھائے پئے اور بغیر سوئے مجاہدہ و ریاضت میں گزارے۔ ۲۵ برس تک عراق کے بیابان جنگلات میں تنہا رہ کر عبادت کی۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ بغداد کے ایک ویرانے میں پرانا برج تھا آپ کی اس برج میں گیارہ برس تک شب و روز عبادت و روزہ کی وجہ سے اس کا نام برجِ عجمی پڑ گیا۔

نانبائی

ایک دن فاقوں سے میری حالت غیر ہو رہی تھی کہ میں نے غیب سے آواز سنی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ روٹی قرض لے کھاتا کہ علم حاصل کرنے میں نقص نہ آجائے اور تسلی سے علم حاصل کر سکے۔ آپ نے کہا کہ میں غریب ہوں مجھے کون قرض دے گا اگر قرض کسی نے دے بھی دیا تو ادا کہاں سے کروں گا جواب آیا تو اپنا کام کر ہم ادا کریں گے۔ اس پر

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نانباتی کے پاس پہنچے اس سے کہا اے بھائی اگر مناسب سمجھتے ہو تو مجھے اس شرط سے روٹی قرض دے دیا کرو کہ اگر کہیں سے کچھ مل گیا تو قرض ادا کر دوں گا اور مر گیا تو تم معاف کر دینا۔ نانباتی کوئی فقیر دوست تھا یہ سنتے ہی آنسو ڈبڈبائے بولا آپ ﷺ جو کچھ چاہو مجھ سے لے لیا کرو اور کچھ فکر نہ کرو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ڈیڑھ روٹی روزانہ لینے لگے۔ مدت گزر گئی ایک دن خیال آیا بڑے شرم کی بات ہے روٹی اس سے لے کر روز کھا لیتا ہوں دینا اسے کچھ نہیں۔ اس وقت غیب سے آواز آئی فلاں مقام پر جا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا ایک سونے کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا اسے اٹھایا اور لا کر نانباتی کو دے دیا۔ (سیرۃ غوثیہ صفحہ ۱۴)

غوث اعظم تعلیم کے دنوں میں سبق پڑھ کر شہر میں نہ رہتے جنگلوں اور ویرانوں میں نکل جاتے اور وہیں پڑے رہتے اور دریائے دجلہ کے کنارے اُگی ہوئی ہری بھری بوٹیوں کو کھاتے اور گھاس وغیرہ پر گزارا کرتے۔

اپنا مال

چالیس دینار جو آپ ساتھ لائے تھے وہ تو آتے ہی غریبوں اور فقیروں میں خیرات کر دیئے خود پتوں اور گھاس پر گزارا کرتے۔ ایک سال بعد والدہ صاحبہ نے کچھ اور روپیہ بھیجا وہ بھی درویشوں میں بانٹ دیئے خود پھر فاقہ پر فاقہ اٹھاتے پھر والدہ نے آٹھ دینار بھیجے ان کے پہنچنے کا یہ واقعہ ہے کہ آپ بھوک سے سخت کمزور سرچکرا رہا تھا ایک مسجد میں گئے دیکھا ایک شخص بیٹھا ہوا گوشت اور روٹی کھا رہا ہے خود فرماتے ہیں سخت بھوک سے میری یہ حالت تھی کہ وہ لقمہ اٹھا کر اپنے منہ کی طرف لے جاتا تو میرا منہ خود بخود ہی بے اختیار کھل جاتا۔ میں نے اپنے آپ کو شرم دلائی کہ اتنا بے صبر ہو گیا ہے اس شخص نے مجھے اس حالت میں دیکھ لیا اور کہا آؤ بھائی کھانا کھاؤ۔

جی چاہا کہ شریک ہو جاؤں لیکن میں نے اپنے نفس کو ملامت کی اور رک گیا مگر اس نے ضد کر کے مجھے ساتھ بٹھا ہی لیا اور کھانا کھلایا۔ گفتگو سے پتہ چلا کہ میں جیلان کا ہوں اور عبدالقادر نام ہے تو اُس پر رقت طاری ہوئی کہا آپ کی والدہ نے آٹھ دینار آپ کے لئے بھیجے تھے میں آپ کو تلاش کرتا رہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ملے میرا بھی خرچ ختم ہو گیا اب یہ گوشت روٹی تمہارے پیسوں سے خریدی کیونکہ مجھے بھی تین فاقے ہو گئے اب اس کھانے کے اصل میں تم ہی مالک ہو اور باقی دینار آپ کے سامنے رکھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بھی چند دینار اسے دیئے کہ تیرا خرچ ختم ہے۔ (قائد

الجواہر مصری صفحہ ۹)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بغداد میں ۲۰ دن گزر گئے کوئی چیز کھانے کو نہ ملی میں پرانے محلوں کے کھنڈروں میں پھر رہا تھا کہ کوئی گری پڑی چیز کھانے کو ملے وہاں ستر درویش بیٹھے دیکھے اور وہ بھوکے تھے میں پھر شہر بغداد

کی طرف آیا ایک مرد مجھے ملا میں نے اسے نہ پہچانا وہ میرے وطن جیلان سے تھا مجھے ایک تھیلی پیسوں کی دی کہ تیری ماں نے یہ بھیجے ہیں میں نے وہ تھیلی لے کر تھوڑا سا اپنے لئے رکھا اور باقی پیسے ان فقیروں کو بانٹ دیئے۔ انہوں نے کہا یہ کہاں سے؟ میں نے کہا یہ میری نے بھیجے ہیں جو میں نے اپنے لئے حصہ رکھا بازار سے ان کی روٹی لی اور دوسرے بھوکوں کو آواز دی ان سے مل کر کھانا کھایا۔ (قلند الجواہر صفحہ ۹)

الجوع الجوع

خود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین دن سے چالیس دن تک میں نے روزہ رکھا ان دنوں میں کھانے کی کوئی چیز نہ ملی اور میں نے خداوند تعالیٰ سے عہد کیا ہرگز طعام نہ کھاؤں گا جب تک مجھے نہ کھلایا جائے گا۔ چالیسویں دن ایک شخص آیا میرے آگے طعام رکھ کر چلا گیا نفس نے سخت بھوک کی وجہ سے چاہا کہ کھانے پر گرے میں نے کہا خدا قسم میں اللہ کے عہد کو نہ توڑوں گا میں نے اپنے اندر سے **الجوع الجوع** (بھوک بھوک) کی آواز سنی لیکن میں نے پرواہ نہ کی اتنے میں شیخ ابوسعید نے فرمایا ”**باب ازج تک میرے ساتھ آ**“ یہ کہہ کر چلے گئے میرے دل میں آیا یہاں سے نہ اٹھوں گا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچانک حضرت خضر علیہ السلام آئے مجھے کہ ابوسعید کے پاس جا میں اٹھ کر شیخ کے ہاں پہنچا حضرت شیخ دہلیز پر کھڑے انتظار کر رہے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا اے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجھے میرا کہنا کافی نہ ہوا اب خضر کے کہنے سے آئے پھر مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور کھانا کھلایا میں سیر ہو گیا اسی وقت بیعت کیا اور خرقة عطاء فرمایا۔

آواز آئی

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک دفعہ میں سو گیا غیب سے آواز آئی اے عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم نے تجھے سونے کے لئے پیدا کے لئے پیدا نہیں کیا۔

گائے بولی

فرمایا میں ابھی لڑکا تھا عرفہ کے دن جنگل کو گیا ایک گائے کو جنگل لئے جا رہا تھا اچانک گائے نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور کہا اے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ اس کام کا تجھے حکم کیا گیا۔ میں یہ سن کر ڈر گیا واپس آ کر گھر کی چھت پر چڑھ گیا تب حاجیوں کو میں نے عرفات میں کھڑے دیکھا اسی وقت اپنی والدہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے خدا کے کام میں لگاؤ اور اجازت دو کہ بغداد میں جا کر علم حاصل کرو اور نیکیوں کی زیارت کرو۔ (الانس جامی صفحہ ۳۵۱)

ریاضات شاقہ کا انعام

مذکورہ بالا ریاضات شافہ پر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو انعام ملا خود غوث پاک فرماتے ہیں کہ رب جلیل کی درگاہ سے ہر رات اور دن میں مجھ سے ستر بار

انا اختر تک و لتضع علی عینی

یعنی میں نے پسند کیا تجھ کو اور تو پرورش کیا جاتا ہے رو برو میرے۔

اور آپ فرماتے ہیں بخدا عزوجل کہ نہ کھایا اور نہ کہا اور نہ کیا میں نے کسی چیز کو جب تک کہ مجھے اس کا منجانب اللہ امر نہ ہوا ہو۔

غوث اعظم کا آہ و نالہ ببارگاہ حق تعالیٰ

ماہ ربیع الثانی ۵۲۱ھ کی ایک رات مبارک تھی جب کہ غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مقدس دل پر خدا تعالیٰ کے رحمت خاص کا نزول ہوا محبت و شیفگی کا ایک سمندر موجزن ہو گیا جوش و محویت کا ایک عجیب عالم طاری ہوا اور اس کیف و سرور کے عالم میں جب کہ آنکھوں کے آنسو اور دل کے نالے رحمت خداوندی سے والہانہ عشق کر رہے تھے۔ حضرت نے یہ وجد آفریں اشعار لکھے جو اردو ترجمے کے ساتھ پیش کئے جا رہے ہیں۔

اشعار

اے خوش آن روزے کہ در دل مہر یارے داشتتم

وہ خوش نصیب دن تھا جبکہ میں اپنے محبوب کی محبت رکھتا تھا

سینہ پر سوز و چشم اشکبارے داشتتم

میرے پاس پر سوز سینہ تھا اور چشم اشکبار تھی

یاد باد آن کہ فارغ بودم از باغ و بہار

میں اس ساعت کو یاد کرتا ہوں جبکہ میں باغ و بہار سے بے نیاز تھا

در کنار از اشک گلگوں لالہ زارے داشتتم

اپنے آنسوؤں کی برکت سے میں اپنی آغوش میں ایک لالہ زار رکھتا ہوں

باز روگردانی از من چونکہ آئم سوئے تو

آپ مجھ سے منہ پھیر لیتے ہیں جبکہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں

آخر اے پیمان شکن! باتو قرارے داشتتم
 اے پیاں شکن دوست آخر میرے اور آپ کے درمیان کوئی عہد و محبت تو تھا
 ناامید م کردی از خود اے خوش روزے کہ من
 آپ نے مجھ اپنی ذات گرامی سے مایوس کر دیا حالانکہ میں آپ کو
 آرزوئے بوس و امید کنارے داشتتم
 انتہائی شوق و آرزو کے ساتھ اپنے سامنے دیکھنے کا آرزو مند تھا
 شکر گر نالہ بردن شد از دلم یک بارگی!
 شکر ہے کہ میرے دل سے نالہ یک دم باہر آ گیا
 گر ہم از خوف و خطر خاطر غبارے داشتتم
 (یقین کیجئے) کہ خوف و ہراس کی وجہ سے میرے دل میں ایک تکرار اور بوجھ تھا

انعام ربانی

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں عجز و نیاز کیا تو بوعده حق
 من تواضع لله فقد رفع الله درجاته.

جو اللہ تعالیٰ کی رضا پر سر تسلیم خم کرتا ہے تو اللہ اس کے درجات بلند کرتا ہے۔

کے مطابق آپ کو مرتبہ نصیب ہوا کہ آج منتهی اولیاء آپ کی بارگاہ میں عرض کرتے نظر آتے ہیں۔

گویم ز کمال تو چہ غوثِ اقلینا محبوبِ خدا ابنِ حسن آلِ حسینا

سر در قدمت جملہ نہادند و گفتند تالہ لقد آثرک اللہ علینا

میں آپ کا کمال کیا عرض کروں اے غوثِ اقلین آپ محبوبِ خدا اور ابنِ حسن و آلِ حسین ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ کے قدم پر تمام اولیاء نے سر رکھ کر عرض کی بخدا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر برگزیدہ بنایا۔

حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں مناقب خواہاں ہیں

یا غوثِ معظم نورِ ہدی مختارِ نبی مختارِ خدا

سلطانِ دو عالم قطبِ علی حیرانِ ز جلالِ ارض و سما

گرد آمد مسیح بہ مردارِ رواں دادی تو یدین محمد ﷺ جان

ہمہ عالم محی الدین گویان

برحسن جمالت گشتہ فدا

(۱) اے غوثِ معظم نورِ ہدیٰ نبی مختارِ خدا

(۲) سلطانِ دو عالم قطبِ بلندِ قدر آپ کی جلالتِ قدر سے زمین و آسمان حیران ہیں۔

(۳) اگر مسیح علیہ السلام نے مردوں کو روح بخشی اور آپ نے دینِ محمدی ﷺ کو جان بخشی۔

(۴) جملہ جہان آپ کو محی الدین مانتا ہے اور آپ کے حسن و جمال پر فدا ہے۔

مصطفیٰ کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا

جس نے دیکھا مری جاں جلوۂ زیبا تیرا

حل لغات

تن بے سایہ، بغیر چھاؤں کا جسم یعنی وہ جسم جس کی پرچھائیں نہ ہو۔ سایہ، بمعنی خُوبو مجازاً عادات و اطوار اور نمونہ و اولاد۔ میری جان، اے میری روح اے میرے محبوب یہاں حرفِ ندا پوشیدہ ہے۔ جلوہ (عربی) لفظ ہے نمودار ہونا، ظاہر ہو کر دکھانا۔ زیبا بمعنی خوبصورت مناسب

شرح

اے پیارے مصطفیٰ ﷺ کے لاڈلے آپ کا جلوۂ زیبا جن لوگوں نے دیکھا انہوں نے جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ کے جسم بے سایہ کا سایہ دیکھا کیونکہ آپ کے اندر اپنے جدا مجید ﷺ کی خُوبو عادات و اطوار بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اس کی شاہدِ عدل ہے۔

غوثِ اعظم فنا فی الرسول

مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت غوثِ الاعظم کو ولایتِ محمدیہ سے فنائے اتم و فناء فی الرسول کا پورا پورا حصہ حصہ ملا تھا آپ کی کرامات میں یہ بھی ہے کہ جسم شریف میں بوئے مشک آتی تھی اور بدن شریف پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی لہذا آپ کبھی جوش میں فرماتے تھے۔

یا اللہ ہذا وجودِ جدی محمد ﷺ لا وجود عبد القادر۔

منظرِ شانِ خدائی ہوگئی

دور سب رنگِ جدائی ہوگئی

محذاتِ مصطفائی ہوگئی

مل گئے ذاتِ رسول اللہ میں

سیر العارفین میں مخدوم اشرف جہانیاں جہاں گشت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب سبحانی اکٹھا سو سو غلام خرید کرتے اور اسی وقت بیعت سے مشرف فرما کر آزاد کر دیتے اور برکت فیضانِ عالی کوئی زر خرید آپ کا ولایت سے خالی نہیں رہا باوجود ایسے کامل و اکمل ہونے کے حضرت غوثِ پاک نہایت متبع شریعت تھے اور بڑی ریاضت کرنے والے بڑی نماز پڑھنے والے بڑے روزے رکھنے والے تھے نہایت قلیل کھانے والے اور بالکل کم سونے والے تھے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ہمیشہ با وضو رہتے تھے۔ تمام عمر آپ نے پشت بقبلہ ہو کر اجلاس نہیں فرمایا خوشبو کو نہایت مرغوب رکھتے تھے جسم شریف اور لباس لطیف اور مدد رسہ اور خانقاہ شریف ہر وقت معطر رہتا تھا اور آپ اکثر اس طرح زبانِ مبارک سے فرمایا کرتے تھے۔

ہزار بار بشویم زبان بمشک و گلاب **ہنوز نام تو گفتن کمال ہے ادبی ست**

سو فرض کہ ہر روز دو ہزار رکعتیں نفل کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے بعد ہر فرض کے ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور بعد از تہجد ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے اور اشراق و چاشت و ادائین و تہجد و سنت قبل عشاء و سنت قبل عصر و نوافل داخل المسجد دو رکعت اور دو رکعت تحیۃ الوضو کوئی آپ سے فرد گزاشت نہیں ہوتی تھی۔ چالیس برس تک آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی اور چالیس برس تک شب کو آپ نے پیٹھ نہیں لگائی۔ ایک رسی سے بال باندھ کر شب بیداری کرتے تھے اور نماز میں قیام ایسا طولانی ہوتا تھا کہ پائے مبارک ورم کر جاتے تھے اور کثرتِ اشغال سے یہاں تک نوبت پہنچائی تھی کہ سات سات روز تک لب مبارک آب و غذا سے آشنا نہ ہوتے تھے غذائے روحی ذکر اللہ تھا صرف دو شنبے کو دو چار لقمے رزقِ حلال سے نوش فرماتے تھے شعر بو باس جس میں چھو نہ گئی اشراک کی۔ بیشک وہ ذاتِ خاص ہے اس غوثِ پاک کی آپ کا احاطہ وجہِ حلال سے تھی بعض مرید آپ کے اس میں کھیتی کرتے تھے وقتِ مغرب کے تین روٹی پکا کر آپ کی خدمت مبارک میں حاضر رہا کرتے تھے پہلے ایک روٹی اللہ کی راہ میں دیتے پھر ایک روٹی حاضرین کو تقسیم فرماتے اور ایک روٹی سے آپ روزہ افطار فرماتے تھے اور از قسم نفرہ و طلا کو کبھی اپنے دست مبارک سے نہیں چھوا لباس بہت قیمتی پہنتے تھے مگر اس میں کچھ کپڑا کم ہوتا تھا تو جوڑ کر مل کا لگاتے تھے اور نہایت قیمتی کپڑا ایک روز پہن کر کسی غریب کو اللہ دیتے تھے اور شب کو گھر میں کچھ نہیں رکھتے تھے سب خیرات کر دیتے تھے کل کے واسطے فکر نہ فرماتے تھے۔ غرض بالکل تارکِ دنیا و عارف باللہ تھے۔ مدامِ حق کے حضور ماسوائے اللہ سے دور اور دنیا سے نفور رہتے تھے اخیر عمر میں تو ترقی مدارج کی غایت کی یہ معراج ہوئی کہ فنا فی الرسول کا مرتبہ بدرجہ اتم آپ کی ذاتِ برکات میں ہویدا تھا حتیٰ پاخانہ زمین نکل جاتی مگس کی مجال نہ تھی کہ بدن مبارک پر بیٹھ سکے اور یہ بھی کہ پسینہ مبارک کی خوشبو مشک و عنبر کی خوشبو کو گرد کرتی۔ آپ کے صاحبزادے سید عبدالجبار نے امور متذکرہ کے معائنہ سے تعجب کیا کہ اسفارِ اسلامیہ میں ان امور کو خلاصۃ الرسول لکھا ہے اور حضرت والد صاحب

قدس سرہ گو بزرگ ترین مقاماتِ عالیہ طے کر چکے ہیں لیکن یہ تو سچ ہے کہ آپ رسول و نبی نہیں پھر خصوصیاتِ رسول کا غیر رسول میں پایا جانا حیرت انگیز ہے آخر رہ نہ سکے۔ موقعہ پا کر باادب التماس کی کہ

ان النبی المختار کان اذا قضی حاجۃ تبتلع الارض ما برز منه ویفوح عرقہ کال عطر ولا یقع علیہ

الذباب و ہذہ خاصۃ النبی و نری ہذہ الخاصۃ من حضر تکم۔

یعنی سرورِ عالم جب قضائے حاجت کرتے تو زمین فضلات کو نگل جاتی اور حضور کا پسینہ معطر تھا مکھی آپ کے بدن مبارک پر نہ بیٹھتی اور یہ خصوصیاتِ نبی ہیں

اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام امور جناب والد میں پائے جاتے ہیں۔ حضرت غوثِ صدیقی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اے میرے پیارے فرزند

ان عبد القادر فاینما و باقی فی ذات جدہ ﷺ تاللہ ہذہ وجود جدی لا وجود عبد القادر۔

یعنی عبد القادر کا وجود فنا ہو کر اپنے جد امجد ﷺ کی ذاتِ پاک کے وجود سے باقی ہے پھر اس کی تائید میں حلیہ فرمایا کہ خدا کی قسم یہ میرا وجود میرے جد اقدس کا وجود ہے نہ کہ عبد القادر کا وجود ہے۔

صاحبزادے نے انکشافِ نام کے لئے عرض کی کہ حضور! اگر معاملہ ایسا ہے اور ضرور ہے تو پھر یہ بھی ہوتا کہ نبی کی طرح آپ پر بدلی کا سایہ ہوا کرتا کیونکہ اس کا بھی کوئی مانع نہیں

فقال الغوث ترکته عمداً ولا یظنوا انی نبی۔

حضرت غوث الاعظم نے فرمایا ہاں بات تو ٹھیک ہے لیکن میں نے اس امر کو عمدتاً ترک کیا ہوا ہے کہ لوگ مجھے نبی ہی نہ کہنے لگ جائیں۔

نمونہ عشق رسول ﷺ

جس قدر عشق و محبت اطاعت سرورِ عالم تھا۔ وہ خود اس کا مقتضی تھا کہ آپ میں تمام وہ انوار جلوہ گر ہوں جو حضور میں تھے میاں لوہا بھی اگر آگ کی مجالست کرے تو آخر ہر رنگ نار ہو کر خصوصیاتِ نار پیدا کر لیتا ہے چہ جائے کہ نور علی نور۔ مزے کی یک رنگی تو یہی ہے علی المراتب۔ باہنہ خشیہ یہ تھی کہ جب حضرت غوثِ صدیقی مدینہ عالیہ میں بحسدِ عنصری ہوئے تو روزہ منورہ پر باادب یہ اشعار نیاز یہ کہے

ذنبی کـ موج البحر بل هی کلکم مثل الحبال الشم بل هی اکبر
ولکننا عند الکـ ریح اذا علخ من البعوض بل هی اصغر

یعنی میرے گناہ سمندر کی جھاگ سے بھی زائد اور بلند پہاڑ سے بھی بڑے ہیں لیکن اگر کریم و کریم معاف کر دے تو پیشہ کے
پر سے بھی خورد تر ہیں

اور پھر حجرہ شریفہ کے قریب ہو کر یوں مناجات کی

فـی حـالـة البـعد روحـی ارتـقـلـہـل الارض عـنـی وھـی نـائـبـتـہ
وھـذہ نـوبـة الاشـباح قـد حـضـفـلـمـلـمـر دیتـمـینـک کـرے تحظی بہما شفتے
فاظہرت یدیه فصافهما و قبلهما و وضعهما علی راسہ۔

یعنی ہمیشہ تو میری روح نیابتہ زمین بوسی کیا کرتی ہے اب کی دفعہ بمعہ جسد غصری حاضر خدمت ہوا ہوں۔ ازراہ کرم گستری
دست کرم پھیلائے کہ مرحمت خسروانہ و نوال شاہانہ حاصل کروں پس بحر اس مقولہ کے حضور سرور عالم ﷺ کے دونوں
دست کرم ظاہر ہوئے۔ حضرت غوثِ صمدانی نے دونوں ہاتھ پھیلا کر مصافحہ کیا اور چوما اور سر پر رکھا۔
علامہ عبد الجلیل نے اس واقعہ کا نہایت صحیح ترجمہ لفظی نظم میں زیب قلم کیا ہے اور وہ یہ ہے

روز کہ غوثِ اعظم مادرِ مدینہ شد
می گفت نزد مرقد سلطانِ انبیاء
یا سید البشر چو بدم من بملک خویش
روحی فرستمت کہ بود نابی زما
ادمی رسیدہ بوسہ دے زجا نیم
براض مرقدت کہ بود بہتر از سماء
ایں نوبت است آنکہ رسیدم بدیں جسد
بر حضرتِ شریف توای شاہِ اصفیاء
خواہم وہی دو دست مبارک کہ بوسم
گیرم نصیب خویش از الطاف و اعطاء
بر عرض اورسولِ خدا ﷺ ہر دو دست خویش
کردہ دراز سوئے شہنشاہِ اولیاء
بوسید و یافت گوہرِ نعمت ازاں و وکف

زان روز شد براہ ہدامرج ہداء
عبدالجلیل بندہ محتاج فیض اوست

امید دار لطف ز آغاز وانتہاء

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اطہر سے بوئے مشک آتی تھی اور بدن شریف پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی اور کبھی جوش میں آکر فرماتے

هذا وجود جدی محمد ﷺ لا وجود عبد القادر
بخدا میرے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود ہے۔

عشق رسول اللہ ﷺ کی ایک بین دلیل

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عشق رسول ﷺ کی بین دلیل آپ کا مبارک سلسلہ ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ حضرت غوث الاعظم سے سلسلہ فیض روحانی قادر یہ جاری ہوا۔ طریقت و تصوف میں سلسلہ عالیہ قادر یہ کی تعلیمات، مقدمہ قرآن و شریعت کے عین مطابق ہیں۔ کوئی بھی سیدنا مولانا شیخ عبدالقادر جیلانی کو خلوص محبت سے چاہتا ہے تو اسے فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانی نسبت حاصل ہو جاتی ہے۔ حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارکہ سچائی اور صداقت کی ایک بہترین مثال ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلہ قادر یہ کے اہم ترین اصولوں میں امر و نواہی کی پابندی بے حد ضروری ہے۔ پیران پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علوم ظاہری اور راہ طریقت و سلوک میں بڑی مشقت برداشت فرمائی، مصیبتیں جھیلیں اور ہر اس کٹھن اور دشوار ترین منزل سے گزر گئے جسے عام آدمی اپنے تصور تک میں نہیں لاسکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی اس عبادت و ریاضت مجاہد اور صدق عظیم کو قبول فرما کر شریعت و طریقت کے اس بلند و بالا منصب و مرتبہ پر فائز فرمادیا جو صرف اور صرف آل رسول ہی کے شایان شان تھا لیکن افسوس ہے ان وابستگان غوثیت مآب سے جو اپنے آقا کے طریقہ کے خلاف شریعت مطہرہ کی پابندی نہیں کرتے اللہ ہم سب کو شرع پاک کا پابند بنائے۔ آمین

شریعت کی پاسداری

آپ کی عاداتِ کریمہ میں تھا کہ اگر کوئی شریعت کی پاسداری نہ کرتا تو اس پر غضب ناک ہو جاتے چنانچہ ایک واقعہ ملا حظہ ہو۔ ابو بکر جمالی کو ایک بار حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تیری زیادتیوں کی مجھے شکایت کی گئی ہے مگر وہ ان باتوں سے نہ رکا تو آپ نے اس کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے ابو بکر بغداد سے نکل جا۔ فوراً اس کا حال سلب

ہو گیا اور وہ بغداد سے نکل بھاگا پھر جب واپس بغداد شریف میں داخل ہوتا تو منہ کے بل گر جاتا اگر اسے کوئی اٹھا کر لانا چاہتا تو دونوں گر جاتے آخر اس کی والدہ روتی آئی اور اس کی محبت اور اپنے عجز کو بیان کیا تو آپ نے یہ اجازت دی کہ وہ زمین کے نیچے نیچے آ کر تیرے گھر کے کونوں میں تجھ سے بات کر سکتا ہے چنانچہ وہ اسی طرح ہر ہفتہ میں ایک بار کرتا رہا۔ ایک دن شیخ مظفر کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مظفر کوئی آرزو کر عرض کی ابو بکر کا حال واپس مل جائے تو فرمان ہوا یہ تیرے لئے میرے ولی عبدالقادر کے پاس ہے اسے میرا پیغام دینا کہ میں اس سے راضی ہو گیا ہوں تو بھی راضی ہو جا۔ وہ بیدار ہوا تو حاضر خدمت ہوئے تو حضور نے خود ہی فرمایا وہ پیغام پہنچاؤ جب وہ عرض کر چکے تو آپ نے ابو بکر حمادی کو توبہ کرائی اور سینے لگا کر وہ تمام حال اسے پھر عطا فرما دیا۔

ابن زہراء کو مبارک عروسِ قدرت
قادری پائیں تصدق میرے دولہا تیرا

حل لغات

زہرہ بمعنی خوبصورت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب مبارک اس لئے کہ وہ بڑی خوبصورت تھیں۔ ابن زہرا سے مراد حضرت فاطمہ الزہراء کے فرزند ارجمند حضرت شیخ سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی غوثِ صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں۔ عروس بمعنی دولہا دولہن یعنی قدرت طاقت کی دلہن کی مبارکباد دی گئی۔ اس لئے کہ دلہن ہمیشہ ماتحت اور فرمانبردار رہتی ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ آپ کو دنیا اور آخرت میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی گئی اور آپ شبانہ روز تصرف فرماتے ہیں۔ قادری یعنی سیدنا شیخ عبدالقادر محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت رکھنے والا ان کے سلسلہ بیعت میں داخل شخص اور ان کے طریقہ پر چلنے والے لوگ۔ تیرا بمعنی آپ کا صدقہ۔ میرے دولہا یعنی میرے قابل احترام میرے سردار۔

شرح

اے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند آپ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قدرت و طاقت کی دلہن مبارک ہوا اے میرے سردار قابل احترام آپ ہی کا صدقہ قادری لوگ پاتے ہیں یعنی جو آپ کے در ہو جاتے ہیں وہ بھی قدرت و اختیار کا صدقہ پا جاتے ہیں۔

قادری مریدوں کے تصرفات کا نمونہ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کا ہر شعر ہزاروں مضامین کا حسین و جمیل مرقع ہے اور ہر شعر کی شرح کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہیے لیکن کیا کروں تنگ دامن ہوں اسی لئے اختصار کرتا ہوا محض نمونوں پر اکتفاء کئے جا رہا ہوں شعر مذکور میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ اے میرے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے تصرفات کی تو حد ہی نہیں آپ کے ایک دانی قادی کو بھی اتنا بلند پایہ مرتبہ نصیب ہے کہ ایک تصرف سے جہاں آباد ہو سکتا ہے چنانچہ فقیر اویسی غفرلہ بڑے فخر و ناز سے کہہ سکتا ہے کہ صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس میرے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قادی غلام تھا جس کے تصرف ظاہری سے عیسائیت آج تک لرزہ بر اندام ہے۔

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور صلاح الدین ایوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ احمد الرفاعی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند مریدین کو ساتھ لے کر دسانی علاقہ میں تبلیغ کے لئے گئے۔ آپ کی دعوت دین پران کا ایک الاٹ پادری سامنے آیا وہ کچھ عرصہ بغداد اور مصر میں بھی رہ چکا تھا اس نے مسلمان علماء سے بعض حدیثیں بھی سنی ہوئی تھیں آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آپ کے نبی ﷺ کی حدیث ہے جس میں فرمایا ہے کہ میری امت کے علمائے ربانی بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے مثل ہوں گے۔

تو آپ نے فرمایا کہ تم کو اس میں کیا شک ہے اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے اور خدا نے ان کو یہ معجزہ دیا تھا کہ وہ ٹھوکر سے مردے کو جلا دیتے تھے۔ اب حدیث کی رو سے آپ اپنے حضور پاک ﷺ کی امت کے علماء میں سے ہیں لہذا بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے مثل کر کے دکھائیں۔ آپ نے فرمایا بلاشبہ ہمارے نبی کے علمائے ربانی یعنی اولیاء اللہ کی یہی شان ہے چنانچہ وہ پاس ہی کے ایک قبرستان میں لے گیا اور اس نے ایک بہت پرانی سی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس مردہ کو زندہ دیکھنا چاہتا ہوں آپ اس کی قبر کے قریب آگئے اور آپ نے اس کی قبر کو ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا حکم الہی سے کھڑا ہوا اور اس شخص کو بتا جو یہ چاہتا ہے۔ فوراً وہ قبر شق ہوئی اور مردہ باہر کھڑا ہو گیا آپ نے با آواز بلند السلام علیکم کہا اور کہنے لگا کہ قیامت آگئی۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ تو صرف اس پادری کے استفسار کی بناء پر ایسا کیا گیا اس کو بتا تو کس دور کا آدمی ہے تو وہ کہنے لگا کہ میں حضرت دانیال علیہ السلام کے وقت کا ہوا اور انہی کا پیر و تھا پھر آپ نے فرمایا کہ تم واپس قبر میں چلے جاؤ تم کو قیامت تک وہیں رہنا ہے وہ قبر میں واپس چلا گیا حکم الہی قبر بند ہوگئی۔ آپ کی کرامت دیکھ کر وہ پادری اور اس کی ساری گردن و حلقہ بگوش اسلام ہوگئی جس نے بعد کے دور میں بڑے بڑے فاتحانہ اسلامی کارنامے انجام دیئے۔ بیت المقدس کا فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی اسی کردن و کافر دقتا اس کا باپ اسی دور میں

مسلمان ہو کر آپ سے بیعت ہوا تھا جو بعد میں شام کے زنگی سلاطین کا بہت بڑا فوجی افسر ہوا۔ اسی نے ایک بار بغداد حاضر ہو کر اپنے دس سالہ بیٹے صلاح الدین ایوبی کو آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ یا حضرت اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیں اور دعا فرمادیں کہ یہ اسلام کا عظیم مجاہد اور فاتح بنے چنانچہ آپ نے اس بچہ (صلاح الدین ایوبی) کے سر پر دست مبارک رکھا اور دعا فرمائی اور کہا کہ انشاء اللہ یہ تاریخ عالم کی ایک نامور شخصیت ہوگا اور خدا تعالیٰ اس کے ہاتھ سے بہت بڑی اسلامی فتح کرائے گا چنانچہ تاریخ عالم نے دیکھا کہ صلاح الدین ایوبی جو سلطان نور الدین زنگی کے بعد سلطان بنایا گیا کس عظیم پیمانہ کا فاتح تھا بیت المقدس اسی کے ہاتھ سے فتح ہوا اور یورپ کے بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کا لشکر اس کی مجاہدانہ شان کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے جنگ صلیب میں سارے یورپ کو ہرا دیا اور یہ سب فیض غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ کرامت اور دعاؤں کا تھا کہ تاریخ عالم کا اس فتح مبین کے بعد سارا نقشہ بدل گیا اور ملت اسلامیہ کو بڑی سر بلندی حاصل ہوئی۔

(نوائے وقت روزنامہ لاہور)

عرض اویسی غفرلہ

فقیر اویسی غفرلہ نے مثال کے طور پر ایک دنیوی لیکن دین کے عاشق سلطان کی کہانی عرض کر دی ورنہ آپ کے مرید یعنی روحانی قادریوں کے تصرفات کا عرض کروں تو دفتر بھر جائیں گے۔

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے

کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

حل لغات

ابوالقاسم بمعنی قاسم کے باپ، سرکارِ مدینہ ﷺ کی کنیت آپ کے تین صاحبزادے، طیب طاہر، قاسم اور ابراہیم اور چار صاحبزادیاں زینب، کلثوم، رقیہ اور فاطمہ الزہراء تھیں۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے، والد، مختار بمعنی اختیار دیا ہو خدا کی خدائی میں خود مختار۔ بابا، باپ دادا کو کہا جاتا ہے۔

شرح

اے ولایت و قطبیت کے تقسیم کرنے والے آپ تو سیدنا و سید الکونین ابوالقاسم محمد بن عبد اللہ ﷺ کے فرزند ہیں پھر آپ کی صفت قاسم کیوں نہ ہو اور آپ کے جدا مجد حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار و قدرت بخشا ہے اور آپ جب کہ ان

کے فرزند ارجمند ہیں تو آپ اسم بامسمیٰ قادر کیوں نہ ہوں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ ولایت کی تقسیم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہے اب اس کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

ولایت کی دور غوث اعظم کے ہاتھ میں

حضور علامہ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جوشاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد اور مظہر جانجاناں نقشبندی خلیفہ شاہ غلام علی مجددی نقشبندی کے خلیفہ اپنی کتاب **السیف المسلول** صفحہ ۵۲۷، ۵۲۸ میں لکھتے ہیں۔

بعض اکابر اولیاء اللہ بکشف صحیح کہ یکے از اسباب علم است امام از معنی دیگر حاضر گشتہ و آن آن است کہ فیوض و برکات کارخانہ ولایت کہ از جناب الہی بر اولیاء اللہ نازل می شد و از ان شخص قسمت شد بوبہر یک از اولیاء عصر موافق مرتبہ و بحسب استعداد بادمیر سد خدا و ہیچ کس را از اولیاء اللہ بے توسط اوفیض نمی رسد کسے از مردان خدا بے وسیلہ رد درجہ ولایت نمی یا بد اقطاب جزئی و اوتاد و ابدال و نجباء جمیع اقسام اولیاء خدا بے محتاج می باشد صاحب و این منصب عالی را امام گویند و قطب الارشاد بالاصالہ نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظہور علیہ السلام بروح پاک آنحضرت می رسید و بعدہ بوجود عنصری تاوقت رحلت او از اصحاب و تابعین ہمہ را این دولت تبویب و رسید و بعد رحلت او این منصب بحسن مجتبیٰ و بعد از دے شہید کربلا پستہر بامام زین العابدین پسر محمد باقر بعد از ان جعفر صادق پسر بامام موسیٰ کاظم پسر بعلی رضا پسر محمد تقی بعد از ان محمد نقی بسر بحسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہم آن منصب معلی مفوض گشتہ و بعد وفات عسکری تاوقت ظہور سید الشرفاء غوث الثقلین محبوب سبحانی پیدا شد ندایں منصب مبارک بے متعلق شدہ یا ظہور محمد مہدی این منصب بروح مبارک غوث الثقلین متعلق باشد۔

بعض اکابر اولیاء امت کو کشف صریح کے ذریعہ امام کا ایک اور معنی منکشف ہوا ہے کشف بھی علم کے اسباب سے ایک ہے وہ معنی یہ ہے کہ اولیاء اللہ پر حق تعالیٰ کی جناب سے جو فیوض و برکات نازل ہوتی ہیں سب سے پہلے ایک شخص پر نازل ہوتی ہیں اس خوش نصیب کی وساطت سے دوسرے اولیاء عصر اپنی اپنی استعداد و مرتبہ کے مطابق فیض حاصل کرتے ہیں۔ اس کی وساطت و وسیلہ کے بغیر کوئی شخص بھی درجہ ولایت نہیں پاسکتا۔ اقطاب، ابدال، نجباء، نقباء اور اولیاء خدا کی جمیع اقسام اس

کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس عالی منصب انسان کو امام کہتے ہیں اور قطب الارشاد بالاصالت بھی انہیں کہا جاتا ہے۔

آدم علیہ السلام کے ظہور سے یہ عالی مرتبہ علی مرتضیٰ کی روح کے لئے مقرر ہو چکا تھا آپ کی نشأت عنصری سے پہلے اُمّ سابقہ کو آپ کی روح مبارک کے توسط سے ہی درجہ ولایت ملتا تھا اور وجود عنصری کے بعد اور تا وقت وفات صحابہ و تابعین سب کو یہ دولت انہیں کے توسط سے ملی۔ آپ کی رحلت کے بعد یہ عالی منصب حسن مجتبیٰ کے سپرد ہوا پھر حسین شہید کربلا کے ہاں آپ کے بعد امام زین العابدین پھر امام باقر پھر جعفر صادق پھر موسیٰ کاظم پھر علی رضا پھر محمد تقی پھر علی نقی پھر حسن عسکری اس منصب جلیل پر فائز ہوئے۔ عسکری کی وفات کے بعد سید الشرفاء غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر الجیلی کے ظہور تک یہ منصب حسن عسکری کی روح سے متعلق رہا۔ جب حضرت غوث الثقلین پیدا ہوئے تو منصب مبارک ان سے متعلق ہو گیا اور امام مہدی کے ظہور تک آپ کی روح سے متعلق رہے گا۔

آپ فرماتے ہیں

قدمی هذه علی رقبۃ کل ولی اللہ

اور ترنم سے یہ بیت پڑھا

ابدا علی رفق البلا وتغرب

افلت شمس الاولین وشمسنا

جب امام مہدی ظہور فرمائیں گے یہ منصب ان کے سپرد ہو جائیگا اور آپ کے زمانہ تک ان سے متعلق رہے گا۔

(السیف المسلول اردو، مطبوعہ ملتان، صفحہ ۵۲۷، ۵۲۸)

معروضِ اویسی

جیسے قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جنہیں وہابی دیوبندی تہنیتی وقت اور نقشبندی حضرات محقق برحق مانتے ہیں) نے لکھا بعینہ اس طرح حضور مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ النورانی تسلیم کرتے ہیں وہ بھی (بلا کم وکاست) یونہی لکھتے ہیں اور یہی حقیقت ہے جب ہمارے اکابر و مشائخ ہمیں یہی سبق دیتے ہیں تو پھر ہمیں ضد کیوں اور قدم سے مراد بھی ظاہری قدم نہ سہی افضلیت سہی اور وہ بھی ان کے لئے جن کے لئے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضیلت کا حق رکھتے ہیں اس سے انکار کر کے بتائے کون سی دین اور تصوف کی خدمت ہوگی یا محرومی کا طوق گلے میں ڈالنے کا شوق ہے ہاں کوئی بد قسمتی اور محرومی کا طوق اپنے گلے کا ہار بنانا چاہتا ہے تو ہمارا کیا زور ہے ان سے پہلے وہابیوں دیوبندیوں نے یہ ہار گلے میں ڈالا تو ان

کا حشر ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

انکار وہابی و توضیح اویسی

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاتمہ کتاب میں لفظ امام کی تحقیق کرتے ہوئے ایک معنی وہی لکھا جو ہمارا مدعا ہے اسے اہل سنت تمام نے بسر و چشم مان لیا لیکن وہابیوں غیر مقلدوں نے اس کا انکار کیا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس میں ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تذکرہ کیا ہے۔ امام کے چند معانی ہیں (۱) روافض کا مخترع معنی جس کا کوئی ثبوت نہیں اس کا باطل ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ (۲) خلیفہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس معنی کے اعتبار سے امام کا اطلاق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد مہدی کے سوا دوسروں پر کرنا دروغ اور افتراء ہے۔ (۳) پیشوائے ملت اس معنی کے اعتبار سے اکثر اکابرین امت پر لفظ امام کا اطلاق ہو سکتا ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ امام شافعی اسی طرح ائمہ اہل بیت پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے کیونکہ اکابرین امت ظاہر و باطن میں ان کی طرف مراجعت کرتے رہے بالخصوص امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد جو تھا معنی وہی لکھا جو ہم نے اپنے دعویٰ میں پیش کیا ہے لیکن اس کا صرف وہابیوں نے کیا۔

وہابی غیر مقلد نے کیا

لفظ امام جو اہل سنت کا مدعا ہے اس پر وہابی کتاب کے حاشیہ پر ۷۰ کا نشان لگا کر لکھتا ہے کہ امام عربی زبان کا لفظ ہے عرب عرباء نے اس لفظ کو جن معنی میں استعمال کیا ہے انہی میں سے کوئی ایک معنی موقع محل کے اعتبار سے ہو سکتا ہے یا پھر رسول اللہ ﷺ نے قدیم معنی سے کسی لفظ کو بدل کر نیا معنی دیا ہو کشف کے ذریعہ جس صاحب نے امام کا ایک معنی نیا ڈھونڈا ہے تو قاضی صاحب کی اپنی ذہنی پیداوار ہے اصل حقیقت سے اس کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں خود امام کا ایک معنی ایجاد کر لینا اور اسے اپنے محاورات میں استعمال کرنا ٹھیک ہو سکتا ہے مگر اسے شریعت کی ایک اساس اور بنیاد بنا ڈالنا اور یہ کہنا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ایک امام ہے جس کے توسط سے کل اولیاء اللہ مقام ولایت حاصل کرتے ہیں بے دلیل اور غیروزی بات ہے۔ مقام ولایت حق تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے سے حاصل ہوتا ہے جسے اصطلاح شرع میں اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول کا نام دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الایہ۔ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۱)

اللہ کی محبت حاصل کرنا جو کہ مقام ولایت ہی ہے اتباع رسول سے معلق ہے نہ کہ کسی اور امام کی نظر عنایت پر موقوف۔ قاضی صاحب کا یہ فرمانا کہ کشف بھی علم کے اسباب میں سے ایک ہے تب صحیح ہے کہ کشف بھی ہو چونکہ امام کا یہ

مخترع معنی کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جمیع اقسام اولیاء مقام ولایت حاصل کرنے کے لئے روح علی کے محتاج ہیں صریح نصوص قرآن و احادیث کے خلاف ہے لہذا یہ کسی صاحب کا کشف کشفِ رحمانی نہیں کوئی اور کشف ہے۔
امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

هو لا يخرق ستر ولا يجاوز حدا ولا يخطئ ابدا. (مدارج السالكين جلد ۱ صفحہ ۴۸)

یعنی الہام صحیح وہ ہے خارق ستر نہ ہو، حد سے تجاوز نہ کرے اور کبھی خطا نہ کرے۔

لا يجاوز حدا کی وضاحت کرتے ہیں

لا يقع على خلاف الحدود الشرعية فهو شيطاني لا رحمانى. (ایضاً)

یعنی وہ الہام و کشف حد و شرعیہ کے خلاف نہ واقع ہوا تو وہ کشف شیطانی ہوگا رحمانی نہیں۔

حقائق بھی مبینہ کشف کی تکذیب کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ لکھتا ہے

وكل من الصحابة الذين سكنوا لامصار اخرعة الناس الايمان والذين واكثر المسلمين بالمشرق والمغرب لم ياخذوا عن علي رضي الله تعالى عنه شيئا واهل المدينة لم سكو نوا يحتاجون اليه الا كما يحتاجون الى نظراه (الى ان قال) والعباد والزهاد من اهل هذا البلاد اخذوا الذين عمن شاهد ده من الصحابة فكيف يجوز ان يقال ان طريق اهل الزهد والتصرف متصل به دون غيره

انتہی! (منہاج السنہ جلد ۴، صفحہ ۱۵۷)

یعنی بعض جمیع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو کہ مختلف اطراف میں متوطن ہوئے لوگوں نے ایمان و دین حاصل کیا مشرق و مغرب کے مسلمانوں کی اکثریت نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ بھی نہیں لیا۔ اہل مدینہ بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محتاج نہ تھے مگر اتنا جتنا ان کے ہم مرتبہ دوسرے صحابہ کرام کے ان علاقوں کے عباد اور زہاد نے اخذ دین ان صحابہ کرام سے کیا جو انہیں ملے تو یہ کہنا کہاں جائز ہے کہ اہل زہد و تصوف کا طریق علی سے ہی متصل ہے کسی اور سے نہیں۔

امام صاحب نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا

ان الله قد جعل محمد اهاديا فقال وانك لتهدى الى صراط مستقيم صراط الله فكيف يجعل

الهادى من لم يوصف بذلك.

یعنی اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی راہنمائی کے لئے محمد ﷺ کو ہی متعین فرمایا ہے۔

قرآن میں ہے

وانك لتهدى الى صراط مستقيم. (پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۵۲)

تو اس کو ہادی (مقامِ ولایت) کیوں کہا جا رہا ہے جس کی یہ صفت اللہ تعالیٰ نے نہیں بتائی۔ نیز فرمایا

كل من اهتدى من امة محمد فيه اهتدى. وهذا كذب بين فانه قد آمن بالنبي ﷺ خلق كثير

واهدوا به دخلوا الجنة ولم يسمعو من على كلمة واحدة. (منہاج السنۃ جلد ۴ صفحہ ۳۹)

یہ کہنا کہ امت محمد ﷺ سے جس نے بھی ہدایت پائی (مقامِ ولایت) وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی پائی یہ جھوٹ ہے کیونکہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک خلق کثیر نے ہدایت حاصل کی اور جنت میں داخل ہو گئے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک کلمہ بھی نہ سنا۔

دلیل؟ اس کے برعکس قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوا

ترجمہ

جب ہم نے موسیٰ کی طرف امر کیا آپ موجود و حاضر نہ تھے (الی ان قال) اہل مدین میں بھی آپ مقیم نہ تھے مگر ہم نے رسول بھیجے طور کی جانب میں آپ نہیں تھے ہم نے ندا کی لیکن آپ کے رب کی رحمت ہے تاکہ آپ ایک قوم کو ڈرائیں جن کے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا۔ (القصاص ۴۴، ۴۵)

اس طرح ایک دوسرے مقام پر ہے

یہ غیب کی خبریں ہیں ہم نے آپ کو وحی کی جب وہ قلمیں ڈال رہے تھے کہ کون مریم کی کفالت کرے آپ وہاں نہیں تھے۔ (آل عمران ۴۴) چہ جائیکہ یہ کہا جائے کہ روح علی پہلے سے موجود تھی اور انہی کے توسط سے امم سابقہ کو مقامِ ولایت مل رہا ہے۔ پھر سابق انبیاء اور رسل علیہم السلام تو روح علی کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے تشریف لائے کہ تمہیں ادھر سے مقامِ ولایت ملے گا حالانکہ یہ بات صریح البطلان ہے۔

انتباہ از اویسی

دیکھنا ظہرین کہ وہابی کیسے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور وہی کہہ رہا ہے جو اولیاء کے ازلی دشمن ابن تیمیہ وابن قیم نے کہا اور دلائل وہی دیئے جو عالم ارواح کے انکار کے ہیں اور وہ لوگ تو نہ صرف روحانیت کے منکر ہیں بلکہ عالم ارواح اور دیگر فیوضات و برکات کے بھی قائل نہیں۔ اس کوئی وہابیوں کے اصول اپناتا ہے تو ہم اسے کیا کہہ سکتے ہیں۔

اس قول اور شعر کی نسبت شیخ عبدالقادر کی طرف ثابت نہیں ویسے بھی یہ مقولہ بالکل غلط ہے کیا شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قدم صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کی گردنوں پر بھی ہے وہ بھی تو اولیاء تھے اور کیا ان کا سورج ڈوب گیا ہے؟

تبصرہ اویسی

حضور سرورِ عالم ﷺ نے سچ فرمایا کہ

وہم سفہا الاحلام

وہ پرلے درجے کے غبی ہوں گے

اسی لئے میں کہا کرتا ہوں

الوہابیۃ قوم لایعقلون۔

بھلا یہ بھی کوئی اعتراض ہیں مثلاً ان کے اسی آخری اعتراض کو دیکھ لیجئے کہ صحابہ پر بھی ثابت کر رہے ہیں حالانکہ عرفِ عام میں صحابہ ولی کے اطلاق میں داخل ہی نہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ ”ان یتامی فی العلم“ کوتا حال معلوم نہیں ہو سکا کہ عرفِ عام کو شرح پاک میں بہت بڑی فوقیت حاصل ہے مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ گوشت کھاؤں گا مچھلی کھائی تو خائن نہ ہوگا اس لئے کہ عرفِ عام میں لحم (گوشت) کا اطلاق مچھلی پر نہیں ہوتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں اسے ”لحمًا طریا“ کہا گیا ہے ایسے ان کے دیگر اعتراضات کا حال ہے۔

نبوی مینہ ، علوی فصل ، بتولی گلشن

حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

حل لغات

نبوی یعنی نبی کریم ﷺ سے فرزند نسبت رکھنے والا۔ مینہ بمعنی بارش۔ علوی یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزند نسبت رکھنے والا۔ فصل عربی لفظ ہے موسم، موسم بہار۔ بتولی بمعنی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرزند نسبت رکھنے والا اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب بتول ہے جس کے معنی ہیں تمام لوگوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف لوٹ جانا۔ گلشن (فارسی) باغ چمنستان۔ حسنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزند نسبت رکھنے والا۔ حسینی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزند نسبت رکھنے والا۔ مہکنا بمعنی خوشبودینا، بسنا۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ کے لاڈ لے آپ ﷺ کی سخاوت و رحم و کرم کی بارش ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موسم بہار ہیں اور حضرت فاطمہ بنتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چمنستان ہیں اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پھول ہیں اور آپ اس پھول کی پھیلی ہوئی خوشبو ہیں لہذا آپ بیک وقت سراپا جو دو سخاوت کی بارش پیہم ہیں جو اپنے نانا جان ﷺ سے آپ کو وراثت میں ملی ہے اور کرم و بخشش کے موسم بہار ہیں جو آپ نے دادا جان امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملی ہے اور آپ چمنستان عنایت و سعادت ہیں جو اپنی دادی جان حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آتی ہے اور آپ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چمنستان فیضان عرفان کے پھول ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان و عرفان کی بوباس آپ کو وراثت میں آتی ہے۔

وارث پنجن پاک

اس شعر میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پنجتن پاک کی وراثت کا ذکر ہے اسی لئے آپ مادرزاد ولی تھے چنانچہ سیرۃ غوث اعظم میں ہے کہ دورانِ حمل در شکم مادر بہت سے اولیاء اللہ نے آپ کے والد ماجد ابوصالح کو خبر دی تھی کہ ابوصالح تمہارے گھر ایک لڑکا پیدا ہو گا وہ سب اولیاء اللہ کا سردار ہو گا۔ سلسلہ پدیری حضرت غوث پاک کا منتہی ہوتا ہے حضرت حسن مجتبیٰ تک اور سلسلہ مادری پہنچتا ہے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کربلا تک۔ اسی لئے آپ کو حسنی و حسینی کہتے ہیں۔ حضرت غوث کی والدہ ماجدہ ام الخیر فاطمہ بنت سید عبد اللہ الصومعی ہیں جو کہ پیشوائے عارفات و سیدات الزہدات تھیں آپ کی ساٹھ برس کی عمر ہوئی تب حضرت غوث پاک پیدا ہوئے۔ وقت یاس اور ناامیدی میں محبوب سبحانی کا آپ سے پیدا ہونا بھی از جملہ کرامات ہے۔ حضرت غوث پاک شکم مادر میں ذکر اللہ کیا کرتے تھے اور جب آپ کی ماں کو چھینک آتی اور **الحمد للہ** کہتیں تو آپ ان کو پیٹ میں سے جواب دیتے تھے **”یرحمک اللہ“** پورے نو مہینے میں آپ پیدا ہوئے۔

سب نے آپ کی پہلی کرامت یہ دیکھی کہ ذکر اللہ کے ساتھ زبان آپ کی جاری تھی اور دونوں ہونٹ ہلتے اور اللہ اللہ فرما رہے تھے اسی واسطے تاریخی آپ کا نام عاشق ہے خدا کی محبت کے ساتھ آپ کا دل جوش مارتا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاء ثلاثہ پر فضیلت نہیں رکھتے لیکن ان کے بعد باقی تمام صحابہ سے علی الاطلاق افضل ہیں خواہ وہ کسی بھی درجہ کا ہو تو بعد ازاں تابعین و تبع تابعین اور آپ کی اولاد دیگر سے اہل بیت علی الاطلاق افضل ہیں ایسے ہی جب ان کے نائب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گدی نشین ہوئے تو ان کے لئے وہی حیثیت ہوگی۔ (نافہم)

اور آپ کو حسن یوسفی علیہ السلام و اخلاق محمدی و صدق صدیق و عدل فاروقی و حیا عثمانی و شجاعت حدیری سب کچھ درگاہ الہی سے عطاء کیا ہوا تھا اور روئے مبارک آپ کا ایسا تاباں و درخشاں دیح تھا کہ جو کوئی آپ کی طرف نظر کرتا تھا اس کو تاب نظر نہیں ہوتی تھی۔ آپ یکم رمضان شریف روز دوشنبہ وقت صبح صادق پیدا ہوئے۔ تشریف لاتے ہی روزہ رکھ لیا اور دن بھر دودھ نوش نہیں فرمایا جب مغرب کی اذان مسجدوں میں ہونے لگی اور سب آدمی اپنے اپنے روزے افطار کرنے لگے اس وقت آپ نے بھی روزہ افطار کیا اور دودھ پینے لگے آپ کی والدہ فرماتی ہیں تمام ماہ رمضان میں میرے بیٹے عبدالقادر نے روزہ رکھا ہے دن بھر دودھ نہیں پیتے تھے شام کے وقت سب روزہ داروں کے ساتھ افطار کرتے تھے۔

جب آپ پانچ برس کے ہوئے ایک عالم صاحب کے پاس لے جا کر بسم اللہ کرائی آپ کتاب لے کر عالم صاحب کے سامنے بیٹھے انہوں نے فرمایا میاں صاحبزادے بسم پڑھو **”بسم اللہ الرحمن الرحیم“** آپ نے بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھی پھر الم سے لے کر اٹھارہ پارہ تک پڑھ کر سنا دیئے۔

عالم صاحب نے کہا اور پڑھئے فرمایا بس مجھ کو اسی قدر یاد ہے۔ عالم صاحب نے کہا اس قدر کیوں ہے فرمایا میری والدہ صاحبہ کو اسی قدر یاد تھا جب میں ان کے پیٹ میں تھا وہ پڑھا کرتی تھیں میں نے وہ یاد کر لئے۔ سبحان اللہ کیا کھلی ہوئی کرامت ہے کہ پیدا ہوئے تو اٹھارہ پارے کے حافظ ہو کر آئے اسے مادر زاد ولی کہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں لڑکپن میں لڑکوں کے ہمراہ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو ایک آواز غیب سے آتی کہ اے عبدالقادر کیا ارادہ کرتا ہے ہم نے تجھ کو کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا اور جب سونے کا وقت ہوتا تو آواز آتی اے عبدالقادر ہم نے تجھ کو سونے کے واسطے نہیں پیدا کیا ہم نے تجھ کو اپنے واسطے پیدا کیا ہے ہم سے غافل نہ ہو ہماری طرف آتیرا یا روفا دار میں ہوں۔

سوئے من آ کہ ترایا روفا دار منم

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیدا ہونے کے بعد جمع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دولت ولایت انہی کے توسط سے ملی بلکہ غلط اور بلا دلیل دعویٰ ہے جب کہ اوپر امام ابن تیمیہ کے کلام سے معلوم ہوا کہ صحابہ میں سے کسی نے اس کا اظہار نہیں کیا نہ ہی خود حضرت علی نے کبھی اس کا دعویٰ کیا۔ شیعہ اور افاضی صوفیاء کی کوششوں سے عقیدہ سنی صوفیوں میں آیا اصل حقیقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایمان و ہدایت کے جملہ مراتب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری میں حاصل کئے جیسا کہ خود مؤلف بار بار یہ دلائل اس کو ثابت کرتے رہے ہیں۔ ارشاد حق تعالیٰ ہے

الذین امنوا وھاجروا و جھدوا فی سبیل باموالھم و انفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ھم الیفثلزھم ربھم
برحمۃ منہ رضوان و جنت الایۃ (التوبہ ۲۰، ۲۱) اس آیت میں اعلیٰ ترین مقام ولایت یعنی اللہ کے ہاں عظیم درجہ پر فائز المرام ہونا، اس کی رحمت و رضا حاصل کرنا اور بہشت کا مالک بن جانا ایمان، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کا براہ راست نتیجہ قرار دیا ہے نہ کہ بتوسط علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہرچہداری بمن آری خریدار منم

جب آپ مکتب میں جاتے آواز آتی ”افسحو الولی اللہ“ یعنی جگہ دو واسطے ولی اللہ کے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھ کو فرشتے اُٹھا کر حضرت بی بی عائشہ کے پاس لے گئے آپ نے مجھ کو دودھ پلایا پھر حضرت رسول پاک ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ عبدالقادر تیرا بیٹا ہے۔

فائدہ

ایک روز خاص گیلان وطن شریف میں آواز آئی اے عبدالقادر ہم نے تجھ کو درجہ عاشقیت و معشوقیت دونوں عطا فرمائے۔ جب غوث پاک کی عمر دس برس کی ہوئی تمام علوم ظاہری سے فارغ ہوئے عالم فاضل قاری و اعظم ہوئے اور کرامات کی آپ کی روز بروز ترقی ہونے لگی۔

بچپن میں کرامات

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات بچپن سے ہی ظہور پذیر ہونے لگیں اور زمانہ طفولیت میں ہی بڑے ظالم جابر ڈاکوؤں کو راہ راست پر لگادیا جیسا کہ آپ کی بچپن کی کرامت ذیل مشہور ہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ محترمہ سے بسلسلہ تعلیم ترک وطن کی اجازت طلب کی۔ جب اجازت مل گئی تو قافلہ کے ہمراہ بغداد کو روانہ ہوئے۔ جب راستے میں ڈاکوؤں نے قافلہ لوٹ لیا اور ہر ایک کی جامعہ تلاشی لی گئی اور حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری پر پوچھا گیا تمہارے پاس نقدی ہے آپ نے جواب دیا جی ہاں میری قمیص میں اندر کی جانب چالیس دینار سلے ہوئے ہیں۔ ڈاکوؤں کو بڑا تعجب ہوا جامعہ تلاشی پر واقعی چالیس دینار برآمد ہوئے۔ آپ کی اس راست گوئی سے ڈاکوؤں پر گہرا اثر ہوا اور کہا کہ یہ دینار ایسی جگہ تھے اگر تم نہ بتاتے تو ہمیں ہرگز نہ ملتے تم نے یہ کیوں بتایا؟ حضرت نے جواب دیا میری والدہ نے کہا تھا کہ ہمیشہ سچ بولنا جب ڈاکوؤں کے سردار نے یہ الفاظ سنے تو فوراً توبہ تائب ہوئے پھر حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے ہدایتِ خلقِ خدا ہوئی۔

نبوی ظل ، علوی برج تبولی منزل

حسنی چاند ، حسینی ہے اجالا تیرا

حل لغات

ظل، سایہ۔ بُرج محل، قلعہ، وہ جگہ جہاں مسافر آرام وغیرہ کے لئے اترتے ہیں۔ مکان، اجالا، روشنی، نور۔

شرح

اے غیاث الکوین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا سایہ نبوی سایہ ہے اور آپ کا قلعہ علوی ہے اور آپ کی منزل تبولی اور فاطمی منزل ہے اور آپ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاند ہیں اور اس مبارک چاند میں نور اور روشنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور اسی طرح آپ کا نور ہدایت حسینی نور ہدایت ہے۔

فائدہ

اس شعر میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ نسب کی برکتیں اور خوبیاں جس طرح اچھوتے انداز میں بیان کی گئی وہ بے نظیر و بے مثال ہیں۔

خاندان عالی شان

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت خاندانی تھی آپ کا خاندان نہ صرف والدین یا دادا نانا ولایت کا حامل تھا بلکہ حسین کریمین طہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک تمام کے تمام اولیائے کاملین میں سے تھے۔ نمونہ کے طور پر چند بزرگوں کی کرامات سپرد قلم کرتا ہوں مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”اماطۃ الاذی“ میں ملاحظہ ہوں۔

غوث اعظم کے نانا نے کرامت دیکھی

بکیرہ اخضر کے دامن میں آبا دایک خانقاہ میں ایک نحیف و نزار بڑھیا ایک سرپوش بچہ کو گود میں لئے زار و قطار رو رہی ہے اس کی ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں اور پلکوں کی کیاری سے آنسو ٹپک رہے ہیں ایک معصوم و خوب رو بچہ حیرت کی تصویر بنے اس عورت کے قریب آیا اور بڑی متانت سے اس کے رونے کا سبب دریافت کرنے لگا۔ دکھی عورت کی کرہناک سسکاری الفاظ کی صورت میں ڈھلی۔ بیٹے میں ایک بیوہ عورت ہوں میرے مرحوم شوہر کی واحد نشانی اور میری زیست کا کل سرمایہ یہی ایک بچہ تھا جس کے بیمار ہونے پر میں اسے اس خانقاہ میں لا رہی تھی کہ یہ راستے میں انتقال کر گیا میں نے اپنی پوری قوت مجتمع کر ڈالی اور بڑی امیدوں سے یہاں تک آئی لیکن اس خانقاہ کا مرد کامل مجھے تقدیر کے بھنور میں پھنسا چھوڑ کر اور صبر کی تلقین کر کے چلا گیا ہے۔ عورت کے ملتجیا نہ لہجہ کے فسوں سے پیارے بچہ کا دل پگھل گیا بالکل سادہ اور پیارے لہجے میں کہنے لگا اماں تجھے غلطی فہمی ہوئی ہے تیرا بچہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے لو دیکھو وہ حرکت کر رہا ہے۔

دکھیری ماں نے بیتابی سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو بچہ سچ مچ ہمک رہا تھا عورت کے بے قرار دل سے طمانیت کی

۔ آخر ان بزرگوں کا نام قرآن پاک اور سنت رسول میں کہاں آیا ہے جس سے یہ یقین ہوا اگر کوئی دوسرے بزرگوں کو اس مقصد کے لئے متعین کر کے پیش کر دے آپ اس کا کیا کریں گے۔

تیز آواز بلند ہوئی جسے سن کر خانقاہ کا معمر درویش اپنے حجرے سے باہر نکل آیا۔ مردِ حق نے ایک نظر زندہ متحرک بچے پر ڈالی اور پھر لاٹھی اٹھا کے اس بچے کی طرف لپکا کہ جس کے معصوم بچپن نے تقدیر خداوندی کے سربستہ راز کو سرعام کھول دیا تھا۔

بچہ بزرگ وقہر آلودہ دیکھ کر گلیوں میں دوڑنے لگا بزرگ پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور بچہ آگے آگے ناکارہ بچہ قبرستان کی طرف مڑا اور بلند آواز سے کہنے لگا قبرستان کے دینو! میری مدد کرو۔ تیزی سے لپکتے ہوئے بزرگ اچانک ٹھٹک کر رک گئے کیونکہ قبرستان کے تین صد مردے اپنی قبروں سے اٹھ کر اس بچے کی ڈھال بن چکے تھے اور بچہ چہرے پر ملکوتی وجاہت لئے دور کھڑا مسکرا رہا تھا۔ درویش حق آگاہ نے بڑی حسرت سے بچہ کی طرف دیکھا اور فرمایا بیٹے ہم تیرے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے اس لئے تیری مرضی کے سامنے اپنا سر جھکاتے ہیں۔

نبوی خور علوی کوہ بتولی معدن
حسنی لعل حسینی ہے تجلا تیرا

حل لغات

خور، خورشید کا مخفف، آفتاب۔ معدن، ہونے چاندی کی کان۔ لعل، ایک قیمتی سرخ پتھر۔ تجلا، چمک جلوہ۔

شرح

اے غوثِ اعظم! آپ تو نبی کریم ﷺ کے آفتاب ہدایت ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عزمِ راسخ کے بلند پہاڑ ہیں اور حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کان اور خزانہ ہیں اور حسنی ہیرے جواہر ہیں اور آپ کا جلوہ مبارک حسینی جلوہ ہے یعنی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نچتن پاک کے کمالات کا نمونہ ہیں۔ نبوی کمالات آپ میں ایسے روشن و تاباں ہیں جیسے آفتاب و ماہتاب چنانچہ خود فرمایا

انا نائب رسول اللہ ﷺ و وارثہ فی الارض۔ (ہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲)

یعنی میں رسول اللہ ﷺ کا نائب ہوں اور زمین میں آپ کا وارث ہوں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے سال دنیا بھر میں سب لڑکے ہی پیدا ہوئے اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شہر جیلان میں آپ کی کرامت یہ ہوئی کہ اس سال جتنی عورتیں حاملہ تھیں سب سے فرزند پیدا ہوئے۔

فائدہ

یہ شعر ارضیات پر مبنی ہے۔ (معارفِ رضا ۱۳۱۳ھ، صفحہ ۱۵۰)

حضور سرور عالم ﷺ کی ولادت باسعادت سے سارا جہاں منور ہوا جب حضرت غوث پاک پیدا ہوئے تو آپ کے چہرے کی چمک سے سارا گھر چمکنے لگا اور اس وقت کے سب اولیاء اللہ مبارک باد دینے لگے اور کثرت سے آپ کی کرامات کا ظہور ہوا۔ یہ حبیب خدا ﷺ کی نیابت کی نشانی ہے کہ وہاں معجزات کثیرہ کا صدور ہوا اور یہاں کرامات کثیرہ کا ظہور ہوا۔ چنانچہ مناقب غوثیہ میں حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ وقت ولادت شریف قدرت غیب سے عجیب و غریب کرامات اس پاک ذات سے وقوع میں آئیں کہ زبان قاصر ہے مقصود صرف یہی تھا کہ تربیت خلق اللہ ہو اور دستگیری بندگان مد نظر تھی ورنہ اولیائے کرام کے نزدیک خوارق عادت کی کچھ اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔ حضرت ابوسعید بن ابی بکر الحریکی کا بیان ہے کہ آپ کی کرامت گویا ایک گراں ہار ہے جس میں جواہرات بیکراں یکے بعد دیگرے پروئے ہوئے ہیں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

اے یوسف مصر دو برمائتی

اے رونق بزم اصطفائی

در حسن توازن ہمہ جدائی

اے شمع حریم مصطفائی

بحر و بر شہر و قرئی سہل و حزن دشت و چمن

کون سے چمک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

حل لغات

بحر و بر، سمندر اور خشکی۔ شہر و قرئی، شہر اور گاؤں۔ بستی سہل و حزن، حزنہ کی جمع نرم زمین اور سخت پہاڑ۔ دشت و چمن، جنگل اور باغ کس قسم کے چمک (منسکرت) حصہ زمین کا پہنچتا نہیں دعویٰ یعنی والی وارث نہیں ہوتا، تصرف کا حق نہیں ہوتا۔

شرح

سمندر ہو کہ خشکی شہر ہو کہ بستی نرم نرم زمین ہو کہ محنت دشوار گزار پہاڑیاں جنگل ہو کہ چمن زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر آپ کا حق تصرف نہ ہو اور آپ اس کے والی و وارث نہ ہوں بلکہ پوری روئے زمین آپ کے تحت قدرت اللہ نے فرمادی ہے آپ تصرف کرتے ہیں۔

قرآن مجید

ان الارض يرثها عبادي الصالحون. (پارہ ۱، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۵)

اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

احادیث مبارکہ

حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ

فاعلموا انما الارض لله ورسوله. (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدہ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ساری زمین کا حقیقی مالک اللہ ہے اور اس کی عطاء سے ساری زمین کا مالک اس کا رسول بھی ہے (ﷺ) اور یہ بات ظاہر ہے کہ مالک کو اپنی چیز میں تصرف و اختیار حاصل ہوتا ہے پس ہمارے حضور ﷺ روئے زمین کے مالک و مختار ہیں اور زمین پر حضور ﷺ کی حکومت بھی ہے۔

واقعہ ہجرت رسول

حضور ﷺ نے مکہ معظمہ سے جب ہجرت فرمائی اور غار سے باہر تشریف لا کر بجانب مدینہ روانہ ہوئے تو سراقہ نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کے قریب پہنچ کر حضور ﷺ سے کہنے لگا کہ

من يمنعک منی الیوم

تجھے آج مجھ سے کون بچائیگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا

يمنعنی الجبار الواحد القہار

مجھے میرا جبار و قہار خدا بچائے گا

اتنے میں جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

جعلت الارض مطیعة لک فامرہا ماشئت.

ہم نے زمین کو آپ کا مطیع کر دیا آپ اسے جو چاہیں حکم دیں۔

حضور ﷺ کا حکم سننا تھا کہ اسی وقت

اخذت ارجل جوادہ الی الرکب.

زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں پکڑ لئے اور گھٹنوں تک دھنس گیا۔

سراقہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تو اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی مگر گھوڑا ہل نہ سکا آخر مجبور ہو کر سراقہ پکاڑ اٹھا

یا محمد الامان

اے محمد مجھے امان دیجئے

اور پھر منت کرنے لگا اور وعدہ کیا کہ میں واپس چلا جاؤں گا اور کسی کو آپ کا پتہ نہ بتاؤں گا تو حضور ﷺ نے زمین کو

حکم فرمایا

یا ارض اطلقی فاطلقت جوادہ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

اے زمین! چھوڑ دے اسے

تو زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ

عالم کائنات میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام روشن ہے چنانچہ تحفہ قادریہ میں حضور محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کا مقولہ نقل کرتے ہیں کہ

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروائل مر اصحاب رامی فرمود کہ

اولیاء عراق مراتسلیم کردہ اند بعد از دتے فرمود کہ ایں ازمان جمیع زمین شرق وغرب

وبرو بحر سهل وجبل مراتسلیم کردہ اند وھیچ ولی از اولیاء نماند در انومت مگر آنکہ بر شیخ

آمد د تسلیم کرد اور ابہ قطبیت۔

فائدہ

مذکورہ آیت واحادیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ اللہ کی عطاء سے ساری زمین کے مالک و حاکم ہیں اور

آپ کا حکم زمین پر بھی چلتا ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت نے بھی لکھا ہے

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ”یا محمد الامان“ کا وظیفہ دشمن کو بھی پڑھنا پڑا۔ اس قسم کی روایات بکثرت ہیں نیز شعر میں

تصرف کے علاوہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ظاہری فیض کی طرف اشارہ ہے جو آپ کی ذات سے اہل زمین کو

نصیب ہوا۔

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض جملہ عالم پر

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ زمان وسطیٰ میں مرکزی حکومت کی کمزوری کا آخری زمانہ مذہبی انتشار کا زمانہ بھی تھا

لیکن سیاسی استحکام اور علوم اسلامی کی اشاعت کے ساتھ حالات سدھر گئے۔ اس اصلاح حالت میں ایک نئے صوفیانہ سلسلے سے بھی مدد ملی جس نے شمالی ہندوستان بالخصوص پنجاب اور سندھ میں بڑا اقتدار حاصل کیا اور جس کا اثر آج کسی دوسرے خانوادے کے اثر سے کم نہیں۔ یہ سلسلہ پیران پیر غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے شروع ہوا اور اس سے قبل جملہ سلاسل یا ختم ہو چکے یا معمولی طور پر چل رہے تھے لیکن وہ نہ ہونے کے برابر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے ہر سلسلہ نئی زندگی پا کر نئے نام پائے مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور یہ سلاسل حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے جاری ہوئے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں

قادریہ

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اتنا ہمہ گیر ہے کہ جہاں بھی اسلام کا نام ہو گا وہاں سلسلہ قادریہ کا بفضلہ تعالیٰ فیض عام ہو گا اور خوش بخت ہے وہ انسان جو سلسلہ قادریہ سے نسبت رکھتا ہے۔ جامعہ نظامیہ بغداد کے وائس چانسلر اور شیخ سعدی کے استاذ اور محدثین کے سر تاج حضرت محدث ابن الجوزی قدس سرہ نے فرمایا

لامرید شیخ اسعد من مرید الغوث.

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سے بڑھ کر سعادت مند اور کوئی نہ ہوگا۔

اس طرح کے اقوال متعدد و مشائخ کبار جیسے مسافر بن عدی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں الحمد للہ یہ ناکارہ اویسی غفرلہ بھی سلسلہ قادریہ میں داخل ہے۔ سیدنا مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ نے سلسلہ قادریہ رضویہ میں داخل فرما کر اس سلسلہ عالیہ میں دوسرے مسلمانوں کو شامل کرنے کی اجازت بخشی اگرچہ فقیر کو سلسلہ اویسیہ سیدنا محکم الدین سیرانی حنفی اویسی قدس سرہ کے سجادہ نشین حضرت الحاج خواجہ محی الدین اویسی حنفی قدس سرہ کے توسط سے پہلے شرف حاصل تھا لیکن قسمت کی یادری سے بندہ کو سلسلہ قادریہ میں بھی داخل مل گیا۔ (الحمد للہ علی ذلک)

سلسلہ قادریہ کی فضیلت

شیخ ابومسعود عبداللہ شیخ محمد الاوالی، شیخ عمر الہز ارضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں

ضمن الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمیرید یہ الی یوم القیامۃ ان لا یموت احد

منہم الا علی توبۃ. (ہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹، قلائد الجواہر صفحہ ۶۱، اخبار الاخیر صفحہ ۶۵)

ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک کے اپنے مریدوں کے اس بات پر ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی توبہ کئے بغیر نہیں مرے گا۔

اسی لئے ہم بڑے فخر و ناز سے کہتے ہیں

قادریم نعرۃ یا غوثِ اعظم می زعم

دم شیخ احمد رضا خان قطب عالم مے زعم

اور خود حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

لو انکشفتم عورة لمريدي بالمغرب وانا بالمشرق لسترتها.

(اخبار الاخیار صفحہ ۲۵، ہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۶۹، تحفہ قادریہ صفحہ ۳۸، تفریح الخاطر صفحہ ۵۳)

اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں مشرق میں ہوں تو میں اس کی ستر پوشی کروں گا۔

امیر دنگیر غوثِ اعظم قطب ربانی حبیب سید عالم زہے محبوب سبحانی

بدہ دست یقیں اے دل بدست شاہ جیلانی کہ دست او بود اندر حقیقت دست یزدانی

شیخ ابوالفتح السردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ علی بن الہیثمی علیہ الرحمۃ کو فرماتے ہوئے سنا

لا مريدین بشيخهم اسبعد من مريدی الشيخ عبدالقادر رحمة الله تعالى عليه.

کسی مرید کا شیخ اور مرشد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ الباری کے مریدین کے شیخ سے زیادہ فضل نہیں ہو سکتا۔

مظہر جانِ جانان علیہ الرحمۃ

نقشبندی سلسلہ کے بہت بڑے شیخ مرزا مظہر جانِ جانان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ کے خرقہ اجازت کا تبرک حاصل کے بعد میرے باطن میں نسبت شریفہ قادریہ کی برکات کا احساس ہونے لگا اور سینہ اس نسبت کے انوار سے پُر ہو گیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ قادری نسبت میں انوار کی چمک بہت ہے۔ (مقالاتِ مظہری صفحہ ۳۸)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ

شیخ الحدیث، امام المحققین والمدققین عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں مشائخ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر ایک شخص جس نے آپ سے بیعت تو نہیں کی مگر آپ کا ارادت مند تھا اور اپنی نسبت آپ سے کرتا ہے تو کیا وہ آپ کے مریدین میں شمار ہوگا اور ان کی فضیلتوں میں شمار ہوگا کہ نہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا

هرکه انتساب کرد بمن و خود را باز بست بنام من قبول کند اور احق سبحانه و تعالیٰ و رحمت

کند بروئے و توبہ بخشد اور اگرچہ بفضل خود وعدہ کردہ است مرا کہ اصحاب مراد اہل مذہب و تابعان طریق مراد ہر کہ محب من بود در بہشت در آرد۔ (اخبار الاخیار)

یعنی جس شخص نے اپنے آپ کو میری طرف منسوب کیا اور میرے ارادتمندوں کے حلقہ میں شامل ہو گیا حق تعالیٰ جل جلالہ اس کو قبول فرماتا ہے اور اس پر رحمت نازل فرماتا ہے اگرچہ اس شخص کا یہ طریقہ مکروہ ہے ایسا شخص میرے اصحاب اور میرے مریدین میں سے ہے اور میرے پروردگار عزوجل نے اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے تمام اصحاب اہل مذہب میرے طریقہ پر چلنے والوں اور میرے محبوبوں کو بہشت میں جگہ دے گا۔

اسی لئے ہمیں امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے روزانہ سلسلہ قادریہ پڑھنے کی تلقین فرماتے ہوئے شعر ذیل کا ورد بتایا کہ

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

بصورت دیگر

اس شعر میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد گرامی کی طرف اشارہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء عراق مراتسلیم کردہ اند بعد از مدتے فرمود کہ ایں زمان جمیع زمین مشرق و مغرب و بحر و جبل مراتسلیم کردہ اند و ہیچ ولی از اولیاء نماند و در انوقت مگر آنکہ بر شیخ آمد و تسلیم کرد اور بہ قطبیت۔

(اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۲۵، فلاندا الجو ہر صفحہ ۱۵، ہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۱، تحفہ قادریہ ۳۸)

مجھے اولیاء عراق نے مان لیا بعد از مدت فرمایا کہ اب مشرق و مغرب اور بحر و زمین اور جبل کے تمام لوگوں نے مانا بلکہ کوئی ایسا ولی نہیں جس نے مجھے قطب تسلیم نہ کیا ہو۔

فائدہ

تجربہ شاہد ہے کہ جس اسلامی ملک میں جاو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موجود پاؤ گے بلکہ قدرت نے ایسا نظام بنایا ہے کہ جوں جوں انکار بڑھتا چلا رہا ہے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شہرت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ فقیر اویسی غفرلہ نے بلوچستان اور سندھ کے ایسے دیہاتوں میں جا کر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیار و عقیدت دیکھی جہاں ان میں دینی اسلامی شعور سے لاشعوری کا احساس ہوتا ہے۔

نائیجیریا کا قادری

فقیر مدینہ طیبہ میں اصحاب صفہ کے مقام پر محو صلوٰۃ و سلام تھا کہ نائیجیریا کا ایک نوجوان عربی میں بولا ”انسٹ پاکستانی“ میں نے کہا ”نعم“ پھر اس نے کہا ”من مرشد کب“ تیرا مرشد کون ہے؟ میں نے کہا ”السید عبدالقادر الجیلانی“ یہ نام سنتے ہی لپٹ گیا اور ہاتھ چومنے لگا اور کہا ”ہو مرشدی و مرشدنا بل مرشد الثقلین“ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ تو ہمارا بھی مرشد ہے بلکہ ثقلین کا پیر و مرشد ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضا عنها و من جمیع المسلمین)

حسن نیت ہو خطاء پھر کبھی کرتا ہی نہیں

آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

حل لغات

حسن نیت بمعنی اچھی نیت۔ خطاء بمعنی لغزش۔ یگانہ بمعنی یکتا، بے مثل دوگانہ دو رکعت والی نماز۔

شرح

اے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھی نیت سے اگر کوئی آپ کا دوگانہ یعنی نمازِ غوثیہ یعنی صلوٰۃ الاسرار ادا کرے یہ آزمودہ ہے جس مقصد کے لئے ادا کیا جائے اس کی تکمیل کے لئے بے نظیر و بے مثال ہے کبھی نامرادی کا سامنا ہوتا ہی نہیں۔ یہ نماز امام ابوالحسن نور الدین علی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہم نے حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نمازِ غوثیہ کی ترکیب بہار شریعت جلد ۴ صفحہ ۳۱ و اخبار الاخیار میں یوں ہے بعد نمازِ مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نمازِ نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد شریف کے بعد ہر رکعت میں قل ھو اللہ شریف (ابار) پڑھے اور سلام کے بعد اللہ کی ثناء کرے پھر ابار درود شریف پڑھے اس کے بعد ابار یہ کہے۔

یا رسول اللہ یا نبی اللہ اغثنی و امددنی فی قضاء حاجاتی یا قاضی الحاجات۔

پھر عراق کی جانب اقدم چلے اور ہر قدم پر یہ کہے

یا غوث الثقلین و یا کریم الطرفین اغثنی و امددنی فی قضاء حاجاتی یا قاضی الحاجات

پھر حضور کے توسل سے اللہ عز و جل سے دعا کرے۔

تجربہ اسلاف صالحین

صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ قضائے حاجت کے لئے تریاق اور اسیر و بے نظیر ہے ہمارے مشائخ کرام اور اسلافِ عظام اپنے اپنے دور میں آزماتے چلے آئے ہیں۔ فقیر اویسی غفرلہ نے ان کے فیض و کرم سے آزمایا اور خوب آزمایا بہت

سے دکھ درد کے ماروں کو اس کا عمل کرایا سو فیصد تیز بہدف پایا۔ حضرت سلطان العارفين حضرت سلطان باہو قدس سرہ کے ارشاد مطابق فقیران دکھ کے ماروں کے ساتھ خود بھی جب صلوٰۃ الاسرار پر عمل کیا تو وظیفہ قادر یہ بھی ساتھ شامل رکھا۔

وظیفہ قادریہ

تین بار درود شریف اور تین بار کلمہ طیبہ قلب پر ضرب لگا کر درمیان میں ایک سو بار

”یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ حاضر شو“

ارشاد سلطان باہو قدس سرہ

سلطان العارفين حضرت سلطان باہو قدس سرہ نے فرمایا وظیفہ مذکورہ کے ورد پر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوگی ورنہ کام ضرور ہو جائیگا۔ فقیر اویسی غفرلہ اسے عمل میں لاتا ہے زیارت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو زہے نصیب لیکن بفضلہ تعالیٰ اکثر و بیشتر کام ضرور ہو گیا۔

ازالہ وہم

بعض لوگ اس نماز غوثیہ کو شرک سمجھتے ہیں ان کے اوہام کا قلع قمع مطلوب ہو تو امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ”انہار الانوار“ یا فقیر کے رسالہ ”صلوٰۃ غوثیہ کا ثبوت“ کا مطالعہ کیجئے۔

گیارہویں شریف

ایسے ہی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف قضائے حاجات کے لئے مجرب ہے عدم جواز والوں کے پاس سوائے بدعت کی رٹ لگانے کے کچھ نہیں ورنہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اس کے جواز و برکات کے قائل بھی تھے اور عامل بھی تھے چند حوالے حاضر ہیں۔

برکات الرسول فی الہند

حضرت علامہ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں ہم نے اپنے سردار امام و عارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم عرس (گیارہویں شریف) کی محافظت و پابندی فرماتے ہوئے دیکھا علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں مشہور و متعارف ہے۔ (ما ثبت بالنسب صفحہ ۲۴۲)

ایضاً

یہی شیخ محقق فرماتے ہیں کہ شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ گروہ اولیاء میں مرتبہ بلند و پایہ ارجمند رکھتے

تھے۔ ربیع الآخر کی دس تاریخ (گیارہویں شب) کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کرتے تھے۔

(اخبار الاخیار صفحہ ۲۴۲)

ابن ملا جیون

ملا محمد اپنی کتاب ”حیز الصراط“ کے صفحہ ۸۳ پر فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین نے آپ کا عرس مبارک (گیارہویں شریف) ہر مہینہ میں مقرر فرما دیا ہے۔

تیرے جد کی ہے بارہویں غوثِ اعظم
ملی تجھ کو ہے گیارہویں غوثِ اعظم

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (جنہیں علماء اہلحدیث و دیوبند اپنے اکابر میں شمار کرتے اور اپنی سند حدیث ان تک ملاتے ہیں) انہوں نے اپنی کتاب ”کلمات طیبات“ فارسی صفحہ ۸۷ میں نقل کیا کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں۔ پھر یہ سب حضرات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کے لئے چل دیئے۔ جب علی المرتضیٰ تشریف لائے تو ان کے ہمراہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے چنانچہ یہ سب حضرات ایک نورانی حجرہ میں تشریف لے گئے پوچھنے پر ان میں سے ایک بزرگ نے بتایا کہ آج حضرت غوث الثقلین کا عرس (گیارہویں شریف) ہے اس میں شرکت فرما رہے ہیں۔ ایک نامور علمی و روحانی شخصیت کے حوالہ سے ایسی عظیم روحانی سند اور ایسے عظیم بزرگوں کی سرپرستی بیان فرما کر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرس غوث الثقلین و گیارہویں شریف کے جواز و ثبوت پر کیسی مہر تحقیق و تصدیق ثبت فرمائی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بدیں الفاظ گیارہویں شریف کا تاریخی ثبوت و مقبولیت بیان کی ہے کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وقت و اکابرین شہر جمع ہوتے۔ نماز عصر سے مغرب تک قرآن مجید کی تلاوت کرتے، قصائد و منقبت پڑھتے، ذکر جہر کرتے پھر طعام شیرینی وغیرہ جو نیاز تیار کی ہوتی وہ تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوتے۔ (ملفوظات عزیز فارسی صفحہ ۶۲)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی پیشوائے علماء دیوبند نے فرمایا حضرت غوثِ پاک کی گیارہویں، دسواں، بیسواں، چہلم،

ششماہی، برسی (عرس) وغیرہ اور ایصالِ ثواب کے دوسرے طریقے اسی قاعدہ پر مبنی ہیں کہ یہ سب چیزیں اصولی طور پر منع نہیں اور ان میں کوئی حرج و مضائقہ نہیں جہاں تک عوام کے غلو کا تعلق ہے اس کی اصلاح کرنی چاہیے اصل عمل کو منع کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر عوام کسی بات میں غلو (غلطی) کریں تو اس کے معنی یہ نہیں کہ اہل فہم کا عمل غلط ہو گیا۔

عرس

مصلحت سے ایک خاص تاریخ مقرر کی جاتی ہے اب یہ تاریخ وفات کا دن کیوں ہے اس میں کچھ راز پوشیدہ ہیں۔ جن کے اظہار کے لئے ضرورت اور ایصالِ ثواب بذریعہ تلاوتِ قرآن اور تقسیمِ طعام بھی جائز اور مصلحت سے خاص تاریخ مقرر کرنا بھی جائز ہے۔ ہر سال اپنے پیر و مرشد کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں پھر کھانا کھلا دیا جاتا ہے اور اگر وقت میں گنجائش ہو تو مولود شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔ (فیصلہ مفت مسئلہ ملخصاً)

مزید تحقیق کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ”التحقیق الافخم فی عرس غوث اعظم“

گیارہویں شریف دراصل حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کرنے کا نام ہے اور ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآن و حدیث سے اظہر من الشمس ہے ایصالِ ثواب کے دلائل دینے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ایصالِ ثواب کے مخالفین بھی معترف ہیں ہاں انہیں ضد ہے تو لفظ گیارہویں سے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اہل اسلام کے مقتدا ہیں اسی لئے بطور ادب اولیائے کرام سے آپ کے ایصالِ ثواب اور گیارہویں ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین کا عرس مبارک گیارہویں شریف ہر مہینے میں مقرر فرما دیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے امام شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ کو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یومِ عرس (گیارہویں شریف) کی پابندی فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور و متعارف ہے۔ (ما ثبت بالنسب صفحہ

(۱۲۷)

عرض احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر

آنکھیں اے ابد کرم تکتی ہیں رستہ تیرا

حل لغات

عرض احوال، اپنے حالات پیش کرنا۔ پیاسوں، پیاسا کی جمع تہنہ لب اور خواہشمند حضرات۔ آنکھیں تکتی ہیں یعنی

امید وابستہ ہے۔ رستہ، راستہ کا مخفف ہے۔

شرح

اے چشمہ سخاوت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے آرزو مندوں میں طاقت نہیں کہ آپ کے سامنے اپنے حالات اور مافی الضمیر عرض کر سکیں لیکن اے بخشش و کرم کے بادل آرزو مندوں کی آنکھیں آپ کی راہ دیکھ رہی ہیں اور نہایت والہانہ عقیدت مندی کے ساتھ آپ سے حاجت روائی کی امیدیں وابستہ کئے بیٹھے ہیں کیونکہ بارہا ہر صدی میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے آس لگانے والوں کی مدد فرمائی۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں

کشتی پار لگادی

ایک مرتبہ کچھ لوگ کشتی میں سوار ہو کر دریا میں سفر کر رہے تھے کہ دریا میں طغیانی آنے سے کشتی ہچکولے کھانے لگی اور قریب تھا کہ ڈوب جائے۔ اس کشتی میں آپ کے ایک مرید بھی تھے انہوں نے یہ دیکھ کر نعرہ لگا کر آپ کو پکارا چنانچہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً تشریف فرما ہوئے اور آپ نے کشتی کو کنارے لگایا۔

غوث اعظم المدد

شیخ محمد عبد اللہ محمد بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں میرے ایک دوست نے خبر دی کہ مجھ پر حال وارد ہوا اس قدر غلبہ ہوا کہ میں بیقرار جنگل کو نکل گیا مجھ پر امر مشکل ہو گیا۔ مجھے کسی شیخ کی امداد کی ضرورت پڑی غیب سے آواز آئی کہ اس وقت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں جو ایسی مشکلات کو حل کرتے ہیں زمانہ میں ان جیسا کوئی نہیں میں نے اسی وقت پیارے دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ دیکھا تو اُسی وقت آپ تشریف لائے اور حال درست کر دیا اور میری مشکل حل کر دی۔ (ہجۃ الاسرار صفحہ ۳۴۶)

ازالہ وہم

کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ آج ہمارا کام کیوں نہیں بنتا اس کا ازالہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ پہلے لوگ دل کے صاف تھے، عقائد میں بھی صاف، اعمال میں تھی اس لئے ان کی ہر بات رسائی رکھتی تھی ہمارے دل چونکہ بُرائیوں سے سیاہ ہو چکے ہیں اسی لئے رسائی نہیں ہوتی اگر کچھ ہوتا ہے تو دیر سے اگر آج بھی ان حضرات کی طرح کسی کا دل صاف ہو تو رسائی میں دیر نہیں جیسے امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنے دور میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرب معنوی کی وجہ سے بارہا فیض پایا اور مشکل حل کرائی۔ یہ ایسے ہے جیسے بارگاہ حق کے مقبول کے کام جلدی ہو جاتے ہیں اور ہمارے جیسوں کے لئے یہ حال کہ جب میں کہتا ہوں یا رب میرا حال دیکھ جواب ملتا ہے کہ تو اپنا نامہ اعمال دیکھ۔

لے گیارہویں والے کا نام

ایک مسلمان راجہ رنجیت سنگھ کا ملازم تھا اور خاندانِ قادر یہ میں مرید تھا۔ وہ ہر سال غوثِ پاک کی گیارہویں شریف کیا کرتے تھا ایک سال اس شخص کو بکری نہ ملی تو اس نے ناچار ہو کر جو گائے اس کے گھر میں پللی ہوئی تھی اسے ذبح کر ڈالا۔ اس کے ہمسائے میں ایک برہمن رہتا تھا بہت غصے میں آیا اور کہا ابھی راجہ صاحب کو خبر کرتا ہوں تو نے گوسا رتھیا کیا ہے دیکھ تیرا کیا حال ہوتا ہے؟ اس مسلمان نے برہمن کی بہت خوشامد کی اور ہاتھ پاؤں جوڑے مگر وہ ہرگز راضی نہیں ہوا۔ جب اس مسلمان کو یقین ہو گیا کہ یہ ضرور گرفتار کروایا گیا کچھ لالچ دے کر اس برہمن کو اپنے گھر میں بلایا اور اس کی گردن پر ہاتھ تلوار کا ایسا جمایا کہ سرتن سے جدا ہو گیا جب آدھی رات ہوئی تو اس کی لاش کو ایک کپڑے میں باندھ کر وہ مسلمان دریا میں پھینکنے کو چلا۔ شہر پناہ کے دروازے پر سپاہیوں نے پوچھا تو کون ہے قاتل نے کہا میں دھوبی ہوں دریا پر کپڑے دھونے جاتا ہوں۔ سپاہیوں نے جو گٹھڑی دیکھی تو آدمی کی لاش معلوم ہوئی فوراً اس مسلمان کو گرفتار کر لیا اور صبح کو راجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں اس پر مقدمہ پیش ہوا۔ اظہار کے وقت راجہ صاحب نے کہا سچ بات ہم کو پسند ہے جو کچھ ہوا ہے تو سچ سچ کہہ دے۔ قاتل نے قصہ گیارہویں شریف اور ذبح کرنا اپنی گائے کا اور مجبوراً برہمن کا قتل کرنا اور لے جانا اس کی لاش کو دریا میں پھینکنے کے لئے اور گرفتار ہونا سب اس نے سچ سچ بیان کر دیا۔ راجہ نے یہ سن کر کہا واقعی تو نے واقعہ سچ بیان کیا لہذا تیرا قصور معاف ہے اور یہ تیرا برہمن ہمسایہ بے رحم اسی قابل تھا کہ تجھ پر کچھ رحم نہ کیا۔

(گیارہویں شریف ۱۲)

قربان جاؤں

کیا اپنے غلاموں پر نوازش ہے کیسا اپنے متعلقین کا خیال فرماتے ہیں میرے پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

منصور کی دستگیری

خوارق الاخبار میں شیخ ابوالقاسم سامانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ منصور بن حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی لغزش میں دستگیری کرتا اگر میں ہوتا تو بیشک ان کی دستگیری کرتا اسے لغزش سے باز رکھتا اور میرے مریدوں سے جس کو ایسی لغزش پیش آتی ہے اس کی دستگیری کرتا ہوں اور قیامت تک کرتا رہوں گا۔

فائدہ

نقد سودا ہے ادھار نہیں آج بھی اگر کوئی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا رابطہ مضبوط کر لے پھر قدرت کے کرشمے دیکھے۔

لجپال غوث اعظم

جناب قاضی وجیہ الدین قادری علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ برہانپور میں ہمارے گھر کے قریب ایک ہندو کھتری رہتا تھا اور آپ کا عرس شریف کر کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر درویشوں کو کھلاتا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی قوم کے لوگ اپنے دستور کے موافق اس کو مرگھٹ میں لے گئے۔ گھی اور آگ میں جلایا ہر چند جلاتے تھے اس کا ایک بال بھی نہیں جلتا تھا مایوس ہو کر دریا میں بہانے کا ارادہ کیا دریا کے مگر مچھ ہی کھائیں گے۔ اس عرصے میں حضرت غوث پاک کے ایک خلیفہ کو عالم باطن میں حکم ہوا کہ فلاں ہندو ہمارے فلاں فرزند کے پاس مسلمان ہوا اور کلمہ محمدی پڑھ کر ہمارے سلسلے میں داخل ہوا اور اس کا نام سعد اللہ ہے وہ مر گیا ہے چاہیے کہ اس کو مرگھٹ سے لا کر غسل دو اور جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن کر دو۔ ہمارے پروردگار نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہمارا مرید با ایمان مرے گا اور دونوں جگہ دنیا و دین میں اس پر آگ اثر نہ کرے گی۔

فائدہ

ذیل میں چند مستند حوالہ جات عرض ہیں جن سے مذکورہ بالا دعویٰ غوثیہ کی تائید و توثیق ہو۔ **تمتہ فتوح الغیب بر حاشیہ** بحیثیۃ الاسرار صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ مصر میں ہے

واحرسہ من کل شر و فتنۃ

انا لمریدی حافظ ما یخافہ

یعنی میں اپنے مرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اس چیز سے جو اس کو خوف میں ڈالے اور میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنہ سے۔

اغیشک فی الاشیاء طراً بہمتی

توسل بنافی کل هول و شدۃ

مجھ سے توسل کرو ہر هول اور سختی میں میں اپنی ہمت سے جملہ امور میں تمہاری فریادری کروں گا۔

اغثہ اذا ما سار فی ای بلدۃ

مریدی اذا ما کان شرقاً و مغرباً

میں اپنے مرید کی فریادری کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو مشرق میں یا مغرب میں۔

(تمتہ فتوح الغیب بر حاشیہ بحیثیۃ الاسرار صفحہ ۲۲۵، ۲۳۱ مطبوعہ مصر)

عزوم قاتل عند القتالی

مریدی لاتخف واش فانی

یعنی میرے مرید کسی دشمن سے نہ ڈر کہ بیشک میں مستقل عزم والا، سخت گیر اور لرائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں۔

عطانی رفعة نلت المنالی

مریدی لاتخف اللہ ربی

میرے مرید خوف نہ کر اللہ میرا رب ہے مجھے وہ رفعت ملی ہے جس سے میں مقصود کو پہنچ گیا ہوں۔

مریدی تمسک بی و کن بی واثقاً فاحمیک فی الدنیا و یوم القیامة

یعنی اے میرے مرید میرا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور مجھ پر پورا اعتماد رکھ میں تیری دنیا میں بھی حمایت کروں گا اور قیامت کے دن بھی۔

بہتہ الاسرار صفحہ ۹۹ میں ہے

ولو انکشف عورة مریدی بالمشرق وانا بالمغرب استترتها۔

اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو میں اس کی پردہ پوشی کرتا ہوں۔

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول
آبرس جا کہ نہادھولے یہ پیاسا تیرا

حل لغات

تہیں، تہہ کی جمع ایک کے اوپر دوسرا جما ہوا۔ خول، اوپر کا غلاف، چھلکا (اردو) آکر برس جا (اردو) بارش کر جا کہ تا کہ مخفف ہے۔ پیاسا، امیدوار۔

شرح

اے حاجت روائی کرنے والے غوث الاعظم موت بالکل قریب ہے عمر بھر کے گناہ ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ جم چکے ہیں۔ میرے جسم پر گناہوں کا میل کچیل اتنا دبیز ہو چکا ہے کہ گویا وہ میرے لئے گناہوں کا غلاف بن چکا ہے اور میں اس کے اندر ڈھک گیا ہوں اور میں گناہوں کے اس دبیز غلاف سے باہر نکلنے کی حاجت رکھتا ہوں لہذا اے حاجت روا اے رحیم و کریم آپ سے فریاد کرنے والا فریاد کر رہا ہے۔ آپ اپنے ضرورت مند کے پاس تشریف لائیں اور رحمت و رافت کی بارش برسا جائیں تاکہ گنہگار کے گناہوں کی میل دھل جائے اور آپ کا عقیدت مند غلام پاک و صاف ہو کر جنت الفردوس میں داخل ہونے کا حقدار ہو جائے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ مردِ کامل اپنے مرید کو دارین کی فلاح و بہبودی میں مدد کرتا ہے اور یہی اہل سنت کے مخالفین پیشوا بھی کہتے ہیں۔

کتاب تذکرۃ الرشید دیوبندی حضرات کے قطب الوقت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے اور دوسرے اکابر علمائے دیوبند کی اسے تائید حاصل ہے۔ چنانچہ مصنف کتاب و جامع ملفوظات مولوی عاشق الہی صاحب

دیوبندی اسی کتاب کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب حسب ارشاد شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب (اسیر مالنا) صدر مدرس دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نے تالیف کی ہے تو گویا اس کتاب کو ان صاحبان کی تائید و تصدیق حاصل ہے۔ اس کتاب کے مؤلف اسی کتاب کے صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹ پر اپنے قطب الوقت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی زبانی ایک واقعہ لکھتے ہیں جس کو ہم من و عن نقل کرتے ہیں۔

ایک بار (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی معمولی آدمی نے دریافت کیا کہ حضرت پیر کیسا ہونا چاہیے اور مرید کیسا ہونا چاہیے۔ آپ نے خیال کیا کہ اگر علمی بحث کی جائے تو یہ سمجھے گا نہیں اور جواب دینا ضروری ہے اس لئے فرمایا کہ اچھا کل آنا بتائیں گے۔ اگلے دن جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے ایک خط اس کے حوالہ کیا اور فرمایا لو اس کو فلاں کے پاس پہنچا دو جب لوٹ آؤ گے تو اس وقت تمہاری بات کا جواب ملے گا۔ مکتوب الیہ (جس کی طرف خط لکھا گیا تھا) وہاں سے تیس منزل پر تھا اور اس کے یہاں ایک لڑکا تھا امر د (جس کی ڈاڑھی نہیں تھی) نہایت حسین و جمیل شیخ نے خط میں لکھ دیا کہ آوندہ نامہ خط لانے والے کی خوب خاطر کرنا، علیحدہ پر تکلف مکان میں ٹھہرانا اور خاص اپنے لڑکے کو اس کی خدمت گاری پر مامور کرنا اور اس کو تاکید کر دینا کہ اس کی تعمیل سے سرمو تجاوز نہ کرنا (یعنی مکمل تابعداری کرنا) اور ہر بات ماننا حتیٰ (یہاں تک) کہ گناہ کا مرتکب بھی ہو (یعنی گناہ کا ارادہ کرے اور کرنے لگے) تو عذر نہ کرے۔ اس نامہ برد (خط لے جانے والے) کو فرمایا کہ ٹھیک تیسویں دن منزل مقصود پر پہنچ کر اکتیسویں دن واپس ہو جانا۔ یہ شخص حسب حکم خط کر چلا تیس دن میں وہاں پہنچا اور خط حوالے کیا مکتوب الیہ نے کرامت نامہ قابل احترام خط کی پوری تائید کی جب اس شخص کو اس لڑکے سے خلوت میسر ہوئی اور طبیعت بھٹکی تو مرتکب فعل ہونا چاہا فوراً ایک دھول لگی (تھڑگا) گویا خاص حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ ہے معارک گیا اور نادم (پشیمان) ہوا کہ کیا حرکت ہے۔ اگلے روز وہاں سے جواب لے کر چلا شیخ کے پاس پہنچا اور کہا کہ حضرات اب میرے سوال کا جواب دیجئے فرمایا پیر ایسا ہونا چاہیے جیسے تمہیں دھول لگی اور مرید ایسا ہو جیسا مکتوب الیہ یعنی عین لغزش کے موقع سے بچا لے اور مرید اپنے پیر کا مطیع ہو کہ امتثال امر سے سرمو تجاوز نہ کرے عام اس سے کہ آبر و دنیوی جائے یا رہے۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹)

دور سے پیر کی امداد

دیوبندی حضرات کے قطب الوقت مولانا رشید احمد گنگوہی سے سوال ہوا

اولیاء کرام کو عالم کی سیر کرنا مثلاً مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ بلا اسباب ظاہری کے یعنی مافوق الاسباب یہ ممکن اور کرامات سے ہے یا نہیں۔ ایسی بات کا اگر کوئی انکار کرے تو گناہ گار ہو گا یا نہیں؟

جواب

یہ کرامات اولیاء اللہ سے ہوتی ہیں اور حق ہے کہ کرامات حرقِ عادت ظاہری عادت کے خلاف کا نام ہے اس میں کوئی تردد (شک و شبہ) کی بات نہیں اس کا انکار گناہ ہے کہ انکار کرامت کرنا ہے اور کرامت کا حق ہونا مسئلہ جماعی اہل سنت ہے۔ واللہ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ۱۳۰۱ھ (فتاویٰ رشیدیہ کامل مطبوعہ کراچی صفحہ ۲۱ کتاب العقائد جلد اول)

فائدہ

ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کو من جانب اللہ بڑی بڑی طاقتیں حاصل ہوتی ہیں اور وہ جس کی جیسے جب چاہیں مدد کر سکتے ہیں۔

دل کا راز

وہ دل کے راز کو بھی جانتے ہیں چنانچہ تذکرۃ الرشید کے صفحہ ۲۱۲ پر مولف کی کتاب مولوی عاشق صاحب اپنے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی حضرات جن کو ولی اور قطب مانتے ہیں ان کا باطنی علم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جب کوئی حاضر ہونے والا السلام علیکم کہتا ہے تو آپ اس کے ارادے سے واقف ہو جاتے ہیں۔

فائدہ

اگر دیوبندی حضرات کے اپنے گھر کے بزرگ لوگوں کے ارادوں اور نیتوں تک سے بغیر بتائے واقف اور باخبر ہو سکتے ہیں تو کیا تمام دنیا کے مسلم اور مانے ہوئے پیشوا اور غوث و قطب واقف نہیں ہو سکتے اور نہیں جان سکتے کہ یا کہ یہ مسئلہ صرف اپنے گھر ہی کے لئے ہے اور اگر کہا جائے کہ یہ مسئلہ صرف ہمارے گھر کے لئے ہے پھر بھی اتنا تو ضرور معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا اللہ کے ولی لوگوں کے دلوں کے ارادوں اور نیتوں کو جانتے ہیں کفر و شرک نہیں۔ لیکن ان لکھنے والوں نے اپنے پیروں کے لئے تو عین توحید اور رسول اللہ ﷺ اور دیگر جملہ اولیائے کرام کے لئے شرک کہا۔

جہاز کو کاندھا دیا

کرامات امدادیہ مدنی کتب خانہ دیوبند یوپی کے صفحہ ۷ پر لکھا ہے حضرت مولانا شیخ محمد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم جہاز میں سوار ہو کر حج کو چلے جہاز ہمارا گردشِ طوفان میں آگیا اور چار پانچ روز تک گردش میں رہا۔ محافظانِ جہاز نے بہت تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہیں ہوئی آخر جہاز ڈوبنے لگا۔ ناخدا (ملاح) نے پکار کر کہا لوگو!

اب اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے۔ میں اس وقت مراقبہ میں ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشے کو حافظ ضامن اور دوسرے کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھ کر اوپر اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا۔ تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا۔ وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ دیا اور بعد حج و زیارت اور طے منازل سفر کے تھانہ بھون آکر اس لکھے ہوئے دیکھا اور دریافت کیا اس وقت ایک طالب علم قدرت علی (نام) ساکن (پندری ملک پنجاب) مرید و خادم حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا اس نے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت میں تھا حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا کہ اس کو کنوئیں کے پانی سے دھو کر صاف کر لو۔ اس لنگی کو جو سونگھا تو اس میں دریائے شورو (سمندر) کی بو اور چکناہٹ معلوم ہوئی اس کے بعد حضرت حافظ ضامن صاحب اپنے حجرے سے برآمد ہوئے اور اپنی بھیگی ہوئی لنگی دی اس میں بھی دریا کا اثر معلوم ہوا۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ ولی اللہ خاک کو سونا بنا دیتے ہیں اور مافوق الاسباب یعنی ظاہری دنیوی ذرائع و وسائل سے مافوق اور اوپر آن واحد میں متعدد جگہ پہنچ جاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں اپنے حجرہ میں مقیم بھی ہیں اور عین اُسی وقت سمندر میں پہنچ کر جہاز کو طوفان سے بچا بھی رہے ہیں پھر اُسی وقت حجرے سے برآمد ہوتے ہیں تو لنگی سمندر والے پانی سے بھیگی ہوئی معلوم ہوتی ہے دیکھو حجرہ سے غائب بھی ہیں اور ہزاروں میلوں پر سمندر کی گرداب (جنور) میں کھڑے ہو کر کتنے بھاری وزنی جہاز کو اٹھا رہے ہیں اور مافوق الاسباب یعنی ظاہری دنیوی ذرائع و وسائل سے بے نیاز ہو کر جہاز والوں کی مشکل کشائی کر رہے ہیں پھر اُسی وقت حجرہ سے باہر بھی آرہے ہیں اور اوپر تذکرۃ الرشید کی تحریر سے معلوم ہوا کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اولیاء اللہ کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ پیر آن واحد میں بغیر کسی ظاہری اور مادی سامان کے سینکڑوں میل دور پہنچ کر مرید کو گناہ سے بچا سکتا ہے اور مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ پیر کے حکم کی تعمیل کرے خواہ اپنا بچہ ہی کسی اجنبی کے حوالے کرنا پڑے۔

یا غوث اعظم المدد

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد کے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

جنات پر شاہی

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح انسانوں کے غوث ہیں ایسے ہی جنات کے بھی غوث ہیں اسی لئے آپ کو غوث

ثالث الثقلین کہا جاتا ہے اور آپ کا تصرف جن و انس پر تھا جس طرح لوگ آپ کی محفل میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوتے اور اپنے پچھلے گناہوں سے تائب اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے اسی طرح جنات بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر اسلام لاتے اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ انسانوں میں مشائخ ہوتے ہیں اور جن و ملائکہ میں بھی شیخ ہوتے ہیں اور میں ان مشائخ کا شیخ ہوں۔ شیخ ابوسعید عبداللہ بغدادی فرماتے ہیں کہ فاطمہ نامی میری ایک بیٹی تھی جس کی عمر سولہ سال کی تھی وہ چھت پر گئی اور گم ہو گئی۔ میں نے یہ حال غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا فرمایا کہ آج رات تم بغداد کے محلہ خرایہ کوخ میں جاؤ اور زمین پر ایک دائرہ بناؤ اور ”بسم اللہ علی نیت عبدالقادر“ پڑھتے جاؤ اور اس دائرہ میں بیٹھے رہو۔ جب رات کی تاریکی شباب پر آئے گی تو جنوں کا ایک گروہ اس طرف آئے گا جن کی صورتیں مختلف ہوں گی مگر تم ان سے خائف نہ ہونا۔ صبح کے وقت جنوں کا بادشاہ معہ لشکر آئے گا اور تم سے پوچھے گا کہ بتاؤ کیا کام ہے تم کہنا کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور اپنی لڑکی کا واقعہ اس کو بتا دینا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حسب الحکم ایسا ہی کیا جنات گروہ درگروہ مختلف شکلوں میں گزرتے گئے لیکن اس دائرہ کے قریب جس میں میں بیٹھا ہوا تھا کوئی نہیں آیا حتیٰ کہ ان کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار جنات کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ نمودار ہوا اور دائرہ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تیرا کیا کام ہے میں نے کہا مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے یہ سنتے ہی وہ گھوڑے سے نیچے اترا زمین چومی اور دائرہ کے باہر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کس لئے بھیجا ہے۔ میں نے اس کو اپنی بیٹی کے غائب ہو جانے کا قصہ سنایا اس نے فوراً حکم دیا کہ جو جن اس لڑکی کو اٹھا کر لے گیا ہے فوراً حاضر ہو۔ تھوڑی ہی دیر میں اس جن کو معہ اس لڑکی کے وہاں حاضر کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ یہ چین کے جنات میں سے ہے۔

(خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۹۵، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۶۱، تحفۃ قادر یہ صفحہ ۶۸، بہجۃ الاسرار صفحہ ۷۱، قلاند الجواہر صفحہ ۳۰)

یہ تلخیص ہے تفصیل آئے گی۔

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ غوث اعظم کو جن بھی مانتے ہیں لیکن ہمارے دور کے بعض جن وہابی نہیں مانتے۔

فقیر اویسی کا جنات کے بھگانے کا تجربہ

جس گھر میں جنات یا آسیب ہوں وہاں ہلکی سی آواز سے ہر کونے میں تین بار کہیں اے لوگوں ہم شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کے مرید ہیں ہمیں نہ ستاؤ ورنہ ہم ان کو تمہارے خلاف درخواست دیں گے۔ تین بار ہر روز صبح و شام کہہ

دیا کریں انشاء اللہ یہ حق کی آواز سے اس گھر میں جنات نہیں رہیں گے۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۳۹)

آپ بھی آزمائیے

جس مسجد یا علاقہ میں وہابی دیوبندی قابض ہوں ہمت کر کے ہر ماہ گیارہویں شریف کا جلسہ منعقد کریں اور گیارہویں شریف کا ختم دلائیں پہلے تو یہ لوگ داویلا کریں گے لیکن اس وظیفہ پر ڈٹ جائیں تو یہ لوگ جنات کی طرح بھاگ نکلیں گے۔ انشاء اللہ

غوث الثقلین

یہ لقب آپ کا اس لئے ہے کہ آپ انسانوں کے علاوہ جنات کے بھی پیر ہیں چنانچہ ابو نظر بن عمر البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے ایک مرتبہ بذریعہ عمل جنات کو بلایا تو انہوں نے اپنے معمول کے مطابق دیر کی میں نے پوچھا تو کہا کہ ہم غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوں اُس وقت ہمیں آپ نہ بلایا کریں میں نے پوچھا کہ کیا تم بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے ہو۔ جواب دیا کہ

اردحامنا بمجلسہ اشد من ارد حالم الانس وان طوائف متا کثیرہ اسلمت وتابت علی یدیدہ۔ (قلائد

الجواہر صفحہ ۳۹)

آپ کی مجلس میں انسانوں سے زیادہ ہمارا ہجوم ہوتا ہے اور جنات کی کثیر تعداد نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

فائدہ

غوث الثقلین کا معنی ہے انسانوں اور جنوں کا فریادرس اس لئے کہ ثقلین یعنی انسانوں اور جنوں کا گروہ۔

آبِ آمودہ کہے اور میں تیمم برخواست

مشتِ خاک اپنی ہوا و نور کا اہلا تیرا

حل لغات

آبِ آمودہ، پانی آیا۔ وہ کہے (اردو) وہ فرمائیں۔ اور میں یعنی میں کہوں۔ تیمم برخواست، تیمم جاتا رہا پانی نہ ملنے کی صورت میں یا کوئی اور سخت مجبوری کی حالت میں ہو کہ وہ پانی کے استعمال سے قاصر ہے ایسی حالت میں تیمم کیا جاتا ہے اور تیمم کرنے کے لئے سب سے احسن مٹی ہے اس کے بعد ہر وہ چیز جو مٹی کی جنس سے ہو کہ اس میں نہ تو آگ لگے اور نہ ہی آگ میں پگھلے یہ تیمم وضو کے قائم مقام ہوتا ہے۔ آبِ آمودہ تیمم برخواست فارسی کا محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اصلی

اور مستقل چیز مل جائے تو نقلی اور عارضی چیز ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اصلی کے ہوتے ہوئے نقلی کی ضرورت نہیں رہتی۔ مشتمل خاک، مٹھی بھرٹی مجاز آدمی، انسان۔ نور کا اہلا، روشنی کا سیلاب یعنی وافر نور۔

شرح

اے کاش غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلا فرمائیں کہ بارانِ رحمت و کرم جو میرا اصل مطلوب ہے اور میں کیونکہ میرے سارے گناہ دھل کر ختم ہو گئے اور صاف ہو گیا۔ اے کاش! میں ہوں اور آپ کا وافر اور مقدس یہ پہلے شعر کے دعویٰ کی دلیل ہے اور قرآن وحدیث کے مضمون کے عین مطابق ہے۔

قرآن مجید

ان الحسنات بذہبن السیات. (پارہ ۱۲، سورہ ہود، آیت ۱۱۲)

بے شک نیکیاں بُرائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

حدیث شریف

ہم شفاعت کی احادیث مبارکہ تفصیل سے عرض کر چکے ہیں جن میں تصریح ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کے گناہ محبوبانِ خدا کی نگاہ کرم سے معاف ہو جائیں گے بلکہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینکڑوں مریدوں کے واقعات تاریخ کے اوراق قلمبند کئے ہیں کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صرف نام ہی عذابِ قبر سے نجات کا ضامن بنا۔ چند ایک حکایت حاضر ہیں۔

غوثِ اعظم کا دھوبی

دھوبی کا قصہ بہت بڑا مشہور ہے مخالفین کے حکیم الامتہ نے ملفوظات فیوض الرحمن اور الافاضات الیومیہ میں تفصیل سے لکھا ہے کہ ایک شخص فوت ہوا اس سے منکر نکیر نے سوالات کئے تو ہر سال کے جواب میں کہتا کہ میں غوثِ اعظم کا دھوبی ہوں صرف اسی جواب پر اس کی بخشش ہو گئی۔

ابدال کی خطاء معاف

ایک ابدال خطا سرزد ہو جانے کی وجہ سے مقامِ ابدالیت سے معذول کر دیا گیا تو اس نے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ملتی ہو کر استغاثہ کیا اور اپنی پیشانی کو مدرسہ کی چوکھٹ پر رکھ کر رونے لگا تو اسی وقت ہاتھ غیبی سے آواز آئی

یا فلاں لطخت جبہ تک بتراب باب محبوبی السید عبدالقادر عفوت عن خطیتک واعطیتک

مقاماً اعلیٰ من مقامک السابق الی خدمتہ. واشکر اللہ علیٰ هذه العطية العظمیٰ فی حضور.

(تفریح الحاطر)

اے فلاں! چونکہ تو نے میرے محبوب سید عبدالقادر کے دروازہ کی خاک پر نیاز مندی کے لئے سر رکھ دیا ہے اس لئے میں نے تم کو معاف کر دیا اور پہلے سے بھی بلند مقام عطا فرمایا ہے تم حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کرو۔

فائدہ

یہی وجہ ہے کہ اکثر عراق کے مشائخ کو جو حضرت کے ہم عصر تھے جب مدرسہ اور خانقاہ میں حاضر ہوتے ان کی

چوکھٹ کو چومتے

آں قبلہ صفاء کہ تواش ماہ منظری

اسرہا بر آستانہ او کاک را شوند

(ہجۃ الاسرار صفحہ ۱۴۰، تحفہ قادر یہ صفحہ ۷۶)

بلکہ آپ سے معمولی نسبت کے صدقے بھی بخشش کی امید کی جاسکتی ہے۔ خود حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

ارشاد گرامی ہے

ایما مسلم عبر علی باب مدرستی فان عذاب يوم القيامة يخفف عنه.

جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے گزرے گا تو قیامت کے دن اس کو عذاب میں تخفیف ہوگی۔

(طبقات الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۲۷، ہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۱، قلائد الجواہر صفحہ ۱۵، تحفہ قادر یہ صفحہ ۴۴، نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ ۷۷)

نیز یہ واقعات آپ کی کرامات میں مفصلاً مذکور ہیں۔

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے

کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا تیرا

حل لغات

جان تو جاتے ہی جائے گی، مرنے کے وقت پر ہی مرنا ہے، موت خدا جانے کب آئی گی۔ قیامت، روزِ حشر، مجازاً

مصیبت۔ یہاں، اسی جگہ اس دنیا میں اپنے مرنے پہ مرنے کے بعد ٹھہرا ہے (اردو) کاہے معلق ہے۔ نظارا، دیکھنا، دیدار۔

شرح

اے روشن ضمیر آقا میں آپ کی زیارت کے لئے بے قرار ہوں اور نہایت مضطرب ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ مرنے کے بعد آپ کی زیارت کا شرف ضرور نصیب ہوگا مگر ابھی سے میرے دل میں شوق دیدار کا دریا موجزن ہے مگر افسوس یہ ہے کہ موت کا وقت مقرر ہوتا ہے خدا جانے کب وقت پورا ہوگا اور آپ کا جمال پر کمال میسر ہے ہمیں شوق یہ تھا کہ مرنے سے پہلے ہی آپ کا دیدار کر لیتے لیکن مصیبت یہ ہے کہ مرنے سے پہلے آپ کا دیدار ممکن نہیں ہے۔

فائدہ

اس میں اشارہ ہے کہ اولیائے کرام کی زیارت بھی قبر میں ہوتی ہے چنانچہ امام ابوالمواہب محمد عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ اپنی معروف کتاب **ہو و صفہ** میں لکھتے ہیں

کل من كان متعلقا بنبي او رسول او ولي فلا بد ان يحضره وياخذ يده في الشدائد.

جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی و ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے۔

میزان الشریعہ میں فرماتے ہیں

جميع الائمة المجتهدين يشفعون متبعيهم ويلا خطو نهم في شدائد هم في الدنيا و البرزخ ويوم القيامة حتى يجاوز الصراط.

تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں جب تک صراط سے عبور نہ کر جائیں

اب سختیوں کا وقت جاتا رہا اور **”لا خوف عليهم ولا هم يحزنون“** کا زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگیا نہ انہیں کوئی خوف اور نہ کچھ غم۔ **لہ الحمد** نیز فرماتے ہیں

ان ائمة الفقهاء والصوفيه كلهم يشفعون مقلديهم ويلاحظوهم عند طلوع الموت وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط ولا يفعلون عنهم في موقف من المواقف.

بے شک سب اولیاء علماء اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کی پیروؤں کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر ان سے سوال کرتے ہیں جب ان کا حشر ہوتا ہے تو جب ان کا نامہ اعمال کھلتا ہے جب اس سے حساب لیا جاتا ہے جب ان کے عمل ملتے ہیں جب وہ صراط پر چلتے ہیں ہر وقت ہر حال میں ان کی نگہبانی کرتے ہیں اصلاً کسی جگہ ان سے غافل نہیں ہوتے۔

نیز فرماتے ہیں

واما شيخنا شيخ الاسلام الشيخ ناصر الدين اللقاني راه بعض الصالحين في المنام فقال له ما فعل الله بك فقال لما اجلسني الملكان في القبر يسالاني اتاهما الامام مالک فقال مثل هذا يحتاج الي سؤال في ايمانه بالله ورسوله تخيا عنه فتخينا عني.

یعنی جب ہمارے استاد شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا۔ بعض صالحین نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا فرمایا جب منکر نکیر نے مجھ کو سوال کے لئے اٹھایا۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ اور رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے الگ ہو جاؤ اس کے پاس سے وہ فوراً مجھ سے الگ ہو گئے۔

نیز فرماتے ہیں

واذا كان مشائخ الصوفية يلا خطون اتباعهم ومريدهم في جميع الاهوال والشدائد في الدنيا والاخرة فكيف ائمة المذاهب.

جب اولیاء ہر ہول و سختی کے وقت اپنے پیروؤں اور مریدوں کا دنیا و آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مولانا نور الدین جامی قدس سرہ السامی نجات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی سے نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا

درہر حالتی کہ باشید مرا یاد کنید تا من شمار امد باشم در ہر لباسی کہ باشم۔

یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔

جناب مرزا مظہر جان جانا صاحب کوہا بیہ کے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے نسباً و علماً و ادا طریقت پر دادا شاہ ولی اللہ صاحب ان کو قیم طریقہ احمدیہ و داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندو و عرب و ولایت میں ایسا قبیح کتاب و سنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں

التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیا ایشاں بسیار معلوم شد باہیچ کس از اہل این طریقہ ملاقات نشد کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالاش مبذول نیست۔

نیز فرمایا

عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود مصروف ست مغلا دل در صحراہا وقت خواب اسباب واسپان خود بحماییت حضرت می سپارند و تاپیداست از غیب ہمراہ ایشان میشود وقاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

مولوی اسحق فی مائتہ مسائل واربعین میں ان سے استناد کیا اور جناب مرزا مظہر صاحب ممدوح ان کے پیرومرشد نے **مکتوب ۵** میں ان کو فضیلت و ولایت مآب مروج شریعت و منور طریقت و نور مجسم و عزیز ترین موجودات و مصور نور فیوض و برکات لکھا اور منقول کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے ہیں۔ اپنے رسالہ **تذکرۃ الموتی** میں لکھتے ہیں

راہلک می نمایند از ارواح بطریق اویسیست فیض باطنی میر سید۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہمارا یہ عقیدہ شفاعت کا ایک شعبہ ہے اور شفاعت حق ہے۔ ہاں جہاں انبیاء و اولیاء سب کی شفاعت سے مطلقاً انکار صریح ہے بے دینی اور بحکم فقہاء موجب کفار ہے۔

فقہائے کرام کے نزدیک وہ منکر کافر ہے۔ امام اجل ابن الہام **فتح القدیر** شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں

لا تجوز الصلاة خلف منکر الشفاعة لانه کافر۔

منکر شفاعت کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی اس لئے کہ وہ کافر ہے۔

اسی طرح فتاویٰ خلاصہ و بحر الرائق وغیرہا میں ہے فتاویٰ تاتارخانیہ پھر طریقہ محمدیہ میں ہے

من المنکر شفاعۃ الشافعیین یوم القیمۃ فهو کافر۔

قیامت میں شفیعوں کی شفاعت کا منکر کافر ہے۔

تجھ سے در سے در سے سگ سگ سے ہے مجھ کو نسبت

میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

حل لغات

در، چوھٹ دروازہ۔ سگ، کتا۔ نسبت، لگاؤ، تعلق۔ گردن، گلا۔ دور کا بعید سے ڈورا، دھاگہ۔

شرح

اے شہنشاہ اولیاء! مجھے آپ کے کتے سے گہرا لگاؤ اور تعلق ہے اس لئے کہ کتے کو آپ کی مقدس چوھٹ سے لگاؤ ہے اور آپ کی مقدس چوھٹ کو آپ سے لگاؤ ہے اسی طرح دور دراز سے میرے گلے میں بھی آپ کی غلامی کا دھاگہ اور

اور ماتحتی کا طوق پر شوق ہے جو باعثِ نجات و صد فخر ہے۔

نسبت کے فوائد

اس شعر میں اعلیٰ حضرت امام المسلمین رحمہ اللہ نے نسبت کا سبق دیا ہے اور ولایت بالخصوص غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کا فائدہ بتایا لیکن جو اس نسبت سے بے خبر ہیں وہ بد قسمت ہیں ورنہ کسے معلوم نہیں کہ نفس کی حقیقت کتنے سے بدتر ہے لیکن اگر اس کے گلے میں کسی کامل کا پٹہ ڈال دیا جائے تو اس کی خباثت سے نجات مل جاتی ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے شیخ یعنی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی ہے کہ میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا یعنی آپ کی نسبت کا پٹہ یعنی شجرہ قادریہ سے نسبت کی زنجیر میرے گلے میں ہے اور اس زنجیر کی آخری کڑی رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں ہے اور یہ پٹا اور زنجیر قائم رہا تو نفس بہک نہیں سکتا اور نہ ہی آخرت کا خوف و خطر ہو سکتا ہے۔

نفسِ امارہ ایک ایسی خطرناک چیز ہے جو انسان کی تباہی و بربادی کا باعث بن سکتی ہے جس نے اس پر عبور حاصل کر لیا حقیقت میں وہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو گیا۔ بقول شاعر

نہنگ واژدھا و شیر نرمارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا

اور نفسِ امارہ یا تو مسلسل جہد و عبادت سے قابو میں آ سکتا ہے یا کسی اللہ والے کی نگاہ سے اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ عبادت و ریاضت سے تو نفسِ امارہ پر آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ عبور ہوتا ہے لیکن اگر کسی اللہ والے کی نگاہ پڑ جائے تو نفسِ امارہ ایک لخت قابو میں آ جاتا ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ . (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۱۹)

اور سچوں کے ساتھ ہو

یہ ایک ظاہری بات ہے کہ نفسِ شیطان کے بہکانے سے بہکتا ہے اور جب بندہ کسی اللہ کے ولی کے دامن سے وابستہ ہو جائے تو پھر شیطان وہاں پر قریب نہیں آ سکتا کیونکہ شیطان نے اللہ کے سامنے جب قسم اٹھا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کا اعلان کیا تھا تو اسی وقت ہی رب کی بارگاہ میں یہ بھی عرض کر دیا تھا

الاعباد ک منہم المخلصین . (پارہ ۱۲، سورۃ الحجۃ، آیت ۲۰)

مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

تو جو اللہ والوں کے پاس آ جائے وہ بھی شیطان سے محفوظ رہ جاتا ہے لہذا نفسِ امارہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسی

لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس شعر میں اپنی گردن میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ڈورے کے ہونے کو نہایت فخر سے بیان فرما رہے ہیں اور درحقیقت یہ بات مذکورہ قرآنی تفصیل کی روشنی میں ہے ہی بڑی قابل فخر بات مگر

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارتے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

حل لغات

نشانی، علامت، پہچان۔ گلے، گردن۔ پٹا، چمڑے یا ریشم کا گلوبند جو کتے کے گلے میں ڈالا ہوا ہوتا ہے جسے دیکھ کر معلوم کر لیا جاتا ہے کہ یہ پالتو ہے لاوارث نہیں ہے ایسا کتا اگر کوئی نقصان و جرم کرتا ہے تو مارنے کے بجائے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور جو کچھ کہنا ہوتا ہے مالک سے کہتا ہیں مالک خود نقصان پورا کرتا ہے محض اس پٹے کی وجہ سے وہ کتا محفوظ رہتا ہے۔

شرح

اے شہنشاہِ اولیاء مجھنا کارہ مجرم کی تمنا ہے کہ اس غلامی کی وجہ سے جو میری گردن میں پٹا پڑا ہوا ہے وہ ہمیشہ سلامت اور ہمیشہ کے لئے باقی رہے ہیں وہ سگ ہوں جسے کوئی شخص نہیں مارے گا اس لئے کہ بالواسطہ میری گردن میں آپ کا پٹا ہے اور یہ ایسی نشانی ہے جسے دیکھتے ہی آسمان وزمین والے پہچان جاتے ہیں کہ یہ آپ کا غلام ہے جو مصائب و حادثات سے محفوظ رہنے کی یقینی علامت ہے کیونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید کو دونوں جہانوں میں امان ہے جیسا کہ خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے مریدوں کو یہ فکر نہیں کرنی چاہیے کہ وہ کامل نہیں ہیں اگر وہ کامل نہیں ہیں تو کیا ہوا میں تو کامل ہوں۔ آپ کے اس فرمانِ عالی سے بالکل ظاہر ہے کہ آپ اپنے مریدوں کے ہر وقت نگہبان ہیں اور آپ کے مرید آپ کو جب کبھی اور جہاں پکاریں آپ ان کو فوراً جواب دیتے ہیں اور ان کی ہر مشکل و مصیبت کو حل فرماتے ہیں۔ کسی شاعر نے بھی کیا خوب کہا ہے

مدد کے لئے ان کو جب بھی پکارا
خدا کی قسم بن گئے کام سارے
عز و عمل زاہدوں کو مبارک

ہمیں نازیہ ہے کہ ہم ہیں تمہارے

اور یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جس کتے کے گلے میں پٹہ پڑا ہوا ہو تو اس کو مارنے سے ہر ایک گریز کرتا ہے اور ہر ایک اس نشانی کو دیکھ کر سمجھ جاتا ہے کہ اس کتے کا کوئی نہ کوئی مالک ضرور ہے یہ آوارہ کتا نہیں ہے چنانچہ خطرہ ہوتا ہے کہ اگر اس کتے کو مار دیا یا زخمی کر دیا تو مقدمہ نہ بن جائے یا مالک اس کا بدلہ لینے کے لئے حملہ نہ کر دے کیونکہ کتے کے گلے میں پٹہ ڈال کر نشانی دینے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز بھی اس شعر میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر کے اور اپنے آپ کو حضور غوث پاک کا سگ کہہ کے فرمایا ہے کہ حضور میں آپ کا غلام بے دام ہوں اور میرے گلے میں آپ کی غلامی کا طوق ہونے کی نشانی آج بھی ہے اور کل بھی ہوگی دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی رہے گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سگ غوث اعظم کہلوانے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو سگِ مدینہ کہلوانے میں بھی فخر محسوس کرتے ہیں بلکہ اپنے تو ایک شعر میں یہاں تک فرمایا ہے کہ

کوئی کیا پوچھے تیری بات رضا

تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد

ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

حل لغات

قسمت، تقدیر۔ قسم کھائیں، تمنا و حیرت سے سو گند کھائیں۔ سگانِ بغداد (فارسی) بغداد کے کتے۔ ہند، ہندوستان۔ فاضل بریلوی قدس سرہ کی جائے پیدائش و رہائش گاہ جو بغداد سے تقریباً ڈھائی ہزار میل دور ہے۔ دیتا رہوں پہرا تیرا، آپ کا محافظ اور چوکیدار بن رہوں۔

شرح

بتوفیق الہی اے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دربار گھر بار سے دور دراز ہندوستان میں رہ کر بھی آپ کی عزت و ناموس کی چوکیداری کا پورا پورا حق ادا کرنا میری تقدیر میں ہے آپ کے مخالفین و معاندین کو منہ توڑ جواب دیتا ہوں اور آپ کے نام کا ڈنکا پاک و ہند میں بجاتا ہوں میری اس تقدیر پر بغداد کے وہ کتے بھی ناز کرتے جو آپ کے بالکل قریب

ہیں آپ کے دربار میں ہمیشہ رہنے والے لوگ میری تقدیر کی قسمیں کھایا کرتے ہیں جس سے میری خوش قسمتی کا اظہار ہوتا ہے۔ میں بڑا خوش قسمت ہوں کہ اتنی دورہ کر بھی آپ کی چوکیداری میری تقدیر میں آئی میں ہندوستان میں بھی رہوں تو آپ کی عزت و ناموس کی قربانی کرتا رہوں اور بد مذہبوں اور اولیاء کرام کے مخالف لوگوں کا رد کرتا رہوں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا یہ دعویٰ اظہر من الشمس ہے کہ جس طرح آپ نے مخالفین غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانت کھٹے کئے نہ کسی کو پہلے اسی طرح زبردست تردید کا موقع ملا اور نہ یہ بعد والوں کے لئے ممکن ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے شمار کتابیں اس بات کی شاہد ہیں کہ آپ نے دشمنانِ اولیاء کی سرکوبی میں کبھی کوئی کسر اٹھانہ رکھی اور ہمیشہ ان پر ٹھیک ٹھیک وار کئے خود آپ کے اپنے بقول

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے جو عدو کے سینے میں غار ہے

اور ایسا آپ کیوں نہ کرتے جب کہ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ ولیوں کا دشمن خدا کا بھی دشمن ہے بلکہ ایک حدیث قدسی میں خود خالق کائنات جل مجدہ الکریم کا ارشاد گرامی ہے

من عادى لى وليا فقد اذنته بالحرب.

جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

اس حدیث سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ولیوں کے دشمن خدا کے دشمن ہیں لہذا ان کی سرکوبی کرنا، ان کا قلع قمع کرنا، ان پر زبردست وار کرنا اور ان کو ذلیل و رسوا کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ صرف ہند میں دشمنانِ اولیاء اور دشمنانِ غوثِ الوریٰ کی سرکوبی فرمائی بلکہ آپ کے فیوض و برکات کا یہ سلسلہ پھیلتا ہوا پاکستان و عرب تک پہنچا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس وقت پوری دنیا میں آپ کی تحریروں اور کتابوں کی دھوم مچی ہوئی ہے اور آپ کی ہی کتابیں پڑھ کر پاک و ہند عرب و عجم کے اولیاء ولیوں کے دشمنوں پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔

علامہ اقبال مرحوم اور

امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے حضور عالم اسلام کے اکثر مشائخ و اولیاء و علماء اور دانشوروں قوم نے عقیدت کے پھول نچھاور فرمائے ان میں ایک بین الاقوامی دانشور حکیم الامت علامہ اقبال بھی فرماتے ہیں ہندوستان کے دورِ آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقہیہ پیدا نہیں ہوا میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت جو دستِ طبع، کمالِ فقہت اور علومِ دینیہ میں تبحر علمی کے شاہدِ عدل ہیں۔ مولانا

ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں لہذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ ہوتے۔

(فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ۱۶، ماہنامہ عرفات لاہور اپریل ۱۹۷۰ء، صفحہ ۲۷)

مجدد اسلام کے حضور میں عقیدت

مجدد اسلام امام احمد رضا کو ہر دور میں عرب و عجم میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے گئے یہاں تک ملک غیر میں بھی آپ کے کمالات کے گیت گائے جا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل مبلغ اسلام علامہ سید ابوالکمال برق نوشاہی سجادہ نشین دربار نوشاہی عظیم الشان سنی کانفرنس برمنگھم (انگلینڈ) میں ایک نظم فی البدیہہ پیش کی جس کے چند اشعار حاضر ہیں

مجددِ عصر شاہ احمد رضا خاں
بشد چوں از بریلی شعلہ افشاں
بحفظ عظمتِ سلطانِ کونین
بروں شد از میاں حسام الحرمین

بعالمِ آشکار مزدیں کرد
بت لاند ہباں شد پارہ پارہ
محافظ دولت سنت سنیہ
فریب دیو بر عالم عیاں شد
نصیب سنیان تابندہ گشتہ
برائے دشمنان دیں قیامت
روان بندگان دیوناں
وزد ظاہر کمال اہل سنت

بعشق مصطفیٰ روشن جبین کرد
چنین شد مذهب حق آشکارا
امین امت خیر البریہ
چوں بر قرطاس خامہ ادرواں شد
از تحریرش جہاں رخشنده گشتہ
بعزم ہمت وہم استقامت
چوں کرد آن احتساب بدخیالان
ازوں تاباں جمال اہل سنت

ترجمہ از اویسی غفرلہ

(۱) مجددِ زمانہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی سے رونق افروز ہوئے۔

- (۲) سلطان کو نین ﷺ کی عظمت کے تحفظ کے لئے حرین کی تلوار کی میان نمودار ہوئی۔
- (۳) پیشانی کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے روشن کیا مزدیں کو عالم دنیا میں ظاہر فرمایا۔
- (۴) مذہبِ حق ایسا روشن ہوا کہ بد مذہبوں کا بت پارہ پارہ ہو گیا۔
- (۵) آپ حضور ﷺ کی امت کے امین تھے آپ سنتِ سنہ کی دولت کے محافظ تھے۔
- (۶) جب کاغذ پر آپ کا قلم رواں دواں ہوا تو شیطان کا مکرو فریب جہان میں ظاہر ہو گیا۔
- (۷) آپ کی تحریر سے جہان روشن ہوا اہل سنت کا بخت بیدار ہوا۔
- (۸) آپ کے پختہ ارادہ و استقامت سے دشمنانِ دین کے لئے قیامت قائم ہوئی۔
- (۹) جب آپ نے بد مذہبوں کا محاسبہ کیا تو دیو کے بندے بھاگے آہ و گریہ کرتے ہوئے۔
- (۱۰) آپ سے جمالِ اہل سنت روشن ہوا اور آپ سے ہی کمالِ اہل سنت ظاہر ہوا۔

تیری عزت کے ثار اے میرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بردا تیرا

حل لغات

تیری عزت، آپ کی آبرو و عظمت کے بمعنی پر۔ ثار، قربان، نچھاور۔ اے میرے غیرت والے، اے میرے عزت والے۔ آہ صد آہ، افسوس صد افسوس۔ خوار، ذلیل، رسوا۔ بردا، دراصل بردہ ہے ضرورتِ شعری کی وجہ سے الف استعمال کیا گیا ہے بمعنی غلام قیدی۔

شرح

اے میرے عزت و آبرو والے میں آپ کی عظمت پر قرباں ہو جاؤں آپ کا غلام ہو کر یوں ذلیل و رسوا کیا جاؤں اس شعر میں وہابیہ اور اہل بدعت نے اعلیٰ حضرت پر جو ناروا حملے کئے اور آپ کو بدنام کیا اس طرف اشارہ ہے کہ میں تیری عزت اور غیرت کا مظاہرہ کروں اور مجھے بدنامی اور رسوائی سے بچاؤ چنانچہ یہ دعا اعلیٰ حضرت کی مستجاب ہوئی اور عرب و عجم میں آپ کو مجددِ وقت اور امامِ اہل سنت تسلیم کیا اور آپ کے علم و فضل اور عظمت و شان کا حرینِ طہین کے علماء نے بھی اقرار کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کرامت ہے کہ دشمنانِ اولیاء آپ کی عزت گھٹانے میں شب و روز ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے اور لگاتے رہیں گے لیکن آپ کی ہر آن عزت و احترام اور شہرت و عظمت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

پچاس سال پہلے اعلیٰ حضرت کا نام صرف خواص تک محدود تھا اب صدی گزرنے کے بعد اور نئی صدی کے آغاز میں آپ کی شہرت کا یہ عالم ہے کہ ہندو پاک سے باہر بھی آپ کے نام کا شہر ہے آپ کی زندگی میں آپ کی تجدید کے متعلق علمائے عرب و عجم نے اعتراف کیا اور نہ صرف اپنے بلکہ آپ کے وہ حریف جو رات دن اس فکر میں رہتے کہ آپ کا کوئی معمولی سا ستم مل جائے تاکہ آپ کو رسوا اور بدنام کیا جائے لیکن قدرت نے ان کی زبان اور قلم سے آپ کے مناقب و کمالات کا اعتراف کرا لیا۔

بد سہی چور سہی مجرم ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریم تیرا

حل لغات

بد، بُرا۔ سہی، مان لیا، بالفرض۔ ناکارہ، نکما۔ مجرم ناکارہ، اضافت تو صیغی نکما مجرم کیسا ہی سہی کس طرح مان لیا جائے۔ کریم، کریم بخشش کرنے والا، الف ندائیہ۔ اے بخشش کرنے والے۔

شرح

میں خواہ برا ہوں یا چور مجرم ہوں یا بیکار جیسا بھی ہوں تو تیرا ہی لہذا میرے عیوب دور کر کے مجھے اچھے بھلا بنا دے۔ اس شعر میں تلمیح ہے اس بات کی طرف کہ بعض اوقات چور آپ کے گھر میں چوری کرنے کے لئے داخل ہوئے تو آپ نے ان کو نیک و متقی بنا کر درجہ ولایت پر فائز کر دیا۔ سینکڑوں واقعات اس پر شاہد ہیں نمونہ کا ایک واقعہ حاضر ہے۔

چور قطب بن گیا

ایک دفعہ غوثِ پاک کے گھر میں چور آیا اور حضرت کی کملی اٹھائی فوراً اندھا ہو گیا کملی اُسی وقت رکھ دی اچھا ہو گیا دیکھنے لگا پھر کملی اٹھائی تو پھر اندھا ہو گیا اسی طرح تین بار ہوا۔ چوتھی بار کملی رکھ بھی دی پھر بھی روشنی نہ آئی اندھا ہی رہا اسی مقام پر بیٹھا رہا۔ حضرت کو اس کا سب حال معلوم ہوتا رہا آپ تمام شب نوافل میں مشغول رہے جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے حضرت خضر آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ فلاں شہر میں ابدال نے انتقال کیا ہے آپ جس کو فرمائیے اس کی جگہ پر مقرر کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ شب کو ہمارے گھر میں ایک مہمان آئے ہیں ان کو لاؤ۔ وہی چور اندھا حاضر کیا گیا آپ نے ایک توجہ دے دی اُسی وقت اُس کی آنکھیں کھل گئیں اور ابدال کا مرتبہ حاصل ہو گیا فرمایا ان کو لیجاؤ ان کی جگہ پر مقرر کر دو۔

آیا جو در پہ تیرے پہنچا وہ عرش پر

پایہ عالی ہے پایہ جس نے پایا آپ کو

ایسے رتبے کا کہو پھر کون شایان ہو سکے

کہتا ہے محبوب اپنا حق تعالیٰ آپ کو

(مجموعہ میلا و شریف صفحہ ۴۳)

ایک اور چور

ایک شخص حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدہ میں چوری کی نیت سے گھسا مگر کچھ نہ پایا۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ ہمارے گھر سے چور خالی جا رہا ہے اس میں ہمارے دروازہ کی بدنامی ہے۔ خادم نے عرض کیا کہ کیا دے دیا جائے؟ فرمایا وہ دیا جائے جو دونوں جہان میں اس کے کام آئے ہمیں یاد کیا کرے گا۔ فلاں جگہ کے قطب کا انتقال ہو گیا ہے اسے وہاں کا قطب بنا کر بھیج دو۔ دیکھو آیا تھا تو چور تھا اور گیا تو قطب (اے سرکار) بغداد ہم چوروں پر بھی نظر کرم ہو جائے۔

چور نے دامن پکڑا

ایک دفعہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل میں اکیلے جا رہے ہیں قیمتی قبایز تب تن ہے ایک ڈاکو نے بُری نیت سے دامن پکڑا کہ قبا اتار لیں عرض کیا مولیٰ اس نے عبدالقادر کا دامن پکڑا ہے قیامت تک اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ سبحان اللہ! ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ آپ کے دروازے پر آنے والے چور کبھی خالی نہ گئے بلکہ وہ آئے تو چوری کی نیت سے اور دنیوی مال چرانے کے لئے مگر جب واپس ہوئے تو کوئی غوث بن گیا کوئی قطب بن گیا اور کوئی ابدال کا رتبہ پا گیا۔ جب غوث پاک کے دروازے سے چور بھی خالی نہ لوٹے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہِ غوثیت میں اسی لئے عرض کر رہے ہیں کہ مجھے بھی اور کچھ نہ سہی تو آپ چور اور مجرم ہی سمجھ لیں اور جس طرح دیگر چوروں کو آپ نے نوازا مجھے بھی اپنے وسیع خزانے سے حصہ وافر عطا فرمائیں اور اپنے کرم و فضل سے نوازیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر بھی آپ کے دیگر اشعار کی طرح آپ کی کمال شاعری کا آئینہ دار ہے اور اس شعر کو پڑھ کر بے چون و چرا تسلیم کرنا پڑتا ہے آپ بیشک شہنشاہِ فن سخن ہیں اور دنیا کا کوئی شاعر آپ کی شاعری میں ہم مرتبہ نہیں ہو سکتا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شاعری

امام اہل سنت کی شاعری پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مجلس رضالاہور کی جانب سے اعلیٰ حضرت کی شاعری پر رسائل شائع کئے بڑے مشہور اور پختہ کار شعراء نے آپ کی شاعری کے تفوق کا اظہار خیال فرمایا۔ فقیر یہاں بین الاقوامی شہرت یافتہ عظیم شاعر اور حکیم الامتہ علامہ اقبال مرحوم کا ایک اقتباس پیش کرتا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ علامہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نعت گوئی سے بھی متاثر ہوئے اور اولین دور میں علامہ نے فاضل بریلوی کی زمین میں ہی کافی اشعار کہے ہیں۔ لیجئے ایک دلچسپ واقعہ سنئے غالباً ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے کہ انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ تھا علامہ اقبال اس جلسہ کے صدر تھے۔ جلسہ میں کسی خوش الحان نعت خوان نے مولانا احمد رضا خان صاحب رحمہ اللہ کی ایک نعت شروع کر دی جس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

زہے عزت و اعتلائے محمد (ﷺ)

کہ ہے عرش حق زیرِ پائے محمد (ﷺ)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

بہم عہد باندھے ہیں وصلِ ابد کا

رضائے خدا اور رضائے محمد (ﷺ)

نعت کے بعد علامہ اپنی صدارتی تقریر کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ارتجالاً ذیل کے دو شعر فرمائے۔

تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش

لگائے خدا اور بجھائے محمد (ﷺ)

تجربہ تو یہ ہے کہ فردوسِ اعلیٰ

بنائے خدا اور بسائے محمد (ﷺ)

(نوار اقبال از عبدالغفار شکیل، ایم اے صفحہ ۲۵)

اعجوبہ

اگر یہی اشعار کسی سنی شاعر نے لکھے ہوتے تو شرک کے مفتی آسمان کو سر پر اٹھا لیتے لیکن علامہ مرحوم نے فرمادیئے تو فتاویٰ شرک اندرونِ خانہ ہے حالانکہ یہی اشعار عقیدہ اہل سنت کے ترجمان ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب پاک ﷺ سے اتنا پیار و محبت ہے کہ اگر کسی مجرم کو دوزخ میں دھکیل تو محبوب ﷺ کی شفاعت سے اس کو دوزخ سے نکال کر بہشت عطا

فرماتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے ملک و ملک کا مالک اپنے محبوب ﷺ کا بنا دیا کہ باوجودیکہ بہشت بریں ایک بہت بڑی شے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا ضرورت ہے اسی لئے اس کے آباد کرنے کے لئے اپنے محبوب ﷺ کے سپرد فرمائی۔

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوہیں
کہ وہی نا وہ رضا بندہ رسوا تیرا

حل لغات

رسوا، بدنام۔ یوہیں، اسی طرح۔ وہی نا، برائے استفہام اقراری یعنی وہی ہے نا؟ وہ رضا، وہی احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ بندہ، غلام، مملوک۔

شرح

شرح یہ ہے کہ میں بہر صورت آپ ہی کی طرف نسبت دیا جاؤں گا لہذا مجھ سے رسوائی کا داغ مٹا دیں تاکہ آپ کی طرف میری رسوائی کی نسبت نہ ہو سکے۔ اس شعر میں نہایت خوبی اور ایک بڑے انوکھے طریقہ سے اپنا مدعا بیان کیا گیا ہے جیسا کہ شعراء اپنے قصائد میں ممدوح کی تعریف کے بعد عرض حال کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ دنیاوی نعمت طلب کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے ممدوح حضرت غوث اعظم سے دنیا نہیں بلکہ آخرت کے مراتب طلب کئے اور دشمنوں پر غلبہ مانگا اور غوث الوریٰ کے دروازہ سے آپ کو دنیا میں بھی خوب صلہ ملا اور آخرت میں تو انشاء اللہ دنیا دیکھی گی۔

فاضل بریلوی کو انعامات

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کو جو انعامات نصیب ہوئے وہ شمار سے باہر ہیں چند ایک تبرکات عرض ہیں۔

انعام

فاضل بریلوی قدس سرہ جب روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے تو دل میں آرزو تھی کہ حضور سرور عالم ﷺ کی بیداری میں زیارت نصیب ہو۔ فریادی ہوئے، دعائیں التجائیں کیں مگر مقصود پورا نہ ہوا۔ جب مقصد پورا نہیں ہوتا جس سے عاشق صادق کی بے چینی بے قراری اور بڑھ جاتی ہے پھر نہایت ہی سوز و گداز کے ساتھ مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر بارگاہ رسالت میں ایک نعت شریف پیش کرتے ہیں اور آخر میں مقطع میں عرض کرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اس کے بعد بس پھر آقائے دو عالم، نور مجسم، رحمت عالم ﷺ کی طرف سے کرم ہو جاتا ہے، حجابات دور ہو جاتے ہیں اور عاشق صادق بیداری کے عالم میں اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت اقدس سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

ہیں رضا! یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو

سید جید ہر دہر ہے مولا تیرا

حل لغات

ہیں، کلمہ تعجب ہے۔ یوں بمعنی اسی طرح۔ بلک، اردو لفظ ہے نہ روئے نہ بے قرار ہو۔ جید با کمال۔ سید، سردار، مولا۔ دہر بمعنی زمانہ، اہل زمانہ۔ مولا، مالک حاکم۔

شرح

ذرا ہوش سنبھال اے رضا اپنے ناکارہ اور نکما ہونے پر اس طرح بے قرار ہو کر نہ رو تم اگر اچھے اور با کمال نہیں ہو تو نہ سہی تیرا آقا تو سارے زمانے کے اچھے اور با کمال لوگوں کے سردار ہیں وہ اگر چاہیں گے تو تم کو اچھے اور با کمال حضرات کی صف میں کھڑا کر دیں گے اسی طرح تمہاری بھی نجات ہو جائے گی۔ یہ اس طرح اشارہ ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ

ان لم یکن مریدی جید انا جید

اگر میرا مرید با کمال نہ سہی میں تو با کمال ہوں۔

قادری مرید

اس شعر میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے سلسلہ قادریہ میں مرید کو نوید مسرت سنائی ہے کہ اگر مرید کتنا نکما اور ناکارہ کیوں نہ ہو اسے قادری نسبت سے آوارہ نہیں چھوڑا جاتا اسی لئے قادری مرید عرض کرتا ہے

مرجع عالم و ملجائے غریباں مددے

دستگیر دو جہاں مرشد پیراں مددے

ازمتے صحبت اصحاب ہدایتشہ لبم

ساقی بزم خدادانی و عرفان مددے

فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظمِ رفیع
چل لکھا لائیں ثناء خوانوں میں چہرا تیرا

حل لغات

فخر، بزرگی۔ آقا، مالک، حاکم۔ نظم، شعر، قصیدہ۔ رفیع، بلند۔ چل، چلو۔ لکھا لائیں، درج کرا لائیں۔ ثناء خوانوں میں، ثناء خوانوں کی جمع تعریف کرنے والوں کے گروہ میں۔ چہرا، منہ، رخسار۔

شرح

اے رضا اپنے آقا و مولیٰ سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی میں ایک اور بھی بلند و بالا قصیدہ کہہ کر سرکار کی تعریف کرنے والوں کی طرح تو بھی سرکارِ غوثیت میں پیش کرتا کہ سرکارِ غوثیت میں تعریف کرنے والوں کے گروہ میں تیرا بھی نام درج ہو جائے اور سرکار کے فیضانِ خاص سے فیضیاب ہوتا رہے کیونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض وہ بحرِ قلزم ہے کہ جس نے ادھر رجوع کیا وہ دارین میں مالا مال ہو گیا۔

ہمارا تجربہ ہے کہ غوثیت مآب حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہو کر آپ کی خدمات سے دارین کی فلاح نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز بغداد شریف کا ایک آدمی حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگا حضور والا میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے میں نے ان کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں عذابِ قبر میں مبتلا ہوں تم حضورِ محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں میرے لئے دعائے خیر فرمانے کے لئے عرض کرو۔ آپ نے ارشاد فرمایا تمہارا والد میرے مدرسہ کے دروازہ سے کبھی گزرا تھا؟ تو اس نے عرض کیا بندہ نواز! جی ہاں آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

دوسرے روز پھر وہی شخص حاضر ہو کر عرض کرنے لگا غریب نواز آج میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ خوش و خرم ہیں اور سبز لباس زیب تن ہیں۔

وقال لی قد رفع عنی العذاب ببرکۃ الشیخ عبدالقادر.

اور مجھے کہا کہ اب مجھ سے شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت سے عذاب دور کر دیا گیا ہے اور مجھے نصیحت کی کہ تم ان کی خدمت اقدس میں حاضری دیتے رہا کرو۔

آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا

ان ربی عزوجل قد وعدنی ان یخفف العذاب عن کل من عبر علی باب مدرستی من المسلمین۔
بے شک میرے رب کریم عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے سے گزرے گا میں اس کے عذاب میں تخفیف کروں گا۔

(بجہ الاسرار صفحہ ۱۰۱ سطر ۱۲ تا ۱۶، قلائد الجواہر صفحہ ۱۵ سطر ۱۲ تا ۱۷، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۷۰، تحفہ قادریہ صفحہ ۴۴)

ایفائے وعدہ غوثیہ

خود غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وعدہ ہے چنانچہ اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے بھائی دارالشکوہ قادری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو میرے حلقہ درس میں شمولیت کا اتفاق ہوا ہے یا جس نے میری زیارت کی ہے تو قبر کے خطرات اور قیامت کے عذاب میں اس کے لئے کمی کر دی جائے گی۔ (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۷۰)

مدرسہ کی گھاس اور کنواں

ایک دفعہ آپ کے عہد میں بغداد شریف میں مرض طاعون ظاہر ہوا اور اس نے اس قدر زور پکڑا کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی اور عورتیں مرنے لگے لوگوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس مصیبت اور پریشانی کا تذکرہ کیا فقال یسحق الکلا الذی حول مدرستنا ویوکل یشفی اللہ بہ الناس المرضی۔
تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مدرسہ کے ارد گرد جو گھاس ہے اس کو رگڑ کر اوپر لگاؤ اور اسی کو کھاؤ اللہ تعالیٰ بیمار لوگوں کو اس سے شفاء دے گا۔

نیز فرمایا

من شرب من ماء مدرستنا قطرة یشفیہ اللہ
جو شخص مدرسہ کے کنویں کا پانی پئے گا اس کو بھی شفاء حاصل ہوگی۔

پس لوگوں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا

فوجدوا شفاء کاملاً۔

تو ان کو شفاء کامل حاصل ہوئی۔

اہالیان بغداد شریف کا بیان ہے

فما وقع في عهده الطاعون في بغداد ثانياً.

بعد ازیں آپ کے عہد میں دوبارہ طاعون کی وبا قطعاً نہ آئی۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۳۴، ۳۵ مطبوعہ مصر)

مدرسہ کے دروازہ پر جھاڑو دینا

شیخ ابو عمرو عثمان صریفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ بقاء بن بطو اور شیخ علی بن ابونصر الہیتمی اور شیخ ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں حاضر ہوا کرتے تھے اور مدرسہ کے دروازے پر جھاڑو دیتے تھے اور پانی کا چھڑکاؤ کیا کرتے تھے۔ (ہیجۃ الاسرار صفحہ ۱۶۰)

برکات مدرسہ

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعلان تھا کہ

من اعتبر علی باب مدرستی فان عذاب یوم القیمة یشفف عنہ.

جس کا میرے مدرسہ سے گزر رہا تو قیامت کے دن اُس کے عذاب کی تخفیف ہوگی۔ (طبقات الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۲۷)
اس بناء پر ایسے بندگان خدا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ کو جھاڑو دینے کو سعادت سمجھتے۔

وصل سوم

در حسن مفاخرت از سرکار قادریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منقبت - ۳

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا

تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

حل لغات

شیدا، عاشق، فریفتہ۔ غیث، بارش، مینہ۔ پیاسا، خواہشمند، تشنہ لب۔

شرح

اے غوث الثقلین! لوگوں کے آپ ایسے فریادرس ہیں جس کے تمام فریادرسی کرنے والے اولیاء کا ملین عاشق ہیں آپ رحم و کرم کی ایسی بارش میں کہ ہر فیض پہنچانے والے ابدال و اقصاب وغیرہ آپ کے کرم کے پیاسے ہیں اور آپ سے فیضیابی کے خواہاں ہیں یعنی آپ کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ آپ سارے جہان کے اولیاء کرام کے مرجع اور ماویٰ ہیں۔

چند نمونے کے طور پر ان اولیائے کرام کے گہائے عقیدت پیش کئے جاتے ہیں جنہیں اپنے دور میں دنیا والوں نے غوث اور قطب بنایا۔

تحقیق غوث

غوث کا معنی فریادرس ہے (جلد ۲ صفحہ ۱۳۲) غیاث اللغات فارسی صفحہ ۵۴۴۔ حضرت پیر پیران میر میراں شاہ جیلاں، واقف اسرار لامکاں، محبوب رب دو جہاں، فریادرس انس و جاں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کو اسلاف نے اپنی تصانیف میں غوث الاعظم اور غوث الثقلین کے القاب لکھے ہیں۔

مخالفین بھی مانتے ہیں

اہل سنت کے اسلاف کے علاوہ طائفہ وہابیہ اور دیوبندیہ کے اکابر نے بھی اپنی تصانیف میں حضرت کو غوث الاعظم اور غوث الثقلین کے القاب لکھ کر آپ کو بہت بڑا فریادرس اور جنوں اور انسانوں کا بھی فریادرس ہونے کا اقرار کیا ہے مخالفین کے اکابر کی کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔ ”صراط مستقیم فارسی صفحہ ۵۶، ۱۳۲، ۱۴۷، مصنفہ اسماعیل دہلوی، فتاویٰ نذیریہ مصنفہ مولوی نذیر حسین دہلوی، فتاویٰ اشرفیہ جلد ۳ صفحہ ۹، التذکیر جلد ۳، صفحہ ۱۰۴، دعوات عبدیت جلد ۵ صفحہ ۱۷، تصانیف اشرف علی تھانوی، عیون زمزم مصنفہ مولوی عنایت اللہ اشرفی کجراتی۔“

شرعی حیثیت

چونکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارین میں خلق خدا کے بہت سے امور میں بارگاہ حق کے وسیلہ جلیلہ ہیں۔ حاضرین و غائبین کو مشکلات کے وقت نفع رساں رہے اور اب بھی نفع رسانی فرما رہے ہیں تو مجازاً غوث کا اطلاق آپ پر ہوا اور ہوتا رہے گا اور مجازاً شرعی امور میں بکثرت چلتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ”فناء و بقاء“

غوث کا لقب منجانب اللہ

تفریح الخاطر میں لکھا ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ لقب منجانب اللہ عطاء ہوا ہے

سیدنا الشیخ السید عبدالاعظم لانه كلما ذكر الغوث فالمراد به هو رضى الله تعالى عنه لانه

مخاطب من الحق به كذا ذكر في الغوثية.

یہی وجہ ہے کہ آج کل مخالفین بہت بڑا زور لگا رہے ہیں کہ کسی طرح یہ لقب لوگوں کے دلوں سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم گرامی سے مٹا دیا جائے لیکن جسے خدا لکھے وہ کیوں مٹے۔

ازالہ وہم

اس لقب سے گھبراہٹ صرف شرک کے خطرہ سے ہے لیکن درحقیقت یہ صرف وہم اور اولیاء دشمنی کا بین ثبوت ہے کیونکہ غوث اللہ تعالیٰ کا وہ صفاتی نام نہیں کہ اس کے سوا کسی دوسرے پر اس کے اطلاق سے شرک تو ہم ہو اور وہ بھی اس وقت جب انسان کا عقیدہ ہو ورنہ شرک نہیں جیسا کہ مطول، مختصر معانی و دیگر علم بیان کی کتب میں تحقیق ہو چکی ہے اگر ان اولیاء دشمنی نہ ہوتی تو ایسے مجازات دوسرے کے لئے روانہ رکھتے حالانکہ خود بہت سے صفات الہیہ و اسمائے خداوندی کو خلق خدا پر بولتے رہتے ہیں مثلاً لفظ مولانا اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن مجید میں دو مقام پر آیا ہے

انت مولانا فانصرنا علی القوم الکفرین۔ (پارہ ۳، آخری آیت، سورہ بقرہ)

تو ہمارا مولا ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

هو مولنا و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔ (پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۵۱)

وہ ہمارا مولا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

اس کے باوجود یہ لوگ ہر غیرے غیرے نھو خیرے کو مولانا کہتے ہیں۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے

افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

حل لغات

سورج (اردو) آفتاب۔ اگلوں کے (اردو) پہلے والوں کے گزرے ہوئے ولیوں کے۔ چمکتے تھے (اردو) روشنی پھیلاتے تھے۔ ڈوبے، غروب ہو گئے۔ افق، آسمان کا کنارہ جو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زمین سے ملا ہوا ہے مجازاً آسمان۔ مہر، سورج۔ ہمیشہ (اردو) دائمی۔

شرح

گزرے ہوئے اولیاء کا ملین کے ہدایت کے سورج ایک معین وقت تک خوب چمکتے رہے اور جب تک وہ حیات ظاہری میں رہے اپنے اور بیگانے سبھی بہرہ ور ہوتے رہے لیکن جیسے جیسے ان کے وصال کا وقت آتا گیا وہ ہدایت کے سورج غروب ہوتے گئے مگر آپ کی ہدایت کا روشن سورج آسمان پر آج تک درخشندہ و تابندہ ہے اور وہ کبھی نہ غروب ہوگا۔

فائدہ

اس شعر میں حضور غوث پاک کے درج ذیل شعر کی طرف تلمیح ہے۔

غربت شمس الاولین وشمسنا

ابداعلی افق لعلی لاتغرب

اس شعر کی شرح از حضور امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔

ازالہ وہم

اس کا یہ مطلب نہیں کہ دیگر اولیاء کرام قبور میں نہیں یا ان کا تصرف ختم ہے بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے خود بیان فرمایا۔

(عرض) غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے (ارشاد) بغیر غوث کے زمین و آسمان نہیں رہ سکتے (عرض) غوث کے مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں (ارشاد) نہیں بلکہ نہیں ہر حال یو ہیں مثل آئینہ پیش نظر ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبد اللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبد الرب اور وزیر دست چپ عبد الملک۔ اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا کے اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم ﷺ ہیں صدیق اکبر حضور وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست۔ پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المؤمنین فاروق اعظم و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت غایت ہوئی اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو امین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔ حضور غوث اعظم بھی ہیں ہیں اور سید الافراد بھی حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۱۴۳)

فائدہ

یہی کلیہ تمام مشائخ نے ذکر کیا ہے تا امام مہدی ولایت کی باگ ڈور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہے گی اور آپ کے ہاتھوں ہر ولی کو ولایت نصیب ہوگی خواہ وہ سلسلہ چشتیہ سے متعلق ہو یا نقشبندیہ سے قادر یہ سے ہو یا

سہروردیہ اور اویسیہ سے۔

بعد از وصال

ہم کہتے ہیں کہ دیگر تصرفات کے علاوہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب بھی اولیاء کے عزل و نصب کے عہدہ پر فائز ہیں۔

شاہ ولی اللہ کی گواہی

آپ فرماتے ہیں کہ

در اولیائے امت و اصحاب طرق قوی کسیکہ بعد تمام راہ جذب بآکد و جوہ بہ اصل این نسبت (اویسیہ) میل کردہ اند و در انجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین جیلانی اندولہذا گفتہ اند کہ در قبر خود مثل احياء تصرف می کنند۔ (ہمسات ہمعہ ۱۱)

اور امت کے اولیائے عظام سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل و مکمل طور سے اس نسبت نسبت اویسیہ کی اصل کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے وہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ اپنی مزار میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

دور و نزدیک یکساں

یہی شاہ ولی اللہ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور و نزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں کہ آپ اپنے ہمعصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام اور یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند کو نقشبند بنایا تو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض کمالات ولایت حاصل ہوئے تو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل اس کی تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔

قبر میں تین اولیاء کا تصرف

شیخ عقیل سخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے چار بزرگوں کو دیکھا ہے کہ جن کا تصرف قبروں میں بھی جاری و ساری رہتا ہے یہ تصرف زندگی کی تمام قوتوں کی طرح ہوتا ہے۔ یہ بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ معروف کرنی، شیخ حیات حیرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ (زبدۃ الآثار صفحہ ۳۱)

حضرت خضر علی نبینا علیہ السلام

سیدنا خضر علی نبینا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اس وقت کے فرد احباب ہیں اللہ کبھی کسی ولی اللہ کو مرتبہ عالی عطا نہیں فرماتا جب تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منظور نہ ہو۔ کسی مقرب ولی اللہ کو اُس وقت تک بزرگی نہیں دی جاسکتی جب تک وہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی کا اعتراف نہ کرے۔ اللہ کسی کو اُس وقت تک ولی نہیں بناتا جب تک اس کے سینہ میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب بدرجہ اتم موجود نہ ہو۔ (زبدۃ الآثار صفحہ ۴۰، تفریح الخاطر صفحہ ۳۸، ۳۹ مطبوعہ مصر)

حضرت عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جب اللہ اپنے بندوں میں سے کسی کو ولی بنانا چاہتا ہے تو حکم فرماتا ہے

ان یاخذوه بحضور المصطفى ﷺ

اس کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرو۔

جب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کیا جاتا ہے تو حضور پر نور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

خذوه الی ولدی السید عبدالقادر یری لیاقة واستحقاقه بمنصب الولاية.

اسے میرے بیٹے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ اس کی لیاقت دیکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ یہ اس مرتبہ و عہدہ کے لائق بھی ہے یا نہیں۔

حسب الارشاد اسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے آپ اس کو منصب ولایت کے قابل دیکھتے ہیں تو اس کا نام دفتر محمدیہ میں لکھ کر مہر لگا دیتے ہیں پھر اسے حضور نبی پاک ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کیا جاتا ہے پھر بمطابق تحریر حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کا حکم لکھا جاتا ہے

فیطلع خلعة الولاية فتعطی بید الغوث فیوصلها الیه ففی عالم الغیب والشهادة یكون ذالک الولی مقبولا ومسلما.

اس کو ولایت کی خلعت سے آگاہ کیا جاتا ہے جو اسے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے عنایت کی جاتی ہے اور وہ شخص اس خلعت کو پہن لیتا ہے اور عالم غیب و شہادت میں مقبول و مسلم ہو جاتا ہے۔

فهذه العهدة متعلقة بحضرت الغوث الی یوم القيامة وليس لاحد من الاولیاء الکرام مماثلة ومشاركة مع الغوث فی هذا المقام ففی کل عصر وزمان تستفیض من حضرته الاقطاب والغوث وجميع الاولیاء.

پس اس عہدہ پر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک فائز رہیں گے اور اس مقام میں کوئی ولی آپ کے مماثل اور شریک نہیں ہے ہر زمان اور آن میں قطب غوث اور تمام اولیاء اللہ کی ذات منبع برکات سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۳۸، ۳۹ مطبوعہ مصر)

مرغ سب لولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نواسخ رہے گا تیرا

حل لغات

مرغ، مرغ۔ بولتے ہیں، بانگ دیتے ہیں۔ ہاں، البتہ۔ اصیل اچھی نسل والا، شریف النسل۔ نواسخ، آواز دینے والا۔

شرح

سارے جہاں کے مرغ بانگ ضرور دیتے ہیں مگر ہر وقت نہیں بلکہ بانگ دیتے ہیں پھر ایک عرصہ تک خاموش ہو جاتے ہیں لیکن آپ کا مرغ جو بڑی اچھی نسل والا ہے ہمیشہ آواز دیتا رہے گا خاموشی اختیار نہ کرے گا۔

خرویں بغداد

یہ سیدی ابوالوفا علیہ الرحمہ کے ایک قول کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے حضرت غوثیت مدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا

کل دیکک یصیح ویسکت الا دیککک فانہ یصیح الیٰ ان تقوم القيامة
یعنی آپ کی تبلیغ کا سلسلہ اور آپ کے خدام کی تعداد قیامت تک جاری رہے گی۔

اور کسی شاعر نے کہا

کل دیکک یصیح ویسکت الا
دیککک فانہ یصیح الیٰ يوم القيامة
مرغ سب لولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نواسخ رہے گا تیرا

کلمۃ الحق ارید بها الباطل

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کو دیک (مرغا) جس معنی پر فرمایا وہ ان کے لائق ہے لیکن ہمیشہ سے باطل

نے اپنی کوڑھ مغزی کو چھپنے نہیں دیا بعینہ اسی لفظ کو لے کر لاہور کے ایک مجتہد شیعہ نے خروس بغداد رسالہ لکھ کر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوب پھبتیاں اڑائیں اور غلیظ کجواسات لکھے لیکن مغالطات بکنے والا امر کراہی عذاب میں کراہ رہا ہوگا لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کا ذکر قیامت تک بختار ہے گا۔ سیدنا حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

افلت شمس الاولین وشمسنا ابداً علی افق العلی لا تغرب.

پہلوں کے آفتاب غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی کے افق پر ہے غروب نہ ہوگا۔

اس شعر کی شرح حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سیدنا شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں درج ہے جسے ہم بطور تبرک نقل کرتے ہیں

وہو ہذا راہ ہائے کہ بجناب قدس موصل اندو داند۔ راہیت کہ بقرب نبوت تعلق وارد علی ربابہا الصلوٰۃ والسلام و موصل اصل الاصل است و اصلان این راہ باصالۃ انبیاء اند علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و از سائر امتان تا کرا باین دولت بنو ازند اگرچہ قلیل بوند بلکہ اقل و دریں راہ توسط و حیلولہ نیست ہر کہ ازیں و اصلان فیض میگیرد بے توسط احدی از اصل اخذ می نماید و ہیچ یکے دیگرے را حائل نیست و راہسیت کہ بقرب ولایت تعلق دارد۔ اقطاب و اوتاد و بدلا د نجبا و عامہ اولیاء اللہ بہ ہمیں راہ و اصل اند و راہ سلوک عبارت ازیں راہ ست بلکہ جذبہ متعارفہ نیز داخل ہمیں است و توسط و حیلولت دریں راہ کائن است و پیشوائے و اصلان این راہ و سرگروہ اینہاد و منبع فیض این بزرگواراں حضرت علی مرتضیٰ است کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و این منصب عظیم ایشان بایشان تعلق دارد۔ دریں مقام گویا ہر دو قدم مبارک آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام برفرق مبارک اوست کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرت فاطمہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم دریں مقام بایشان شریک اند انگارم کہ حضرات امیر قبل از نشاء عنصری نیز ملاذو ملجاء این مقام بایشان شریک اند انگارم کہ حضرات امیر قبل از نشاء عنصری نیز ملاذو ملجاء این مقام بوندہ اند چنانچہ بعد از نشاء عنصری و ہر کرا فیض و ہدایت ازیں راہ می رسید بتوسط ایشان میر سید چہ ایشان نزد نقطہ منتہائے این راہ اند و مرکز این مقام بایشان تعلق وارد، وچوں و دورۂ

حضرت امیر تمام شدایی منصب عظیم القدر وبحضرات حسنین ترتیباً مفوض و مسلم گشت و بعد از ایشان همان منصب بھر یکے از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت دور اعصار این بزرگواران و ہم چنین بعد از اربحال ایشان ہر کرافیض و ہدایت میر سید بتوسط این بزرگواران بودہ و بجبلولت ایشانان ہر چند اقطاب و نجبائے وقت بودہ باشند و ملاؤ و ملجا ہمہ ایشان بودہ اندچہ اطراف را غیر از لحوق بمرکز چارہ نیست ، تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسید قدس سرہ و چون نوبت بہ این بزرگوار شد منصب مذکور باد قدس سرہ مفوض گشت۔ و ما بین ائمہ مذکورین و حضرت شیخ ہیچ کس بریں مرکز مشہود نمے گردد۔ و وصول فیوض و برکات دریں راہ بہ ہر کہ باشد از اقطاب و نجبا بتوسط شریف اور مفہوم مے شود۔ چہ این مرکز غیر اور میسر نشد۔ از ینجاست کہ فرمودہ۔

شعر

افلت شمس الاولین و شمسنا

ابدا علی افق العلی لا تغرب

مردان شمس آفتاب فیضان ہدایت و ارشاد است و از اقول آن عدم فیضان مذکور۔ و چون بوجود حضرت شیخ معاملہ کہ باولین تعلق و اشعت باو قرار گرفت داد واسطہ وصول رشد و ہدایت گردید چنانچہ پیش از وے اولین بودہ اندونیز تا معاملہ توسط فیضان برپاست بتوسل اوست ناچار راست آمدکہ۔

افلت شمس الاولین و شمسنا الخ۔

سوال

این حکم منتقض است بمجدد الف ثانی زیر اکہ در میان معنی مجدد الف ثانی در مکتوبے از مکتوبات جلد ثانی اندراج یافتہ است کہ ہر چند از قم فیض در آن مدت بامتان برسد بتوسط اور اشد ہر چند کہ اقطاب داد باشد و بدلا د بخیا د وقت بودند ۔

جواب

گوئیم کہ مجدد الف ثانی دریں مقام نائب مناب حضرت شیخ ست دہ نیابت حضرت شیخ
ایں معاملہ بامربوط است چنانچہ گفتہ اند۔

نور القمر مستفاد من نور الشمس فلا محذور۔ (مکتوبات شریف، دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۲۳)

ترجمہ

جو راستے ذاتِ خداوندی تک پہنچاتے ہیں دو ہیں۔ ایک راستہ وہ ہے جس کا تعلق قربِ نبوت سے ہے (ان پر صلوات و سلام ہو)
(اور یہی راستہ خدا رسیدہ ہونے کا اصلی ہے اور اس راستہ سے پہنچنے والے انبیاء ہیں اور ان کے صحابہ کرام ہیں اور تمام امتیوں
میں سے جن کو یہ دولت عطا ہوئی ہے اگر چہ تھوڑے ہیں اور اس راہ میں اور کوئی وسیلہ یا ذریعہ نہیں ہے جو کہ ان واصلانِ حق
سے فیض لیتا ہے بغیر کسی اور وسیلے کے اصل ہی سے حاصل کرتا ہے اور کوئی دوسرا اس راہ میں حائل نہیں ہے اور ایک راہ وہ
ہے جس کا تعلق ولایت سے ہے تمام قطب، اوتاد، ابدال و بزرگان اور عام اولیائے کرام اسی ولایت کے راستہ سے واصل
ہوتے ہیں اور راہِ سلوک کا مطلب بھی یہی راستہ ہے بلکہ جذبہٴ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اس راہ سے واصل ہونے والوں کے پیشوا ہیں اور جن بزرگوں نے اس راہ سے فیض پایا ہے ان کے سردار ہیں اور
ان بزرگوں کا عالی مقام ان سے ہی تعلق رکھا ہے اور اس مقام پر گویا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم آنحضرت سرورِ
عالم ﷺ کے قدم مبارک پر ہیں اور حضرت فاطمہ و حضراتِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام پر ان کے ساتھ شامل
ہیں۔

میں خیال کرتا ہوں کہ حضرت امیر وصال سے پہلے اس مقام ولایت کے بلجاو ماویٰ تھے اور جس کسی کو اس راستہ سے فیض پہنچتا
تھا ان ہی کے توسط سے پہنچتا تھا جب حضراتِ امیر کا زمانہ ختم ہو گیا تو یہ اونچے مرتبے کا منصب حضراتِ حسنین کو ترتیب وار
حاصل ہوا اور ان کے بعد علی الترتیب بارہ اماموں کو پہنچتا رہا اسی طرح ان بزرگوں کے وصال کے بعد جس کسی کو فیض
پہنچتا ہے ان ہی کے وسیلے سے پہنچتا ہے اور ان کے بعد جتنے بھی غوث، قطب یا اولیاء ہوئے ہیں ان کا بلجاو ماویٰ بھی وہی
ہوئے ہیں کیونکہ اطراف کو لامحالہ مرکز سے ہی ملنا پڑتا ہے یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اس مرتبہ تک
پہنچ گئے اور یہ مرتبہ آپ کو مل گیا۔ مذکورہ بالا اماموں اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی شخص اس مرتبہ پر نہیں ہے اور اب اس
راستے میں فیض و برکت جتنے بھی قطبوں اور ولیوں کو پہنچتی ہیں ان کے ذریعے پہنچتی ہے کیونکہ فیض کا یہ مرکز ان کے بغیر کسی کو
نہیں ملا۔

اسی جگہ پر آپ نے فرمایا ہے

افلت شمس الاولین وشمسنا

ابدأ علی افق العلی لاتغرب

سورج سے مراد آفتاب فیضان و ہدایت و ارشاد ہے اور افول سے یہ مطلب ہے کہ فیض کی نفی ہے۔

اور جب کہ حضرت شیخ کے ساتھ یہ معاملہ پکا ہو گیا ہے اور وہ ہدایت اور فیضان کے وسیلہ سے ہی ہو گا تو ناچار و ناچار یہی درست ہوا کہ پہلوں کے آفتاب غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی کے افق پر ہے غروب نہ ہوگا۔

سوال

یہ حکم حضرت مجدد الف ثانی کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ آپ نے ایک مکتوب میں جو کہ مکتوبات جلد ثانی میں ہے درج کیا ہے کہ جو کچھ لوگوں کو فیض پہنچتا ہے ان کے وسیلے سے پہنچتا ہے خواہ کوئی قطب ہو، اوتا دھویا غوش زمانہ ہو۔

جواب

ہم کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مقام پر حضرت شیخ کے نائب ہیں اور اس معاملہ میں یہ نیابت ان سے مربوط ہے۔ چنانچہ کسی نے کہا ہے

نور القمر مستفاد من نور الشمس فلا محذور.

چاند کا نور سورج کے نور سے حاصل ہے پس کوئی اشکال نہیں۔

پیر پیران میر میران رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی یعنی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ قدر و منزلت خدا داد ہے اسی لئے آپ تمام پیروں کے پیر اور شیخ المشائخ ہیں۔ چنانچہ بحیثیۃ الاسرار صفحہ ۲۳ میں خود فرماتے ہیں

الانس فہم مشائخ والجن فہم مشائخ والملائکۃ فہم مشائخ وانا شیخ الكل.

انسانوں کے مشائخ ہوتے ہیں جنات اور ملائکہ علی نبینا وعلیہم السلام کے بھی لیکن میں سب کا شیخ ہوں۔

بلکہ خود غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مخالف کو قیامت چیلنج کیا ہے

ونحن لمن قد سأناسم قاتل فمن لم یصدق فلیجرب ویعتدی

(قلائد الجواہر صفحہ ۱۳۴)

جو ہماری برائی کرے اس کے لئے ہم زہر قاتل ہیں جو نہیں مانتا وہ آزمائے پھر قدرت کا تماشا دیکھے

منکر نعرۃ ماگوکہ بماعر بدہ کرد

تابہ محشر شنود نعرہ مستانہ ما

ہمارے نعرہ کے منکر کو کہو کہ تو نے ہمارے ساتھ جنگ کی ہے انشاء اللہ محشر تک ہمارا نعرہ گونجتا رہے گا۔

فوائد

- (۱) اس نعرہ سے آپ کی بزرگی و شرافت مراد ہے اور منکر سے بد مذہب یا حاسد مراد ہے۔
 - (۲) اس سے یہی ثابت ہوا کہ آپ کی بزرگی اور فیض رسانی تا قیامت اور پھر محشر میں جاری رہے گی۔
 - (۳) نعرہ سے نعرہ غوثیہ بھی مراد ہو سکتا ہے جس کے منکر وہابی دیوبندی ہیں لیکن ان کے انکار سے کوئی فرق نہیں ہوا بلکہ بفضلہ تعالیٰ یہ نعرہ گونج رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک اور محشر میں گونجے گا اور خوب گونجے گا۔
- کسی نے کیا خوب فرمایا

اسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم

فقیروں کے حاجت روا غوثِ اعظم

گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا

مدد کے لئے آؤ یا غوثِ اعظم

تیرا نام لے کر جو نعرہ لگایا

مہم سر ہوئی ایک دم غوثِ اعظم

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

حل لغات

ولی، دوست، صوفیاء کی اصطلاح میں ایک مرتبہ ہے جو اہل ایمان کو ملتا ہے۔ قبل، پہلے۔ بعد ہوئے، پیچھے ہوئے۔ ہوں گے، ابھی پیدا ہونے والے ہیں۔

شرح

اے میرے آقا جتنے اولیاء اللہ آپ سے پہلے ہو چکے ہیں یا آپ کے بعد پیدا ہوئے یا ابھی ہونے والے ہیں سارے اولین و آخرین دل سے آپ کا احترام کرتے ہیں اور وہ شمار سے باہر ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند کا ذکر کرتے ہیں

خضر علیہ السلام

حضرت خضر نے آپ کی شان میں فرمایا ہے

اتخذ الله ولياً كان اويكون الا وهو متارب معه الى يوم القيامة.

جسے اللہ تعالیٰ نے ولی بنایا وہ گزر گیا یا تشریف لائے گا قیامت تک سب آپ (غوثِ اعظم) کا ادب کرتے ہیں۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمة

محمد بن احمد سعید بن زریغ الزنجائی قدس سرہ النورانی نے اپنی کتاب **روضۃ النواظر و نزہۃ الخواطر** کے باب ششم میں ان مشائخ کا جنہوں نے حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قطبیت کے مرتبہ کی شہادت دینے کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں آپ سے پہلے اولیاء الرحمن میں سے کوئی بھی حضرت کا منکر نہ تھا بلکہ انہوں نے آپ کی آمد آمد کی بشارت دی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے زمانے مبارک سے لے کر حضرت شیخ محی الدین قطب سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک تک بالوضاحت آگاہ فرمادیا ہے کہ جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں سب نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر دی ہے بلکہ تمام اولیاء کرام آپ کے ادب سے سرشار رہے اور رہیں گے۔

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین و حریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

حل لغات

بقسم کہتے ہیں، قسم کھا کر کہتے ہیں۔ شاہان، شاہ کی جمع، بادشاہ۔ صریفین ایک جگہ کا نام ہے۔ حریم، ایک جگہ کا نام ہے۔ شاہانِ صریفین و شاہانِ حریم سے مراد وہاں کے دو اولیاء کرام ہیں جو حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ ہوا ہے نہ ولی، کوئی ولی نہ پہلے گزرا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ ہمتا، مثل۔

شرح

صریفین اور حریم کے بادشاہ یعنی ان دونوں جگہوں کے رہنے والے بڑی شان والے اولیاء کرام جن کا بالترتیب اسم گرامی شیخ ابو عمر عثمان صریفین اور ابو محمد عبدالحق بن ابی بکر حریمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ گئے ہیں کہ اے غوثِ پاک آپ کے برابر نہ تو پہلے کبھی کوئی ولی گزرا ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ آپ تو یکتا اور بے مثل ہیں یہ صرف شہنشاہِ ولایت کا اسم گرامی بطور تبرک ورنہ جملہ اولیاء بلکہ انبیاء بلکہ خود سرورِ انبیاء (ﷺ) نے یہی فرمایا کہ نہیں کوئی ہمتا تیرا۔

نورِ دیدۂ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ایک دن حضور سرورِ عالم ﷺ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے تو بی بی فاطمہ کھانا پکانے میں مصروف تھیں اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھیل میں مشغول تھے۔ حضور ﷺ دونوں شہزادوں سے پیار کرنے لگے لیکن اس وقت خصوصی پیار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زائد تھا بی بی صاحبہ بھانپ گئیں عرض کرنے کو تھیں کہ حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ اس وقت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے ہیں اور عرض کی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ائمہ پیدا ہوئے لیکن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ایسا ولی کامل پیدا ہوگا جس کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا اس سے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت خوش ہو گئیں۔ (گلدستہ کرامات صفحہ ۶۱)

امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سجادہ (مصلیٰ) حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچانے کے لئے اپنے ایک مرید کو دیا اور کہا اس کو بہت حفاظت سے رکھنا اور اپنے مرنے کے وقت کسی معتمد اور معتبر شخص کو دے دینا اور اس کو وصیت کرنا کہ وہ بھی مرتے وقت کسی دوسرے شخص کو دے دے۔ اسی طرح پانچویں صدی کے درمیان تک یہ سلسلہ چلتا رہا ہے حتیٰ کہ غوثِ اعظم جن کا نام مبارک شیخ عبدالقادر الحسنی البجیلانی ہوگا ظاہر ہوں گی یہ ان کی امانت ہے ان کو پہنچانا اور میرا سلام کہنا۔

شیخ حماد نے فرمایا

غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعلیم کے دنوں میں اکثر حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور ان کو شیخ حماد باس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہا کرتے تھے۔ دباس کے معنی شیرہ نچوڑنے والا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی انگوہ کا شیرہ (سرکہ) فروخت کرنے کی دکان تھی۔ کہتے ہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیرہ پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اگرچہ بے علم تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ معرفت کے نور سے منور کیا ہوا تھا۔ ایک دن پیار سے دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرے میں بیٹھے تھے جب باہر اُٹھ کر آئے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے درویشوں کو کہا اس جوان کا قدم ایک دن سب روئے زمین کے ولی اُٹھائیں گے۔ (نزہۃ الخاطر صفحہ ۱۱)

جنید بغدادی

شیخ موسیٰ سہروردی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مکاشفات اولیاء میں لکھتے کہ حضرت شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے خبر دی جب کہ وہ ایک دن مراقبہ میں تھے اچانک سر مبارک اُٹھایا

قدمہ علیٰ رقبۃ

اس کا قدم میری گردن پر

پھر مراقبہ میں ہو گئے جب فارغ ہوئے تو خادموں نے یہ حال پوچھا فرمایا مراقبہ میں مجھ پر ظاہر ہوا کہ آج سے دو سال بعد ایک بڑا بزرگ پیدا ہوگا بغداد میں سکونت رکھے گا اور خدا کے حکم سے یہ کہے گا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ کیوں نہ ایسے پیاری شان والے کا قدم میری گردن پر بھی ہو اس خیال سے میں نے وہ لفظ کہے۔ (سیرت غوث الاعظم صفحہ ۱۱)

کرامات کی کثرت

شیخ علی ہیتی کا بیان ہے میں نے اپنے زمانہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی سے زیادہ کسی کو صاحب کرامات نہیں پایا۔ ہم لوگوں میں سے جو کوئی جس وقت چاہتا ان کی کرامت کا مشاہدہ کر لیتا۔ خرق عادات جو ظاہر ہوتی تھیں وہ کبھی خود آپ سے متعلق کبھی آپ کی بابت اور کبھی آپ کے ذریعہ ہوتی تھیں۔

جواہرات اور موتی

شیخ ابوسعود احمد بن ابی بکر حزیمی اور شیخ ابو عثمانی مرتضیٰ کا مشترکہ بیان ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامتوں کی مثال اس جواہرات کی تسبیح کی طرح ہے جس کے ہر دانہ کو ہر روز اور ہر وقت دیکھا اور شمار کیا جاتا ہے۔

شہاب الدین سہروردی

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی طریقت کے سلطان تھے اور درحقیقت وجود جسم پر ان کو تصرف و غلبہ حاصل تھا منجانب اللہ آپ کو ہر چیز پر تصرف کرنے کا اختیار تھا اور آپ کی کرامتیں ہمیشہ ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامتیں مسلسل ظاہر ہوتی رہیں اور ہم جانتے ہیں کہ آپ جیسی شخصیت یا آپ کی جیسی کرامتیں دنیا کے کسی شیخ میں نہیں پائی گئیں۔ غرض کہ آپ سے ہر طرح کی کرامتیں ظاہر ہوئیں مخلوقات کے ظاہر و باطن میں آپ تصرف کرتے، انسانوں اور جنات لوگوں کے دلوں کی باتیں اور بھیدوں سے آپ واقف ہو جاتے۔

نکتہ

چونکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے شفیع نائب اعظم تھے۔ اس لئے آپ کی کرامات حضور نبی پاک ﷺ کے معجزات کی طرح لاتعداد و الٰہی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ تاقیامت حضور ﷺ کے معجزات کا ظہور ہوتا رہے گا ایسے ہی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات کا صدور ہوتا رہے گا۔

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قطب خود کون ہے خادم تیرا چیلّا تیرا

حل لغات

دہر، زمانہ عالم۔ اقطاب جمع ہے قطب کی، اصلاحی معنی درج ذیل ہے وہ ولی جسے خدا کی طرف سے ملک کا انتظام سپرد ہو جیسے ابدال جمع ہے بدل کی وہ ستر اولیاء کرام ہیں کہ جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے اور اسی طرح اوتا دوتا کی جمع ہے بمعنی میخ کیل اور اصطلاحاً وہ اولیاء کرام کی جماعت جو دنیا بھر میں اولیاء کرام پر مشتمل ہوتی ہے یہ ماخوذ ہیں خیموں کی میخوں سے جو عموماً چار ہوتی ہیں۔ چیلّا (اردو لفظ ہے) بمعنی شاگرد۔

شرح

اے غوث پاک آپ سے اور زمانہ کے قطبوں سے کوئی نسبت نہیں اس لئے کہ ہر قطب آپ کا خادم اور مرید ہوتا ہے اور کوئی خادم اور مرید اپنے شیخ سے عادتاً ارفع و اعلیٰ نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی فرماتے ہیں کہ جس کسی کو ظاہری باطنی فیض حاصل ہوا سیدنا غوث اعظم کی وساطت سے ہی ہوا خواہ اسے معلوم ہو یا نہ کوئی ولی آپ کی مہر کے بغیر منظور اور معتبر نہیں ہو سکتا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطاء فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے جسے چاہیں کسی منصب و لایت پر مقرر فرمائیں جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرمادیں۔ (اقتباس الانوار)

شیخ ابوالمعالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی فرمایا ہے کہ

گر کسے واللہ بعالم روئے عرفانی است

از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

ہست ہر دم جلوہ کہ از چہرہ اش از حسین و حسن

زانجملہ اش مصطفیٰ را راحت ریحانی است

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

حل لغات

سارے، تمام، سب کے سب۔ جہاں، دنیا۔ اقطاب جہاں، دنیا بھر کے قطب۔ کعبے، بیت اللہ شریف جو مکہ معظمہ میں ہے جس کے ارد گرد حاجی لوگ چکر لگاتے ہیں۔ طواف، چکر، خانہ کعبہ کے گرد حاجیوں کا گھومنا جو نفل نمازوں سے افضل۔ در، دربار، چوکھٹ۔ والا بمعنی بزرگ، بلند مرتبہ۔ در والا بلند چوکھٹ۔

شرح

دنیا بھر کے قطب حضرات کعبہ شریف کے طواف حصول برکت و بلندی مرتبت کے لئے کیا کرتے ہیں مگر آپ کا دربار گھربار وہ دربار ہے کہ کعبہ خود بحکم الہی آپ کے بلند مرتبہ دربار کا طواف کرتا ہے۔

طواف کعبہ برائے اولیاء

یہ مسئلہ بظاہر حیران کن ہے کہ طواف کعبہ ہوتا ہے یہاں معاملہ برعکس ہے کہ کعبہ اولیاء کا طواف کرے یہ حیرانی صرف انہیں ہے جو شانِ ولایت سے بے خبر ہیں ورنہ یہ مسلمات سے ہے۔ ولی کامل کعبہ سے افضل ہے حدیث شریف میں صاف اور واضح الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ ولی اللہ کعبۃ اللہ سے اشرف ہے اور افضل ہے۔ فقیر اویسی غفرلہ کی اس موضوع پر ایک مستقل تصنیف ”القول الجلی فی ان الکعبۃ تذهب الی زیارۃ الولی“ ہے۔ بقدر ضرورت یہاں چند امور عرض ہیں۔

عرش اللہ

کعبہ شریف صرف انوار تجلیات کا مرکز ہے اور ولی اللہ مرکز انوار و تجلیات بھی ہے اور عرش حق بھی چنانچہ حدیث شریف میں ہے

لا یسعی عرش ولا کرسی ولا لوح ولا قلم ولا رض ولا سماء ولكن یسعی قلب المؤمن وہی

عرش اللہ.

میں نہ تو عرش پر ساتا ہوں اور نہ ہی کرسی اور نہ ہی لوح میں اور نہ قلم اور نہ ہی زمین میں اور نہ آسمان پر۔ ہاں ساکتا ہوں تو مومن کے دل پر اور یہی میرا عرش ہے۔

عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

دل بدست اور کہ حج اکبر است
از ہزار کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنیاد خلیل آذر است
دل نظر گاہ جلیل اکبر است

اہل دل کے دل کو ہاتھ میں لاؤ یعنی انہیں راضی رکھو یہی حج اکبر ہے اس لئے کہ ہزار کعبہ سے ایک دل افضل ہے کیونکہ اس کعبہ کی بنیاد تو حضرت ابراہیم نے رکھی لیکن دل اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم کا مرکز ہے۔

مومن یعنی ولی اللہ کعبہ سے افضل ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

عن ابن عمر انه نظر الى الكعبة فقال ما اعظمها وما اعظم حرمتها والمومن اعظم حرمة عند الله تعالى منك. (ترمذی صفحہ ۲۷۲)

ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تیری بڑی شان ہے اور تیری بڑی حرمت ہے اور مومن اللہ کے نزدیک حرمت میں تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی حدیث مذکور اور اس کا ترجمہ لکھ کر یوں رقمطراز ہے ”از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است“ اس حدیث سے اس قول مشہور کا پورا اثبات ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں مومن کو جو کعبہ سے افضل کہا گیا تو مدار اس کا ایمان ہے اور موصوف بالایمان قلب ہے پس قلب مومن کا افضل ہونا کعبہ سے ثابت ہوا اور اعظم کو مطلق فرمایا اس لئے ہزار درجہ اعظم کہنا بھی بروئے حدیث گنجائش رکھتا ہے اور از ہزاراں بہتر کہنے کا حاصل یہی ہے کہ ”ہزاراں درجہ از کعبہ بہتر است“ اسی طرح بعض بزرگوں کے کلام میں قلب کو تجلی گاہ کہنا وارد ہے۔ اس حدیث سے اس کی بھی اصل نکل سکتی ہے کیونکہ جب کعبہ تجلی گاہ حق ہے افضل من الکعبہ کو بدرجہ اور تجلی گاہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے۔ باقی یہ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت جزی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کو جہت سجدہ بھی بنایا جائے۔

(الکشف عن مہمات التصرف صفحہ ۷۴، ۷۵ جلد ۵ مطبوعہ قاسمی دیوبند)

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر جلد ۱ صفحہ ۸۹۹ میں فرماتے ہیں ”یہ مکان کا منتقل ہونا ولی کی کرامت

ہوتی ہے اور نبی کا معجزہ۔“

کعبہ صرف اسی کمرے کا نام نہیں بلکہ اسی فضاء کا نام ہے جہاں پر وہ کمرہ نصب ہے یہی وجہ ہے کہ کعبہ کی چھت پر

بھی نماز جائز ہے بلکہ زمین کے نیچے تحت اثر مٹی سے لے کر آسمانوں سے اُوپر عرشِ علا تک کی فضاء قبلہ ہے۔ اسی لئے اگر کوئی جبل قیس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو اس کی نماز جائز ہے وہ شخص اگر چہ کعبہ سے اونچا ہے مگر اس کی نماز جائز ہے۔ چنانچہ فقہائے کرام نے فرمایا کہ **در مختار** میں ہے

فهى من الارض السابعة الى العرش .

طحاوی میں ہے

لانه لو صلى على جبل ابى قيس لا يكون بين يديه شئ من بناء الكعبة صحت صلاته كذا فى شرح .
مراقى الفلاح میں ہے

من شروط الصلوة استقبال القبلة وهى الكعبة واشترط استقبال جزء من بقعة الكعبة وهو العالان القبلة اسم البقعة الكعبة المحدودة وهو المها الى عنان السماء عندنا كذا فى العنايت وليس بناء قبلة .
ورته حين ازيل البناء صلى الصحابة رضى الله عليه الى البقعة .

ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے فقہاء کرام نے قبلہ اسی فضاء کو بتایا اور اولیاء کرام کے ہاں اسی کمرہ کی منتقلی ہوئی اور وہ منتقلی اسی طرح ہوئی جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے معراج کی واپسی کے بعد بیت المقدس آپ کے سامنے لایا گیا۔ اسی کمرے کا نام نہیں بلکہ اس کی فضا کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب کعبہ کا کمرہ از سر نو تعمیر کے لئے توڑا گیا تو صحابہ کرام نے اسی فضاء کی طرف نماز ادا کی۔
فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر یہی کمرہ کسی مقام پر منتقل کر کے رکھ دیا جائے اور کوئی شخص اسی کمرے کی جانب نماز کی نیت باندھے تو اس کی نماز ناجائز ہے چنانچہ کبیری شرح مینہ صفحہ ۲۲۳ مجتہبائی میں ہے

فى شرح الطحاوى الكعبة اسم للعرضة فان الحيطان لو وضعت فى مواضع آخر فصلى ايها لايجزز .

یعنی کعبہ اسی فضاء کا نام ہے یہاں تک کہ اگر کمرے کی دیواریں اٹھا کر دوسری جگہ رکھی جائیں اور اس کی طرف نماز پڑھی جائے تو وہ نماز ناجائز ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ کعبہ صرف کمرے کا نام نہیں اور وہ کمرہ اپنے مقام سے منتقل ہو کر دوسرے مقام پر منتقل ہو جاتا ہے۔

اور پروانے میں جو ہوتے ہیں کعبے پر نثار

شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

حل لغات

اور، دوسرے، کوئی اور دوسرے۔ پروانے جمع پروانہ کی، تتلیاں، پتنگے، عاشق۔ شارب معنی قربان، نچھاور۔ شمع، موم بتی، فانوس۔

شرح

اور لوگ بمنزلہ پروانہ کے ہیں جو شمع کعبہ پر نثار ہوتے ہیں اور اس کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں لیکن تو ایسی شمع ہے کہ کعبہ بمنزلہ پروانہ تیرا طواف کرتا ہے۔ علماء کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیاء کاملین سے ملاقات کرنے اور ان کے دربار میں حاضری دینے کے لئے کعبہ خود سفر کر کے آتا ہے اور یہ صرف شاعرانہ تخیل نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ کعبہ اولیاء کرام کی زیارت کو جاتا ہے۔ چنانچہ روح البیان جلد ۲ صفحہ ۶۷۷ میں ہے

ومنه زیارة الکعبة ببعض الاولیاء.

یعنی اس قبیل سے ہے کعبہ کا بعض اولیاء اللہ کی زیارت کو جانا۔

اور بحر الانق شرح کنز الانق جلد ۱ میں علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

الکعبة اذ رفعت عن مکانها لزیارة اصحاب الکرامة ففي تلك الحالة جازت الصلاة الى ارضها. کعبہ شریف جب صاحب کرامت اولیاء اللہ کی زیارت کے لئے اٹھایا جائے تو اس حالت میں کعبہ کی فضاء کی طرف نماز پڑھنا جائز ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رد المحتار حاشیہ در مختار جلد ۲ صفحہ ۸۶۷ میں تحریر فرماتے ہیں

والانصاف ما ذكره الامام النسخی حين سئل عما يحلى ان الکعبة كانت تزور واحد من الاولیاء هل يجوز القول به فقال نقضاً للعادة على سبيل الکرامة لاهل الولاية جائز عند اهل السنة. انصاف کی بات وہ ہے جو امام نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی جب ان سے سوال ہوا کہ بعض حکایات میں ہے کہ کعبہ شریف بعض اولیاء اللہ کی زیارت کو جاتا ہے تو کیا یہ قول صحیح ہے تو انہوں نے فرمایا بطور کرامت (خرق عادت) اہل سنت کے نزدیک اولیاء اللہ کے لئے جائز ہے۔

اور اسی رد المحتار شامی جلد ۱ صفحہ ۳۱۲ میں ہے

الکعبة اذ رفعت عن مكة لزیارة اصحاب الکرامة ففي تلك الحالة جازت الصلوة الى ارضها.

کعبہ جب مکہ کو لیوں کی زیارت کے لئے جاوے تو پھر اس وقت کعبہ کی زمین کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا جائز ہے۔

ازان بڑھ کر

یہاں تک کہ فقہاء کرام نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ اگر وہی کمرہ اگر کسی کو کسی دوسرے مقام پر نظر آئے اور وہ اسی کمرے کو قبلہ سمجھ کر نماز اس کی جانب ادا کرے تو نماز ادا نہ ہوگی۔

کمال قال فی رد المختار جلد ۱ صفحہ ۳۲ یس بالقبلة الکعبة التی هی البنا المرتضع علی الارض
ولذا لولقل النبء الی موضع اخر و صلی اللہ الیہ لم یجزل تجب الصلوة الی ارضها کما فی الفتاوی
الصوفیہ.

یعنی قبلہ سے یہی کعبہ مراد نہیں جو زمین پر ایک کمرے کی شکل ہے یہی وجہ ہے کہ اگر وہی کمرہ اپنی جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جائے اور کوئی اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرے تو نماز ناجائز ہوگی بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اس کعبہ کی زمین کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرے۔

حضرت مولانا فضل رسول بدایوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ویرتفع بالتامل فی هذا المقام استبعاد مشاهدة طواف الکعبة بالاولیاء الکبار عیاناً فی بلدان شتی
فی حال الیقظة مع کون فی مکانها. (کذا فی المعتقد المعتمد صفحہ ۶۳، ۶۵)
اور صاحب روح البیان نے فرمایا کہ

واعلم ان البلد هو الصورة الجسمانية والکعبة القلب والطواف الحقیقی هو طواف القلب بحضرة
الربوبیة وان البيت مثال ظاهر فی عالم الملك لتلك الحضرة التی لا تشاهد بالبصر وهو فی
عالم الملكوت کما ان الهيكل الانسانی مثال ظاهر فی عالم الشهادة للقلب الذی لا يشاهد بالبصر
وهو فی عالم الغیب والذی یقدر من العارفين علی الطواف الحقیقی القلبی هو الذی یقال فی حقہ ان
الکعبة تزوره وفي الخبر ان لله عباداً تطوف بهم الکعبة و فوق بین من یقصد صورة البيت و بین من
یقصد رب البيت. (روح البیان پارہ تحت آیة واذ جعلنا البيت الخ)

ترجمہ

اس آیت میں بلد سے صورت جسمانیہ اور کعبہ سے قلب مراد ہے اور طواف حقیقی یہ ہے کہ قلب بارگاہ ربوبیت کا طواف کرے۔
یہ بیت اللہ جو ظاہری طور پر اس عالم دنیا میں ہے اور یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو بارگاہ ربوبیت کا ان آنکھوں سے مشاہدہ

نہیں کر سکتے کیونکہ وہ عالم ملکوت میں ہے جیسے انسان کی ظاہری شکل عالم شہادت یعنی دنیا میں قلب کی ایک مثال جسے آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا کیونکہ وہ عالم غیب سے ہے اور عارفین کو قلبی حقیقی طواف نصیب ہوتا ہے جن کے متعلق مشہور ہے کہ کعبہ معظمہ ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں جن کا خود کعبہ طواف کرتا ہے۔ عام بندے صرف کعبہ معظمہ کی زیارت کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص بندے رب کعبہ کے طالب ہوتے ہیں ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

اور انہی صاحبِ روح البیان قدس سرہ نے فرمایا

وهذه المساجد هي المساجد المجازية واما المساجد الحقيقية فهي القلوب الطاهرة عن لوث

الشرك مطلقاً كما قال من قال

مسجدے کان در دردن اولیاء ست

خانه خاص حقست آن جا خداست

نیست مسجد جز دردن سرداران

آن مجاز ست ایس حقیقت لے جواں

ولهذا يعبر عن هدم المسجد بهدم قلب المومن .

(روح البیان، پارہ ۱۰، تحت آیت انما يعمر مساجد الخ)

صاحبِ روح البیان نے فرمایا یہ تمام بحث مجازی مساجد کی تھی ورنہ حقیقی مسجد تو اولیاء کرام کے قلوب ہیں جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہیں کسی نے کیا خوب فرمایا وہ مسجد حقیقی ہے جو اولیاء کے اندر دل ہے اس لئے کہ وہی خاص خانہ خدا ہے اولیاء اللہ کے قلوب کے سوا اور کوئی مسجد نہیں یہ مساجد مجازی مسجدیں ہیں اور حقیقی مساجد وہی قلوب اولیاء ہیں۔ اسی وجہ سے مومن کے دل کو توڑنے کو ہدم المسجد (مسجد خانے) سے تعبیر کیا ہے۔

امام جلیل سیدی حضرت ابو عبد اللہ محمد عبد اللہ ابن سعد یمنی یا فعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے محقق و معتبر طور سے سنا ہے کہ بہت سے لوگوں نے نکشم خود دیکھا کہ خود کعبہ شریف اولیاء کی ایک جماعت کا طواف کر رہا ہے جن لوگوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا ہے ان میں سے ایک کی میں نے بھی زیارت کی ہے۔

(نزہۃ الساتین ترجمہ الروض الیاحین صفحہ ۳۷۷ مصدقہ تھانوی)

کعبہ در طواف اولیاء

اس مسئلہ میں عوام حیران ہو جاتے ہیں اور مخالفین اولیاء تو اپنے مقام سے کوسوں دور سمجھتے ہوں گے لیکن حیرانی اسے ہو جو اولیاء کے کمالات کا منکر ہو مولوی اشرف علی تھانوی نے **بوار النوار** میں اس مسئلہ کے اثبات میں سات احادیث لکھی ہیں فقیر کی تصنیف ”**التحقیق الجلی**“ اس موضوع میں خوب ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم حضرت شیخ بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ شیخ اور حاضرین اٹھ کھڑے ہوئے سب عالم تحریر میں مستغرق تھے اور فقیر بھی عالم شوق میں تھا۔ ہمیں ایسا استغراق طاری ہوا کہ ہمیں اپنی بھی خبر نہ رہی اسی موقع پر شیخ اور ہمارے ساتھیوں نے بلند آواز میں تکبیر کہی جس طرح کہ کعبہ کے طواف کے وقت کہی جاتی ہے..... جب ہم عالم صحو (ہوش) میں آئے تو کعبہ کو اپنے سامنے کھڑا دیکھا۔ الخ

شجر و سرو سہی کس کے اوگائے؟ تیرے

معرفت پھول سہی کس کا کھلایا تیرا

حل لغات

سرو سہی، بالکل سیدھا دو شاخہ سرو، جس سے شعراء اپنے محبوب کو تشبیہ دیتے ہیں۔ کس کے، برائے سوال، کس شخص کے۔ اوگائے، نکلے، لگائے، بوئے۔ تیرے، جواب آپ کے۔ معرفت، خدا شناسی اللہ تعالیٰ کی پہچان۔ کس، برائے سوال۔ کھلایا، غنچہ کو شگفتہ کیا کلی کو پھول بنایا۔ تیرا، جواب آپ کا۔

شرح

یعنی مشائخیت کے سیدھے سادھے ہی کو لے لو آخر یہ ہدایت کے درخت آپ ہی نے تو لگائے ہیں اور طریقت و معرفت کے غنچوں کو نہایت عمدہ طریقے سے شگفتہ کر کے آپ ہی نے تو پھول بنائے ہیں یعنی علم و عمل طریقت و معرفت کے ایسے راستے آپ نے سکھائے ہیں کہ آج تک لاکھوں حضرات عمل کر کے منزل مقصود تک پہنچ گئے اور پہنچ رہے ہیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے پہلے تمام اولیاء کرام کے سلاسل یا تو بالکل ختم ہو چکے تھے یا اتنا کمزور پڑ گئے تھے کہ ان کا نام لینا بھی ایک جرم سمجھا جاتا تھا کیونکہ پانچویں صدی ہجری کے نصف آخر میں مسلمانوں کی اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی حالت بگڑ چکی تھی، علماء کی بد اعمالیوں اور شاہ پرستیوں نے مسلمانوں کے فرائض اور عبادت کی روح سے نا آشنا کر دیا تھا۔ قبلہ اول بیت المقدس پر عیسائیوں کا تسلط ہو چکا تھا اور وہ بد مست ہو کر حجاز اقدس دیا حرم پر حملہ آور ہونے کے لئے پرتول رہے تھے۔ ادھر ہندوستان کی حالت بھی کچھ زیادہ مختلف نہ تھی۔ سلطان محمود غزنوی کے جانشین وہ صلاحیتیں ضائع کر چکے تھے جس سے کفر و شرک کا جگر کلڑے ہو جاتا ہے۔ کتاب

وسنت کی تعینات پر فلسفہ کی موشگافیوں کو غلبہ ہو رہا تھا اور یہ فساد دراصل خلیفہ یونان کے عربی تراجم سے پیدا ہوا تھا۔ معتزلہ کے بانی واصل بن عطاء فلسفیوں کے معروف گروہ اخوان الصفاء کے سرخیل میمون القراح اور حسن بن صباح جیسے لوگوں کے عقائد کا دور دورہ تھا۔ مصر میں سلطنت باطنیہ بے دینی اور الحاد پھیلا نے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی تھی غرض یہ ہے کہ ملت اسلامیہ اضطراب و انتشار کا شکار ہو کر حوادث و خطرات میں گھر چکی تھی ضرورت تھی ایسے رجل رشید کی جو دین اسلام اور سرمایہ ملت کی نہ صرف نگہبانی کرے بلکہ حق ادا کرے جو ماحول کے اندھیرے میں نور حق کی مشعل روشن کرے جو تجدید احیائے دین کرے جو محی الدین ہو اور بفضلہ تعالیٰ یہ کمال حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آیا کہ آپ نے جب احیائے اسلام و تجدید دین کے لئے کمر باندھی تو شرق و غرب تک علم و عمل کی شمعیں روشن فرمادیں طریقت کے سلاسل طیبہ کو نئی جان اور آن و بان بخشی اب جتنے روحانی سلسلے چل رہے ہیں یہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پودے لگائے نظر آتے ہیں اور عالم دنیا میں آج یہ جو اسلامی بہار نظر آرہی ہے یہ آپ کی محنت کا پھل ہے۔ ہم اپنے ملک (ہندو پاک) کا مختصر سا جائزہ پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین کرام کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت سمجھ میں آئے۔

برصغیر میں سلسلہ قادریہ

حضرت غوث صدیقی محبوب سبحانی کے گنجینہ علم و اسرار سے فیضیاب ہونے والوں کی تعداد دنیا بھر میں ناقابل شمار ہے صرف برصغیر ہندو پاک میں متعدد ایسے بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے کفر و جہالت اور شرک و انحطاط میں گھری ہوئی خلق خدا کو تعلیمات قادری سے راہ مستقیم دکھانے کی کوشش کی اور اپنے مجاہدہ نفس سے ایک مقام حاصل اور شہرت جاوید کی۔ چند نام یہ ہیں۔

شیخ عثمان مروندی المعروف لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت عبداللہ شبابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ٹھٹھہ، حضرت امام پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ میر میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور، شیخ عبدالمعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ بہاؤ الدین جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سید شاہ فیروز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جھنگ، حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصور، سید غوث گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوچ شریف، سید بہاؤ الدین گیلانی المعروف بہاول شیر قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شاہ بہلول اوچ شریف، سید عبدالرزاق گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوچ شریف، سید مبارک حقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوچ شریف بہاولپور، حضرت جیٹھ بھٹہ (خانپور) حضرت غوث اعظم کے تلامذہ صاحب علم و فضل صاحبزادوں اور خلفاء و مریدین کے ذریعہ ان کی بلند پایہ تعلیمات چھٹی صدی ہجری میں ہی ممالک عرب، ترکستان، مصر، مراکش، وسط ایشیا اور ہندوستان میں پہنچنا شروع ہو گئیں تھیں۔

سلسلہ چشتیہ

سیدنا غریب نواز اجمیری اپنے پیر و مرشد قدس سرہ کے حکم سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لائے۔ کئی دن ساتھ گزارنے کے بعد آپ کو کہا ملک عراق عطا ہو آپ نے فرمایا وہ سہروردی کو دے دیا ہے آپ کو ملک ہند سپرد کیا جاتا ہے۔ (تفریح الخاطر)

یہ بھی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض ہے کہ جیسے سلسلہ چشتیہ کو اس ملک میں فروغ ملا ہے دوسرے ملک میں نہیں اور جتنا اس سلسلہ کو اس ملک میں غلبہ ہے دوسرے کو نہیں اگرچہ دوسرے سلاسل بھی با فروغ ہیں لیکن سلسلہ چشتیہ جیسے نہیں یعنی سلسلہ چشتیہ وار ترقی پر رواں دواں ہے مثلاً حضور اجمیری کے خلفاء ہمہ روشن چراغ قطب الدین، فرید الدین، صابر کلیر، نظام الدین چراغ دہلوی پھر آخر میں مولانا فخر الدین دہلوی، قبلہ عالم مہاروی اور ان کے خلفاء اور خواجہ فرید اور خواجہ مہر علی قدست اسرار ہم۔ بخلاف دوسرے سلاسل کے ایک کے بعد دوسرے کا پہلے کی طرح شہرہ کہاں مثلاً قادر یہ حضور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس سرہ جیسی شہرت ان کے کسی خلیفہ کو کہاں، نقشبند یہ میں سیدنا مجد دالف ثانی امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کوئی خلیفہ کہاں، سہروردیہ میں بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ کے بعد دوسرا ایسا کہاں وغیرہ وغیرہ۔

سلسلہ نقشبندیہ

سیدنا بہاؤ الدین نقشبند پر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض ہوا جو حضرت باقی باللہ کے ذریعہ ملک ہند میں سیدنا مجد دالف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خوف فیض رسائی فرمائی۔

سلسلہ سہروردیہ

حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ اعظم حضرت سیدنا بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ سے خطہ سندھ کتنا سیراب ہوا۔

ازالہ وہم

دورِ حاضر میں چونکہ نفسانیت کا غلبہ ہے روحانیت کا تقدم نہیں تو کالہ عقاء ضرور ہے اس لئے بعض سلاسل طیبہ سے وابستگی دوسرے سلسلہ کی فوقیت ناگوار گزرتی ہے بالخصوص غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی یا فیض رسائی سے صریح انکار نہیں تو ارشادات و کنایات سے کام لیا جا رہا ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ و کمال میں کمی تو نہ آئیگی البتہ تمہارے اس رویہ سے تمہارا اپنا بیڑہ غرق ہوگا اس لئے کہ جس سلاسل مبارکہ سے تم یہ

غلط تصور جماتے ہو وہی خود تمہاری اس غلط خیالی پر تمہارے رویہ سے بیزار ہوں گے۔

کوئی یہ خیال نہ فرمائے کہ مدح حضرت غوث پاک کی موجب تو بین باقی اولیاء ہے معاذ اللہ استغفر اللہ۔ ہم نیاز مند ان اولیاء اللہ ہیں مطلب یہ ہے کہ جو کچھ **بہجة الاسرار** یا **فتح المبین** از **سید ظہیر الدین** میں ہے وہ اردو میں بیان کردوں اور حسب **”تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض“** ایک کی تفصیل سے تحقیر دوسرے کی لازم نہیں آتی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقف حسد یا بغض دل میں رکھے۔

تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لاقی ہے فصل سمن گوند کے سہرا تیرا

حل لغات

نوشاہ، نوجوان، دولہا۔ براتی، وہ لوگ جو شادی کے موقع پر دولہا کے ساتھ جاتے ہیں۔ گلزار، چمنستان، مجازاً، دنیا، فصل، موسم بہار۔ سمن، چمبیلی کا پھول۔ گوند کے، پروکر۔ سہرا، پھولوں کی لڑیاں جو دولہا کے سر پہ باندھی جاتی ہیں۔

شرح

اے غوث الثقلین! آپ ایک جنتی دولہا ہیں اور آپ سے عقیدت و محبت رکھنے والے ساری دنیا کے لوگ براتی کی حیثیت سے آپ کے ہمراہ ہیں اور خود رحمت خدا کے موسم بہار نے رحمت و کرامت کی چمبیلی کے پھولوں کو صرف آپ کے لئے پروکر سہرا بنایا ہے یعنی آپ کا علم و عرفان شباب ہے اور آپ پر لطف خداوندی بھی شباب پر ہے اور آپ کے وسیلہ سے آپ کے مریدین معتقدین حضرات بھی لطف الہی سے مالا مال ہیں۔ اس مضمون کے مطابق اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت قدس سرہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ حدیث مرفوعہ مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین معتقدین حضرات بھی لطف الہی سے مالا مال ہیں۔ اس مضمون کے مطابق اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ حدیث مرفوعہ مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین و اصحاب و غلامان بارگاہ آسمان قباب کے شب اسریٰ اپنے مہربان باپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے وہاں حضور پر نور کے پیچھے نماز پڑھی حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے الحمد للہ رب العلمین۔ اب ناظر غیر وسیع النظر معجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیونکر وہاں ہم سے سنے واللہ الموفق۔

(ابن جریر وابن ابی حاتم ویزار و ابو یعلیٰ وابن مردودہ و بیہقی وابن عساکر)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی حضور اقدس سرور عالم ﷺ فرماتے

ہیں

ثم صعدت الى السماء السابقة فاذا انا بابراهيم الخليل مسند اظهرة الى البيت المعمور (فذكر الحديث الى ان قال) واذا بامتى شطرين شطر عليهم ثياب ببض كانها القراطيس و شطر عليهم ثياب امد فد خلعت البيت المعمور ودخل معى الذين عليهم الثياب البيض وحجب الاخرون الذين عليهم ثياب زمد وهم على خير فصليت انا ومن معى من المومنين فى البيت المعمور ثم خرجت انا ومن معى الحديث.

پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا ناگاہ وہاں ابراہیم علیہ السلام ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پر پائی۔ ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے میلے کپڑے والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی خیر و خوبی پر پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔ ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہ عز و جل شرف باریاب سے مشرف ہوئی یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی تو حضور غوث الوریٰ اور حضور کے منسباق باصفا تو بلاشبہ ان اجلی پوشاک والوں میں جنہوں نے حضور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھی والحمد للہ رب العالمین۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”شب معراج اور غوث اعظم“ کا مطالعہ کیجئے۔

اعجوبہ

عالم ارواح میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات عجیب و غریب ہیں۔

شب معراج ایک سبز مرغ

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سدرۃ المنتہیٰ کے متصل ایک بار گاہ بانوار آراستہ و پیراستہ دیکھی اس میں دو مرغ سبز و سپید نہایت خوش پیکر دیکھے سفید تو بجائے خود متمکن ہے اور سبز دم بدم پرواز کرتا ہے اور عرش بریں پر پرواز کر جاتا ہے اور پھر پلٹ کر اپنے مقام پر آ جاتا ہے۔ میں نے بارگاہ ایزال سے ان کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ سپید مرغ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مرغ سبز سید عبدالقادر ہیں دونوں آپ کی امت میں سے ہیں۔ سید عبدالقادر آپ کی

اولاد سے ہوں گے۔ (میلا دنامہ شیخ برحق از قیامت نامہ، تصنیف بحر العلوم لکھنؤی، صفحہ ۲۷، ۲۸)

پروازِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کار پرواز ان قضا و قدر جملہ ارواح انبیاء، اولیاء و عوام کو بارگاہ حق میں لائے۔ ان میں تین صفیں مرتب کیں

(۱) ارواح انبیاء

(۲) ارواح اولیاء

(۳) ارواح جملہ عوام

اس وقت غوثِ اعظم کی روح پرواز کر کے صف اول میں بار بار شامل ہوئی جسے ملائکہ کرام بار بار صف اولیاء میں لاتے لیکن روح غوثِ اعظم قرار نہ پاتی ملائکہ نے حضور سرورِ عالم ﷺ کے حضور استغاثہ کیا۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے روح غوثِ اعظم سے فرمایا آج آپ صف اولیاء میں ٹھہرے کل قیامت میں آپ کو مقام محمود کے پہلو میں جگہ دی جائے گی۔ اس پر نہایت مسرت سے صف اولیاء میں رونق افروز ہوئے۔ مزید کمالات و مناقب فقیر کی کتاب ”غوثِ اعظم کا ہرولی پر قدم“

نوٹ

یاد رہے کہ عالم ارواح حق ہے اس کے احوال بھی حق ہیں لیکن یہ وہ جانیں جنہیں اس عالم سے وابستگی ہے اہل سنت کو اس عالم پر بھی یقین ہے اور اس کے احوال پر بھی اس کی تحقیق فقیر کی تفسیر پارہ ۹ میں ملاحظہ ہو۔

ڈالیاں جھومتی ہیں رقصِ خوشی جوش پہ ہے

بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

حل لغات

ڈالیاں، شاخیں، درخت کی ٹہنیاں۔ جھومتی ہیں، مستی کے عالم میں جھونکے لیتی ہیں، لہراتی ہیں اور جھولتی ہیں۔ رقص، ناچ، اُچھل کود، مستی، جوش، زور، شور، تیزی۔ بلبلیں، بلبل کی جمع، چمن کا ایک مشہور پرندہ عندلیب۔ جھولتی ہیں، جھولا جھولتی ہیں۔ سہرا وہ نظم جو دولہا کے سر پر پھولوں کا سہرا باندھنے کے بعد پڑھتے ہیں۔

شرح

اے محبوبِ ربانی غوثِ سبحانی آپ کے دولہا بننے کی خوشی میں درختوں کی ایک ایک ٹہنی مستی میں جھولتی اور لہراتی ہے۔ خوشی اور مسرت کی مستی پورے زور و شور ہے باغوں کی بلبلیں درختوں کی نرم و نازک شاخوں پر بیٹھ کر جھولا جھولتی جاتی

ہیں اور خوش خوش آپ کا سہرا گاتی جاتی ہیں یعنی آپ کی وہ ذات گرامی صفحات ہے جس سے حسن و انس، چرند و پرند، نباتات، جمادات الغرض ساری کائنات والہانہ وابستگی رکھتی ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں

شیخ عارف ابو محمد شاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ خلیفہ بغداد نے دعوتِ ولیمہ کی اور سارے بزرگوں کو بلایا۔ جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شیخ عدی بن مسافر، شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا دعوت میں حاضر نہ ہوئے۔ خلیفہ سے کہا گیا کہ اور تو سب بزرگ شامل ہوئے لیکن یہ تین حضرات حاضر نہیں ہوئے۔ خلیفہ نے کہا پھر تو کوئی مزہ نہ آیا۔ دربان سے کہا کہ جان بزرگوں کو ان کے مقامات سے بلا کر لا۔ راوی کہتا ہے میں اُس وقت خدمتِ غوثیہ میں حاضر تھا۔ اجنباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جا حلیہ کی مسجد میں شیخ عدی معہ دو آدمیوں کے بیٹھے ہیں انہیں کہہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو بلاتے ہیں۔ پھر مقبرہ شونیز یہ میں وہاں شیخ احمد رفاعی دو مردوں کے ساتھ ملیں گے انہیں بھی یہی پیغام دے میں گیا عین ایسا ہی اُن دونوں کو وہاں پایا۔ وہ آپ کا پیغام سن کر اُسی وقت کھڑے ہوئے اور خدمت میں حاضر ہوئے سلام کر کے بیٹھ گئے۔ عین اُسی وقت خلیفہ کا قاصد جناب کی خدمت میں پہنچا دیکھا تو تینوں حضرات وہاں موجود ہیں جن کو طلب کرنے آیا تھا بڑا خوش ہوا کہ تینوں ایک ہی مقام پر مل گئے۔ سلام کے بعد خلیفہ کا پیغام دیا تینوں حضرات اُٹھے خلیفہ راستہ میں آ ملا اس نے کہا اے میرے سردار بادشاہ رعیت پر گزرے تو رعایا اس کے لئے ریشمی کپڑا بچھاتی ہے۔ آپ بادشاہ ہیں میں آپ کا غلام حکم دیں میں ریشم کی چادریں بچھا دوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان پر چل کر آئیں اس کی درخواست منظور ہوئی یہ تینوں دین کے چاند گزر رہے تھے۔ جب کھانا کھا کر واپس لوٹے تو رات بڑی اندھیری تھی جناب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس درخت یا دیوار یا پتھر کے پاس سے گزرتے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے وہ چاند جیسا روشن ہو جاتا اس کی روشنی ختم ہوتی تو دوسری شے روشن ہو جاتی اور آپ آگے آگے تھے باقی سب پیچھے۔ (ہجۃ الاسرار)

سوال

ہجۃ الاسرار تو ایک ملفوظ کا مجموعہ ہے اس سے کب ثابت ہوتا ہے کہ ڈالیاں جھومتی، بلبلیں جھولتی، گاتی ہیں اور جو تم نے واقعہ پیش کیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کا ثبوت ملتا ہے علاوہ ازیں ہجۃ الاسرار میں غلط باتیں درج ہیں اور سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایسے مبالغے ہیں جو شایانِ خدا ہیں۔

جواب

مذکورہ مناقب کون سے عقائد ہیں کہ جن کے لئے نصوص قطعیہ چاہئیں فضائل و مناقب اور کمالاتِ ولی کامل مذکور جن کے لئے مستند مکتب کی نقل کافی ہے اور ہجۃ الاسرار کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ کمالات کے ذکر میں

اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے سند مانا ہے۔ **کشف الظنون** جو کتب و تصانیف کے تعارف میں بہترین تصنیف ہے اس کا حوالہ ملاحظہ ہو۔ کتاب مذکور میں علامہ چلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ

اقول المبالغات التي عزيت اليه مما لا يجوز على مثله وقد تتبعها ولم اجد فيها نقلا الاوله فيه متابعون و غالب ما اورده فيها نقله اليافعي في اسنى الماخرون في نشر المحاسن وروض الرياحين وشمس الدين الزكي الحلبي ايضاً في كتاب الاشراف واعظم شئ نقل عنه انه احى الموتى كاحيائه الدحاجة..... ان هذه القصة نقلها التاج الدين السبكي ونقل ايضاً عن ابن الرفاعي و غيره واني لغبي جاهل حاسد ضيع عمره في فهم ما في السطور وقنع بذلك عن تزكية النفس واقبالها على الله سبحانه وتعالى ان يفهم ما يعطى الله سبحانه وتعالى اوليائه من التصريف في الدنيا والاخرة ولهذا قال الجنيه التصديق بطريقتنا ولايه كشف الظنون عن اسامي الكتب والفنون. (جلد ۱ صفحہ ۲۰۴)

میں کہتا ہوں ایسے مبالغے کون سے ہیں جو آپ سے منسوب کر دیئے گئے ہیں اور ان کا اطلاق آپ پر جائز نہیں میں نے ہر چند تلاش کی مگر مجھے ان میں کوئی نقل ایسی نہیں ملی جس میں دوسروں نے بھتہ الاسرار کی متابعت نہ کی ہو۔ حصہ کثیر ان حالات کا جن کو صاحب بھتہ الاسرار نے ذکر کیا ہے وہی ہے جسے امام یافعی نے اسنی المفاخر اور نشر المحاسن اور روض الرياحین میں اور شمس الدین بن الزکی الجلی نے بھی کتاب الاشراف میں نقل کیا ہے اور بڑی سے بڑی شے جو آپ سے منقول ہے یہ ہے کہ آپ نے مردوں مثلاً مرغی کو زندہ کر دیا مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ اس قصے کو علامہ تاج الدین سبکی نے نقل کیا ہے ابن الرفاعی رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے اولیائے کرام کو دنیا و آخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے اسے وہ غبی و جاہل اور حاسد کیونکر سمجھ سکتا ہے جس نے عمر کتب کے سمجھنے میں ضائع کی اور تزکیہ نفس اور اللہ کی طرف توجہ کو چھوڑا اسی پر قناعت کی۔ اسی لئے سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ کی تصدیق ولایت ہے۔ احادیث مبارکہ اگلے اشعار میں عرض کروں گا جن سے ثابت ہے۔ اولیاء کرام کے ساتھ حیوانات و نباتات اور اجار و اشجار کو کتنا پیار اور محبت ہے اور انہیں ان کے ساتھ کتنی عقیدت و نسبت ہے اور اس کے شواہد میں چند واقعات بھی پیش کئے جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

نوٹ

یاد رہے کہ اولیاء انبیاء علی نبینا علیہم السلام ناہین خدا ہوتے ہیں اس لئے جملہ مخلوق ان کی تابع ہوتی ہے۔ حضرت شیخ

سعدی قدس سرہ کی حکایت مشہور ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سرزمینِ رودبار (فارسی میں ایسی زمین کو رودبار کہا جاتا ہے جہاں نہروں کا جال بچھا ہوا ہو حضرت سعدی کے زمانے میں ایک خاص باغ کا نام بھی تھا) میں تھا کہ اچانک ایسا شخص میرے سامنے آگیا جو چیتے پر سوار تھا میری نگاہ اُس پر پڑی تو میں تھر تھر کانپنے لگا۔ اس شخص نے میری یہ حالت دیکھی تو مسکراتے ہوئے بولا اے سعدی مجھے چیتے پر سوار دیکھ کر حیران نہ ہوا اگر تو بھی خلوص دل سے اللہ کے حضور میں اطاعت جھکا دے اور اس کے احکامات کے مطابق زندگی گزارے تو تیرا حکم بھی کوئی نہ ٹالے اس طرح سب تیرے فرمانبردار بن جائیں جو خدا کی اطاعت کرتا ہے دوسرے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

گیت کلیوں کی چنگ غزلیں ہزاروں کی مہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانہ تیرا

حل لغات

گیت، گانا، راگ۔ کلیوں، کلی کی جمع، غنچے بغیر کھلے ہوئے پھول۔ چنگ، کلی کے کھلنے کی آواز۔ غزلیں، نظم کی ایک خاص قسم، چہک۔ چہکنا، چہچہانا، خوش الحانی میں بولنا۔ سازوں، ساز کی جمع، باجا۔ بجتا ہے، آواز نکلتی ہے۔ ترانا، ایک خاص لے اور سُر۔

شرح

چمنستان عالم میں غنچوں کے کھلنے کی آوازیں ترنم و نغمہ میں اور بلبلوں کا چہچہانا چمن کی غزل سرائی ہے۔ دراصل یہ دونوں چیزیں چمن کے باجے ”مزامیر“ ہیں اور اسی باجوں میں اے عرب کے محبوب ایک خاص سُر اور لے کے ساتھ ایک خاص آواز سنائی دیتی ہے جس میں آپ کا ترانہ محبوبیت ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ

حسبِ عادت بعض کاند مزاج اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے ان اشعار کو مبالغہ پر محمول کریں گے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اشعار مبنی بر حقیقت ہیں جن کا ثبوت مندرجہ ذیل روایات سے ملتا ہے

عن ابی امامۃ الباہلی قال ذکر رسول اللہ ﷺ رجلان احدهما عابد والاخر عالم فقال رسول اللہ ﷺ فضل العالم علی العابد کفضل علی ادناکم ثم قال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ وملئکتہ واهل السموت والارض حتی النملۃ فی جحدہا وحتى الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو مردوں کا ذکر ہوا۔ ان میں سے ایک عابد تھا دوسرا عالم تو سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔ پھر حضور نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر خدا تعالیٰ رحمت کرتا ہے اور اس کے فرشتے نیز زمین و آسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں اپنے (پانی میں) اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں۔

عن كثير بن قيس قال كنت جالسا مع ابي الدراء في مسجد دمشق فجاءه رجل فقال يا ابا الدراء اني جئتكم من مدينة الرسول ﷺ لحديث بلغني انك تحدثه عن رسول الله ﷺ ما جئت لحاجة قال فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول من سلك الله به طريقاً من طرق الجنة وان الملائكة لتضع اجنحتها رضاً لطالب العلم وان العالم يستغفر له من في السموات ومن في جوف الماء وان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب وان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا ديناراً ولا درهماً وانما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر.

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابودراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے آکر کہا اے ابودراء بے شک میں رسول اللہ ﷺ کے شہر مدینہ منورہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لئے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابودراء نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لئے دعائے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور علماء انبیاء کرام کے وارث و جانشین ہیں۔ انبیاء کرام کا تذکرہ دینار و درہم نہیں ہیں انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پایا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

روایات سے عمومی حیثیت مد نظر رکھ کر حیوانات اور اشجار وغیرہ کا علماء کی استغفار وغیرہ ہمارے دلائل میں ہے اور علم کلام میں ثابت ہوگا کہ ان کا ادراک اور کلام مہنی پر حقیقت ہے۔ خلافاً للمعتزلیۃ اہل سنت کے دلائل میں آیات ذیل پیش کی

جاتی ہیں۔

(۱) کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ .

ہر ایک نے صلاۃ و تسبیح کو جان لیا (ادراک کیا)

(۲) وان من شئی لا یسبیح محمد ابہ ولكن لا تفقہون تسبیحہم .

ہر شے تسبیح کہتی ہے لیکن تم نہیں سمجھتے۔

(۳) یسبیح مافی السموت وما فی الارض .

اللہ تعالیٰ کی تمام تسبیح پڑھتے ہیں وہ جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمینوں میں ہے وغیرہ وغیرہ۔

اور ان کا استغفار برائے علماء کرام کیا ہے وہی گیت جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا اور حضور غوث الاعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے صرف عالم بلکہ علماء گراور اولیاء ساز ہیں۔ (فافہم ولا تکن من الوہابین)

حقیقت یہ ہے کہ عام انسان کو اتنا شعور نہیں جتنا جمادات کو محبوبانِ خدا کی خبر ہے احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے

بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں۔

(۱) نبی پاک ﷺ کا ستون حنا نہ اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

(۲) شفاء شریف میں ہے کہ حضور ﷺ کی اونٹنی مقدس کا جب باغ سے گزر رہا تو درختوں کی ٹہنیاں جھک کر بزبانِ حال

عرض کرتیں کہ ہمیں قبول فرمالیں۔

(۳) نبی پاک ﷺ ایک باغ سے گزرے تو کھجور بول پڑی ”الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ آپ نے

اس کا صحیح نام رکھا۔ (وفاء الوفا وغیرہ)

صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری

شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرا تیرا

حل لغات

صف، قطار۔ سلامی، تعظیماً جھک کر سلام عرض کرنا، نذرانہ، عقیدت پیش کرنا۔ شاخیں، ٹہنیاں۔ مجرا، ادب

واحترام۔

شرح

اے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے زمین کے درخت جو صف بہ صف کھڑے نظر آتے ہیں آپ کی خدمت

اقدس میں نذرانہ عقیدت و عظمت پیش کرتے ہیں اور درختوں کی ٹہنیاں جھک جھک کر آپ کا ادب و احترام بجالاتی ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

یہ شعر بھی مذکورہ بالا شعر کی طرح ہے اور ان کے آداب بجالانے میں ان کرامات کی طرف اشارہ ہے جو اولیاء کرام سے ان اشیاء میں صادر ہوتی ہیں۔ فقیر نے ”تصرفات الاکابر فی اربع عناصر“ میں ذکر کر دیا ہے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

آگ کا کام جلانا ہے اور پیدا بھی اسی لئے کی گئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے انبیاء و رسل علی نبینا علیہم السلام کا ادب خود سکھایا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہمارے دعویٰ کی بین دلیل ہے۔ چنانچہ قرآن شہد ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام آگ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فوراً آگ کو فرمایا

ینار کونی برداً و سلاماً علی ابراہیم۔ (پارہ ۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۶۹)

یہی وجہ ہے کہ آج تک آگ نبی اکرم ﷺ اور ان کے سچے وارثین اولیاء کرام بلکہ اسلام کی ہر مقدس شے کی تعظیم و تکریم اور ادب بجالاتی ہے۔ چند مشاہدات پڑھئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دسترخوان

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں کچھ مہمان آئے۔ آپ نے انہیں کھانا کھلایا جب وہ کھانا کھا چکے تو سالن وغیرہ کے لگ جانے سے دسترخوان زرد اور میلا ہو گیا آپ نے خادمہ سے فرمایا کہ اس دسترخوان کو تنور میں ڈال دے۔ حسب ارشاد اس نے دسترخوان کو تنور میں ڈال دیا تنور آگ سے پڑ تھا لیکن خدا کی قدرت دسترخوان کو آگ نے گزند نہ پہنچایا بلکہ کچھ دیر کے بعد جب اسے تنور سے نکالا گیا تو صاف و سفید اور میل کچیل سے پاک ہو چکا تھا۔ مہمان حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے اور عرض کرنے لگے کہ اس دسترخوان میں کون سی خاصیت ہے جس وجہ سے اس پر آگ اثر نہ کر سکی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا

گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہاں

بس بمالید اندریں دسترخوان

نبی کریم ﷺ نے بار بار اس دسترخوان سے اپنا منہ مبارک اور دست اقدس پونچھا ہے اس کی برکت سے اس پر آگ

اثر انداز ہونے سے عاجز ہے۔ (مثنوی شریف دفتر سوم)

اس کی مزید تشریح فقیر کی کتاب ”صدائے نوحی شرح مثنوی“ میں دیکھئے۔

سیدہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روٹیاں

حضور سرور عالم ﷺ سیدۃ النساء فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اس وقت حضرت خاتونِ جنت تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ازراۃ شفقت و محبت ارشاد فرمایا کہ بیٹی تو آرام کرتی ہو تو روٹیاں میں لگاتا ہوں۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس رحمت بھرے ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم کر لیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کچھ روٹیاں تنور میں لگائیں خدا کی قدرت باقی سب روٹیاں پک گئیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی لگائی ہوئی روٹیاں جوں کی توں پکی رہیں۔ سیدہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حیران ہو کر عرض کیا کہ حضور آپ والی روٹیاں پکتی کیوں نہیں آپ نے جواباً ارشاد فرمایا

اے فاطمہ عجب ندار آن نانہا شرف مساس دست یافت و ہرچہ دست ما آن را بساید آتش بآن کار نکند۔

اے فاطمہ تعجب نہ کر ان روٹیوں نے ہمارے ہاتھ سے چھوئے جانے کا شرف حاصل کیا ہے اور جس چیز کو ہمارا دست کرامت چھوئے اس پر آگ کا اثر نہیں ہو سکتا۔

شیخ الحدیث علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو ذکر فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ فتح مکہ مکرمہ کے موقع پر کعبہ معظمہ کی بلندی پر نصب کئے ہوئے بتوں کو سرکار ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس لئے نہیں گرایا تھا کہ بتوں نے حسب ارشاد قرآنی جہنم میں جلنا ہے اگر آنحضرت ﷺ اپنے دست اقدس سے انہیں گراتے تو ان پر جہنم کی آگ بھی اثر نہ کر سکتی بایں وجہ آپ نے حضرت شیر خدا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا کہ میرے کندھے پر سوار ہو کر تم ان بتوں کو گراؤ۔ (مدارج النبوة جلد ۲، صفحہ ۸۷، ۸۸)

آگ نے رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کا ادب کیا

تاریخ کشمیر کی ایک کتاب میں بتایا گیا ہے کہ درگاہ حضرت بل سے نبی پاک ﷺ کا جو موئے مبارک گم ہوا ہے اسے آگ جلانے سے قاصر ہے۔ یہ کتاب ایک نامور کشمیری مورخ غلام محی الدین صوفی مرحوم نے لکھی ہے جس نے بتایا گیا ہے کہ کشمیر کے ایک حکمران نے ایک بار موئے اقدس کو آزمائش کے طور پر جلتی آگ میں ڈال دیا جس سے اسے ذرہ بھر گزند نہیں پہنچا تھا۔ مورخ نے مزید بتایا کہ موئے مبارک ۱۶۹۹ء بمطابق ۱۱۱۱ھ کو مدینہ منورہ سے بیجا پور لایا گیا تھا جب کہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر ہندوستان پر حکمرانی کرتے تھے۔ (نوائے وقت لاہور یکم جنوری ۱۹۶۳ء)

موئے مبارک تو سرکارِ دو عالم ﷺ کا جزو شریف ہیں اس کو گزند پہنچانے سے آگ کیوں نہ قاصر ہو یہ بیچاری تو ایسی چیز کو بھی گزند پہنچانے سے قاصر ہے جسے نبی مکر ﷺ کے دست کرامت نے صرف مس فرمایا اور اسے جزو بننے کا شرف حاصل نہ ہوا جیسا کہ ہم نے پہلے واقعات لکھے ہیں۔

ازالہ وہم

ممکن ہے کہ بعض اذہان میں وہم پیدا ہو کہ بات دائرہ امکان میں نہیں تو پھر ہم کیسے مانیں کہ واقعہ ایسا ہوا ہو۔ اس وہم کو یوں زائل کیا جاسکتا ہے کہ یہ معجزہ رسول ﷺ ہے اور معجزہ ہوتا وہی ہے جو دائرہ امکان سے خارج ہو اور معجزہ رہتی دنیا تک قائم و دائم ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک کا ادب

اسی لئے ہم اہل سنت کے معمولات میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کی تعظیم تکریم اور آداب بجالاتے ہیں اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ کے موئے مبارک کی اللہ تعالیٰ نے قسم یا فرمائی۔ چنانچہ فرمایا

والضحیٰ واللیل اذا يغشى. (پارہ ۳۰، سورۃ واللیل، آیت ۱)

صاحب روح البیان اس کے تحت فرماتے ہیں کہ الضحیٰ سے کنایہ نور جمال مصطفیٰ ﷺ ہے اللیل سے مراد زلفیں پاک ہیں۔

بوصف رخس والضحیٰ گشت نازل

چو واللیل شد زلف دخال محمد

دوسری جگہ فرمایا

دو چشمی نرگس کہ ملازغ البصر فوانند

در زلف عنبر ینش راکہ واللیل اذ یغشی

موئے مبارک کے متعلق نبوی ارشاد

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ اپنے بال ہاتھ مبارک میں لئے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جس نے میرے ایک بال کو بھی تکلیف پہنچائی یعنی اس کی بے ادبی و تحقیر کی اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی۔ (کنز العمال جلد ۶، صفحہ ۲۷)

اور فرمایا کہ جس نے میرے بال کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے دکھایا اللہ تعالیٰ کو اس نے اذیت پہنچائی اس پر اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے برابر لعنت فرمائے گا اور اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہ ہوگا۔

دیگر معجزے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک کے بال لے کر گھر آئے اور انہیں نہایت تعظیم سے اندر رکھا تھوڑی دیر بعد قرآن پاک پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ صدیق اکبر اندر آتے ہیں تب بھی بدستور قرآن پاک کی تلاوت جاری ہے لیکن پڑھنے والا کوئی نظر نہیں آتا تعجب ناک ہو کر ماجرا سناتے ہیں آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واقعہ سن کر مسکرائے اور فرمایا ملائکہ میرے بال کی حاضری دے کر قرآن پڑھتے ہیں۔

(جامع المعجزات صفحہ ۲۳)

نمونہ کے طور پر تبرک کے طور پر عرض کیا گیا ہے تاکہ کند مزاج سمجھ جائے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت بیان فرمائی ہے۔

نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوہ نور

نہیں کس آئینہ کے گھر میں اجالا تیرا

حل لغات

نہیں، برائے استفہام اقراری۔ چاند، ماہتاب، مجازاً روشن ضمیر والی۔ منزل، درجہ، گھر، جلوہ، دیدار، نمائش۔ آئینہ، جس میں زیب و زینت دیکھی جائے، شیشہ، آئینہ کا گھر بمعنی شیش محل وہ مکان جس میں ہر طرف شیشے جڑے ہوئے ہوں مجازاً روشن سینہ۔

شرح

کسی ماہتاب یعنی بلند سے بلند درجہ والا روشن ضمیر ولی ایسا نہیں ہے جس میں آپ کا نور نہ جھلکتا ہو اور کوئی روشن سینہ نہیں جس میں آپ کی روشنی نہ پائی جاتی ہو۔ آپ ہی کا نور ولایت دنیا بھر کے اولیاء کا ملین کو عطا ہوا ہے جس سے وہ خود روشن ہیں اور دوسروں کو بھی روشن فرماتے ہیں۔

جملہ سلاسل اولیاء کے علاوہ آج بطریقہ اویسیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض جاری ہے۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی فیض اویسیہ کی ایک جھلک ہے بلکہ اب بھی سلطان العارفین حضرت سلطان باہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دعویٰ آپ کے مزار پر جلی قلم سے لکھا ہے کہ کوئی سالک میرے پاس آئے میں اسے سلوک

کے منازل طے کراؤں گا اور سینکڑوں بندگانِ خدا حضرت سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض سے بہرہ ور ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

حل لغات

گلستان (فارسی) باغ، چمن۔ فصل بہاری، موسم بہار لانے والا، مراد غوثِ پاک۔ نیاز، ضرورت۔ سلسلہ، زنجیر، خاندان۔

شرح

اے غوثِ پاک آپ موسم بہار ہیں اور کوئی چمن یعنی دنیا کا کوئی ولی ایسا نہیں ہے جس کو آپ کی توجہ کے موسم بہار کی ضرورت نہ ہو اور سارے سلسلے قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ وغیرہ ان سب میں آپ ہی کا فیض کا فرما ہے۔

چودھویں پندرھویں صدی کے جہلاء صوفی اور پیر

یہ مسلم ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیرانِ پیر ہیں یعنی سب کے مرشد برحق بلکہ ولایت کنندہ ہیں خواہ وہ کسی سلسلہ کا ولی ہو۔ چشتی، سہروردی، نقشبندی، اویسی وغیرہ وغیرہ یہ نہیں کہ آپ صرف قادریہ سلسلہ کے سر تاج ہیں اور بس۔ نہیں آپ کے ہاتھ مبارک میں ہے ولایت کا قلمدان جب تک آپ کی مہر ثبت نہ ہو یعنی آپ جب تک کسی کو ولایت عطا نہ فرمائیں وہ ولی نہیں بن سکتا۔ تفصیل فقیر نے پہلے عرض کر دی ہے چند حوالہ جات یہاں مناسبت کے طور پر پیش کر دوں تاکہ کسی غلط کار کو پھسلانے کا موقع نہ ملے۔

شیخ عمر البزاز علیہ الرحمة

فرماتے ہیں کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوں کے سردار ہیں اور اولیاء اللہ کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ مبارک میں ہے۔ (قلائد الجواهر صفحہ ۷۷)

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنت، مجددِ دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

میرے خیال میں اس مسئلہ میں کسی بھی صاحبِ طریقت کو اختلاف نہ ہوگا سوائے چند متعصبین کے اس طویل بحث کو فقیر سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال کے اکتفا کرتا ہے جنہیں جملہ اہل طریقت نے سید الطائفہ مانا ہے۔

سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک دن عالمِ کیف میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے

”قدمہ علی رقبתי قدمہ علی رقبתי“

اس کا قدم میری گردن پر اس کا قدم میری گردن پر۔

یہ حالت سن کر لوگ حیران ہو گئے۔ عالمِ کیف کے افاقے کے بعد دریافت کیا تو فرمایا کشفِ باطن کے ذریعہ مجھے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی میں عارفوں کا تاجدار پیدا ہوگا جو مشیتِ ایزدی کا اشارہ پا کر ارشاد فرمائے گا

قدمی هذا رقبتي كل ولي الله

میرا یہ قدم سارے اولیاء کی گردن پر ہے۔

اضطرابِ شوق میں آج ہی اس کی جلالتِ شان کے آگے میری گردن خم ہوگئی اور عالمِ کشف میں یہ الفاظ بے ساختہ

میری زبان سے جاری ہوئے۔ (نزہۃ الناظر)

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام

باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

حل لغات

راج کرنا، حکومت کرنا۔ خدام، جمع خادم، میاں، مرید اور نام لیوا مراد ہے۔ باج، خراج، محصول۔ نہر، کسی دریا سے نکالی ہوئی شاخ مجازاً فیض حاصل کرنے والا شاگرد۔ دریا، ہمیشہ بہنے والی بڑی نہر، مجازاً فیض دینے والا استاذِ کامل۔

شرح

اے سید الاولیاء کون سا ایسا شہر ہے جس میں آپ کے دریا کے خدمت گزار اولیاء کرام حکومت نہیں کرتے اور کون سا ایسا نالہ ہے جس سے آپ کا دریا محصول نہیں حاصل کرتا۔ نہر کے محصول سے مراد ولیوں کا فیض یافتہ اور احسان مند ہونا ہے اور دریا سے مراد خود فیض دینے والے حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے اسی لئے بالواسطہ اور

بلا واسطہ ہر جگہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ”**من حیث الولاية**“ راج ہے اور یہ نہ مبالغہ ہے اور نہ مبنی بر عقیدت ہے بلکہ حقیقت ہے کیونکہ دنیا کا نظام تین طریقوں سے چل رہا ہے۔

(۱) اہل معرفت (اولیاء) کی نگاہ

(۲) اہل شریعت (علماء) کی خدمتِ خلق سے

(۳) اہل حکومت (شاہان اسلام) کی سیاست (اور حضور غوث اعظم ان تینوں کے سربراہ ہیں)

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین طریقے

شیخ موصلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے خواب میں سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو ان کے اپنے مدرسہ بغداد میں کھڑے دیکھا اور وہ اتنا وسیع تھا کہ بحر و بر کے تمام مشائخ اس میں جمع ہیں۔ شیخ عبدالقادر ایک بلند تخت پر جلوہ فرما ہیں ہر ولی اللہ کے سر پر عمامہ ہے اور ہر عمامہ ہر ایک ایک طرہ بعض اولیاء اللہ کے دو طرے تھے لیکن شیخ عبدالقادر کے عمامے کے تین طرے تھے۔ میں اس خواب سے حیران تھا جب بیدار ہوا تو حضرت خضر علیہ السلام کو سر ہانے کھڑا دیکھا اور آپ فرما رہے تھے کہ ایک طرہ شریعت کا، ایک طریقت کا اور ایک حقیقت کا۔ (زبدۃ الاسرار صفحہ ۵۵)

عقلی کائنات

خالق کائنات نے دو سابقہ قانون بتایا

وقفینا من بعدہ الرسل.

یعنی ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا۔

لیکن چونکہ ہمارے آقا محبوب خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ مسدود تھا اس لئے شریعتِ مطہرہ کو تھامنے اور مسلم قومیت کا از سر نو زندہ کرنے کے لئے قدرتِ خداوندی نے ایک ایسے برگزیدہ نفسِ قدسی کو چھانٹ لیا جس نے دنیا کو پھر اسی شاہراہِ مستقیم پر چلا دیا جس پر حضور ﷺ امت کو چھوڑ گئے تھے۔ اپنی نیابت میں حضور غوث اعظم کو قطبیت و غوثیت کی سندیں عطا کر کے اولوالعزمی کی پوشاک امور کمالیت کا تاج سر پر رکھ کر اصلاحِ قوم پر مامور فرما دیا۔ اسی لئے آپ قطب الاقطاب، غوث الاغیاء اور مقتدی اولیاء عظام ہی ہیں۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ گروہِ انبیاء میں بے مثل و بے نظیر اور سردارِ انبیاء ہیں۔ اسی طرح حضور غوث اعظم گروہِ اولیاء میں بے مثل بینظیر سر تاج اولیاء ہیں اور ”**قدمی هذا علی رقبۃ کل ولی اللہ**“ آپ کی ہی شان ہے آپ کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ہر نبی علیہ السلام میں نبوت کے علاوہ ولایت بھی ہے۔ حضور سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت ختم ہوئی تو ولایت ختم نہ ہوئی صحابہ ثلاثہ

کے بعد ولایت کا باب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا۔ ان کے بعد نیابت ولایت اہل بیت میں منتقل ہوئی جو آخری امام اہل بیت کے بعد حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتقل کر دی گئی سیدنا مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک یہ سلسلہ آپ کے قبضہ میں ہے جسے چاہیں ولایت سے نوازیں جسے چاہیں معزول فرمائیں۔

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر

کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

حل لغات

مزرع، کھیت۔ چشت، ایک گاؤں کا نام جہاں سے سلسلہ چشتیہ کی ابتداء ہوا۔ بخارا، ماورائی النہر یعنی ترکستان کے ایک مشہور و معروف شہر کا نام۔ حضرت امام بخاری، صحیح بخاری شریف کے مؤلف امام اسمعیل وہیں کے رہنے والے تھے یہاں چاروں سلسلوں میں سے ایک سلسلہ نقشبندی کے بانی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند یہ علیہ الرحمۃ مراد ہیں۔ یہ بزرگ بھی وہیں کے رہنے والی تھی عراق مراد ہے سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت خواجہ شہاب الدین شافعی سہروردی علیہ الرحمۃ سہروردیہ کے رہنے والے تھے جو عراق میں ہے۔ اجمیر، راجپوتانہ کے ایک مشہور شہر کا نام ہے جہاں تبلیغ کے لئے حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی سنہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے گئے اور وہیں اپنا مرکز بنایا اور وہیں آپ کا وصال ہوا آپ کا مزار مقدس آج تک مرجع خلایق ہے آپ حضرت عثمان ہارونی چشتی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ خاص تھے۔ کشت، کھیت۔ جھالا، موسلا دھار بارش۔

شرح

چشت اور بخارا اور عراق اور اجمیر شریف وغیرہ جتنی بھی جگہیں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے پیدا فرمائے ہیں یہ سب جگہیں اے غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے فیضانِ کرم سے سیراب ہیں۔

چشت

چشتیہ سلسلہ اسی بستی مبارک کے نام سے منسوب ہیں اگرچہ ہمارے ملک ملک ہندو پاکستان میں اس کی شہرت حضور غریب نواز سیدنا اجمیری قدس سرہ کی وجہ سے ہوئی اور حضور غریب نواز ہوں یا ان کے شیخ یا ان کے شیخ المشائخ سب نگاہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معمور ہیں چنانچہ حضور فرید الملت والدین حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف قدس سرہ سے سوال ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحابِ رقبہ ہیں تو آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ

اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال ہوگی اور یہ عمران کی ابتدائے سلوک کی ہے ہاں اگر آپ کے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ اصحاب رقبہ ہوں تو عجب نہیں اگر آپ بھی نہ ہوں تو آپ کے شیخ حضرت حاجی شریف زندگی قدس سرہ اصحاب رقبہ ہوں گے۔

فائدہ

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مراد اصحاب رقبہ سے یہ ہے کہ غوث اعظم کے روبرو سر جھکایا یا غائبانہ (روحانی طور) اور حضرت غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دورانِ اعلانِ کم عمر تھے لیکن ہم کہتے ہیں کہ سر جھکایا ضرور خواہ بعد کو یا اسی کم عمری میں۔ چنانچہ حضرت علامہ فیض احمد صاحب مدظلہ نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات و ریاضات میں مشغول تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روحانی طور پر جناب غوث الاعظم کا مندرجہ بالا ارشاد گرامی سن کر اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین کو چھونے لگ گئی اور عرض کی

”قد ماک علی راسی وعینی“

آپ کے دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر ہوں۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اظہارِ نیاز سے متاثر ہو کر مجلس میں فرمایا کہ سیدنا غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے باعث عنقریب ولایت ہند سے سرفراز کئے جائیں گے۔

شیخ صنعان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انکار و توبہ

اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے دریائے علم و عرفان کے زبردست شناور تھے اور کرامات و خوارق ان سے بکثرت سرزد ہوتے تھے۔ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذکورہ بالا فرمان روحانی طور پر انہوں نے بھی سنا مگر اس جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ کمال پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے میں متامل ہوئے جس پر اسی وقت ان کی ولایت و بصیرت سلب ہو گئی اور تہی دامن ہو جانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا۔ بالآخر ان کے ایک ارادت مند کی عاجزی و خدمت گزاری کے باعث جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متوجہ ہو کر انہیں کفر سے بچالیا اور توبہ کرنے پر منصب بحال ہوا۔

فائدہ

یہ اشعار دراصل ”قدمی هذه علی رقاب اولیاء اللہ“ کی تفسیر ہیں جنہیں مختلف پہلوؤں سے بیان کیا

جار ہا ہے۔

قدمی علی رقبۃ الخ کا مفہوم

جناب غوث اعظم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ کے متعلق یہ تو سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بحکم الہی کہے گئے تھے مگر وسعت فرمان کے معاملہ میں موجودہ دور کے بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ آپ کا یہ فرمان صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اولیائے متقدمین میں مختلف حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیائے متاخرین میں حضرت امام مہدی بھی شامل ہیں لیکن اکثریت اور اکابرین کی رائے یہ ہے کہ اس قول کے تحت آپ کے زمانے کے اولیائے حاضر و غائب کے علاوہ تمام اولیائے متقدمین و متاخرین بھی آتے ہیں اور اولیاء سے مراد وہ ولی اللہ ہیں جو اصحاب و ائمہ اہل بیت وغیرہ کے مختص ناموں سے منسوب نہیں۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”قدم غوث جلی بر گردن ہر ولی“ میں ہے۔

اور محبوب ہیں ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں
یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

حل لغات

اور، دوسرے کثرت سے۔ محبوب، پیارے دوست۔ ہاں، بیشک۔ پر، لیکن۔ سبھی، سب ہی سب کے سب یکساں، برابر مساوی۔ یوں تو، اس طرح تو۔

شرح

اللہ تعالیٰ کے بے شمار پیارے اور دوست ہیں لیکن یقیناً سب برابر اور مساوی نہیں ہیں۔ ان کے مقابلے میں آپ کا درجہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ بلند فرمایا ہے یہاں تک کہ آپ سے جو پیار و محبت رکھنے والے ہیں وہی محبوبانِ الہی ہیں اور جس نے آپ کو نہ چاہا وہ مردودِ بارگاہِ الہی ہے کیونکہ آپ کو ہی اللہ تعالیٰ نے منبعِ ولایت اور سیدِ الاولیاء والا قطاب بنایا ہے لہذا بڑے سے بڑا بزرگ آپ کے زیر سایہ عاطفت ہوتا ہے۔

رد غلاۃ

اس شعر میں اس بیوقوف غالی کا رد ہے جس نے حضور نظام الدین اولیاء کو محبوبِ الہی کے لقب کی وجہ سے کہہ دیا ہے کہ آپ حضور محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل ہیں۔ اس کی تشریح و تردید آگے چل کر عرض کرونگا یہاں چند ان

محبوبوں کی باتیں پڑھ لیں جو محبوب سبحانی قطبِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاہنے والے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام اور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چاہنے سے مراد کسی سے پیار اور محبت خواہ چاہنے والا افضل بھی ہو۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ کا ہر چاہنے والا محبوب ہے لیکن آپ کی شان نزالی ہے کہ آپ کو سبھی چاہتے۔ متعدد کتابوں میں ہے کہ ایک دفعہ ایک راہب جس کا نام سنان تھا آپ کی مجلس میں آیا اور آپ کے دستِ مبارک پر اسلام سے مشرف ہوا۔ اس نے عام مجمع میں کھڑے ہو کر بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا شخص ہوں میرے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جو شخص اہل یمن میں سب سے زیادہ متقی پرہیزگار متدین متشرع اور افضل ہوگا میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا میں اس فکر میں تھا کہ مجھے نیند آگئی میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے سنان! تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح ایک دفعہ مجلس وعظ میں تیرہ عیسائی آپ کے دستِ مبارک پر مشرف باسلام ہوئے ان عیسائیوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ نصاریٰ عرب ہیں ہم مسلمان ہونا چاہتے تھے مگر متردد تھے کہ کس کے ہاتھ پر ایمان لائیں اسی اثناء میں ہاتھ نے پکار کر کہا کہ تم لوگ بغداد میں جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ اس وقت جس قدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھرا جائیگا اس قدر ایمان تمہارے قلوب میں بھرا جانا اور کسی جگہ ممکن نہیں۔ (مرآۃ الفیضان از امام یافعی، قلند الجواہر صفحہ ۸ وغیرہ)

ملائکہ چاہنے والے

منقول ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں جواب دیا کہ میں دس برس کا تھا گھر سے مدرسے جاتے وقت دیکھتا کہ فرشتے میرے ساتھ چل رہے ہیں پھر مدرسہ میں پہنچنے کے بعد وہ فرشتے دوسرے لوگوں سے کہتے ولی اللہ کے لئے جگہ دو۔

ایک دن مجھے ایسا شخص نظر آیا جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس نے ایک فرشتہ سے پوچھا یہ کون لڑکا ہے جس کی اتنی عزت کرتے ہو اس فرشتے نے جواباً کہا یہ ایک ولی اللہ ہے جو بہت بڑے مرتبہ کا مالک ہوگا راہِ طریقت میں یہ وہ شخصیت ہے جسے بغیر روک ٹوک کے نعمتیں دی جا رہی ہیں اور بغیر کسی حجاب کے تسکین و قرار عنایت ہو رہا ہے اور بغیر کسی حجت کے تقرب مل رہا ہے۔ الغرض چالیس سال کی عمر میں میں نے پہچان لیا کہ پوچھنے والا اپنے وقت کا ایک ابدال تھا۔

شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے ہیں کہ ایک وقت آنے والا ہے جب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عارفین میں ان کی وقعت و منزلت زیادہ ہوگی اور ان کا ایسے مرتبہ پر پہنچ کر انتقال ہو گیا جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے نزدیک تمام زمین پر ان سے زیادہ کوئی محبوب اور مقبول نہیں ہوگا آپ کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے جب کہ آپ کے دائیں طرف شریعت کا سمندر بائیں طرف حقیقت کا سمندر جس میں سے آپ چاہیں فیض یاب ہوں آپ کی نظیر کوئی نہیں ہے۔

وعظ

سیدنا غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہفتے میں قریباً تین بار مجلسِ وعظ منعقد فرماتے تھے۔ وعظ کیا ہوتا تھا علم و حکمت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔ لوگوں پر وجدانی کیفیات طاری ہو جاتی تھیں، بعض اپنے گریبان چاک کر لیتے اور کپڑے پھاڑ لیتے تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے، کئی مرتبہ لوگ بحالتِ بے ہوشی واصلِ بحق ہو جاتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں علاوہ رجال الغیب، جنات، ملائکہ اور ارواحِ طیبہ کے عام سامعین کی تعداد ستر ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز دور و نزدیک بیٹھے ہوئے سب لوگ یکساں سنتے۔ اس دور کے اکثر نامور مشائخ بالالتزام ان مجالس میں حاضری دیتے تھے آپ سے بکثرت خوارق و کرامات کا ظہور ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس کا انعقاد بغداد میں ہوتا مگر آپ کے ہمعصر اولیاء اللہ یعنی حضرت شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طفسونجی اور شیخ عدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن مسافر وغیرہم اپنے اپنے شہروں میں اسی وقت پر اپنے اپنے ارادت مندوں اور شاگردوں کے ہمراہ دائرے بنا کر بیٹھ جاتے اور نہ صرف حضرت غوثِ اعظم کے مواعظ سنا کرتے بلکہ انہیں قلمبند بھی کرتے پھر جب کبھی بغداد آنے کا موقع ملتا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں قلمبند شدہ تحریرات کے ساتھ موازنہ کرتے تو سر مو فرق نہ پایا جاتا۔

فائدہ

حضرت احمد رفاعی قدس سرہ چاہنے والوں میں ہیں تو ان کا مرتبہ کیا ہے۔

تعارف

آپ حضرت غوثِ پاک کے ہمعصر ہیں اور آپ وہی ہیں جن کے لئے رسول اکرم ﷺ نے قبر انور سے اپنا ہاتھ مبارک باہر نکالا تو آپ نے ہزاروں کے مجمع میں سلام کا جواب بھی سنا اور چوما بھی۔

مولوی اشرف علی تھانوی آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر ایک بزرگ

ہیں حضرت سید احمد کبیر رفاعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یہ بہت بڑے اولیاء کبار میں سے ہیں مگر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر مشہور نہیں ہوئے۔ (افاضات الیومیہ جلد ۱ صفحہ ۴۰)

امام سیوطی نے فرمایا کہ شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر اشعار میں حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دینے کی خواہش کا اظہار عرض کیا تو عرض کرنے پر

فظهرت له يد النبي ﷺ فقبلها.

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ہاتھ مبارک نکالا اور انہوں نے بوسہ دینے کا شرف حاصل کیا۔

(نزہۃ المجالس جلد ۱ صفحہ ۱۵۹، الحاوی للفتاویٰ السیوطی جامع کرامات الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۴۹۴، فضائل حج ۲۵۲، ۲۵۱، قلائد الجواہر صفحہ ۸۴، حاشیہ تفریح الخاطر صفحہ ۲۵ وغیرہ وغیرہ)

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں
تنگ ہو کر جو اترنے کو ہو نیا تیرا

حل لغات

سو، ایک سو، مجازاً بے شمار۔ فرد، لوگ۔ سراپا، سر سے پاؤں تک۔ بفراغت، اطمینان و آرام سے۔ اوڑھیں، بدن کپڑے سے چھپائیں۔ تنگ، چھوٹی۔ اترنے کو ہو، اتارے جانے اور استعمال ترک کرنے کے قابل ہو۔ نیا، چھوٹا جامہ، کپڑا۔

شرح

اے غوث پاک آپ کا متبرک جامہ جو آپ کو چھوٹا ہو گیا ہو اور اسی سبب سے اتار دینے کے قابل ہو چکا ہو اگر آپ اسے اتار دیں تو آپ کی برکت سے وہ تنگ جامہ سینکڑوں لوگ سر سے پاؤں تک نہایت اطمینان و آرام سے اوڑھ سکیں گے۔

مقصد یہ ہے کہ جس مقام سے آپ گزر چکے ہیں اور جو آپ کی عظمت شان کے آگے تنگ ہو گیا ہے اس میں سو اولیاء کرام اطمینان سے رہ سکتے ہیں۔

مرتبہ غوث جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قطب الاررار حضرت بدیع الدین شاہ مدرسی قاضی شہاب الدین جوینوری نقل کرتے ہیں کہ بعد اہل بیت اور صحابہ

کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے رتبہ وراء الوراق سے سوائے ان تینوں ولیوں کے اور کوئی ولی آج تک فائز نہیں ہوا۔

(۱) حضرت خواجہ اویس قرنی

(۲) حضرت جنید بغدادی

(۳) حضرت بہلول دانا اور وراء الوراق ایک مرتبہ عالی ہے کہ اس سے بلند تر ولایت میں دوسرا درجہ نہیں اور جناب محبوب

سجانی اس مرتبہ میں مثل شہشاہ ہیں نہ کوئی آج تک ایسا پیدا ہوا یہ مرتبہ آپ کی ذات اقدس پر ختم ہو گیا۔

(مجموعہ میلا و شریف)

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ حدیثیہ باب مطلب فی حکم ما اذا قال قائل یعلم

الغیب صفحہ ۲۲۲ میں فرمایا

قال الیافعی وروی مسنداً عنه اعنی الشیخ عبدالقادر شیخاً ارسل یقولون له ان لی اربعین سنة فی درکات باب القدرة فما رایتک ثم فقال الشیخ عبدالقادر فی ذلک الوقت لجماعة من اصحابہ اذهبوا لی فلان تجدون جماعته فی بعض الطريق ارسلهم الی بکذا فردوهم معکم الیه ثم قولوا له یسلم علیک الشیخ عبدالقادر ویقول لک انت فی الدركات ومن هو فی الحضرة لا یری من فی المخدع وانا فی المخدع ادخل واخرج من باب السر حیث لا ترانی بارة ان خرجت لک الخلعة الفلانیة فی الوقت الفلانی علی یدی خرج وهی خلعة الرضا وبامارة خروج التشریف الفلانی فی اللیلة الفلانیة لک یدی خرج وهو تشریف الفتح وبامارة ان خلع علیک فی الدركات یمحصر اثنی عشر الف ولی وهی خلعة الولاية وهی فرجیة خصر آء طرازها سورة الاخلاص علی یدی خرجت لک فانتهوا فوجدوا جماعة ذلک الشیخ فردوهم ثم اخبروه بما ذکره الشیخ عبدالقادر فقال صدق وهو صاحب الوقت التصرف.

امام یافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شیخ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہو کہ میں چالیس سال سے درکات قدرت میں ہوتا ہوں لیکن آپ کو نہیں دیکھتا اور اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے چند خادموں کو فرمایا کہ فلاں شیخ کی طرف جاؤ اور اس کے اصحاب کو جو ہماری طرف بھیجے ہیں راستے میں مل کر ان کو شیخ کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ

شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو درکات میں ہے اور جو درکات میں ہوتا ہے وہ درگاہ والے کو نہیں دیکھتا اور جو درگاہ میں ہوتا ہے وہ مخدع والے کو نہیں دیکھتا اور میرا مقام مخدع ہے میں مخفی دروازہ سے آتا جاتا تھا اس لئے تو نے مجھے نہیں دیکھا اگر تو اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہے تو وہ خلعت جو فلاں رات تم کو دی گئی تھی وہ میرے ہی ہاتھ سے آئی تھی اور وہ خلعت رضا تھی اور دوسری بات آپ کی تصدیق کے لئے یہ ہے کہ فلاں رات کو جو فتوحات تم کو ہوئیں وہ میرے ہاتھ سے ہی بھیجی گئی تھی اور وہ فتح کا شرف تھا اور تیسری علامت یہ ہے کہ درکات میں بارہ ہزار ولی کو خلعت ولایت دی گئی اور وہ سبز خلعت کہ جس کی طبریزیں سورہ اخلاص کی تھیں میرے ہاتھ بھیجی گئی۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدام اس شیخ کے اصحاب کو راستے میں ملے تو ان کو واپس شیخ کی خدمت میں لے گئے اور جو پیغام حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا بیان کیا اس شیخ نے کہا

صدق و هو صاحب الوقت والتصرف .

یعنی حضرت شیخ عبدالقادر سلطان الوقت اور صاحب تصرف نے سچ فرمایا۔

فائدہ

اس مضمون سے ثابت ہوا کہ ولایت کا ہر مرتبہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل اور ان کے ہاتھوں نصیب ہوتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض اولیاء کو اس کا علم بھی نہ ہوتا ہو جیسے مذکور ہوا اور اس میں کسی سلسلہ کی کوئی قید نہیں۔ سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے جیسے کہ گزرا۔

امام شعرانی قدس سرہ

نے **الیواقیت** والجاہر میں لکھا ہے کہ ”قطبۃ کے لئے ۱۴ عالم کی حکومت ہوتی ہے دنیا و آخرت کا عالم ایک ہے“

اور لکھا ہے کہ

وهذا لا مر لا يعرفه من التصف بالقطبية .

یہ وہ جانتا ہے جو قطبیت سے موصوف ہوتا ہے

اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مرتبہ مسلم ہے۔

مولانا عبدالرحمن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سے پوچھا گیا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان کہ ”**قدمی علی رقبۃ کل ولی**“ سے معلوم

ہوتا ہے کہ آپ تمام امت کے اولیاء سے افضل ہیں حالانکہ دیگر سلاسل میں بھی غوث و قطب ہوئے ہیں۔ آپ نے جواب

دیا کہ ہر ولی کسی نبی علیہ السلام کے قدم پر ہوتا ہے اور حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ حضرت پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہیں چونکہ خاتم الانبیاء افضل الانبیاء علیہ السلام ہیں اسی لئے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تمام اولیائے امت سے افضل ہوئے۔

بركة المصطفى في الهند شيخ المحدثين

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز

شیخ محقق قدس سرہ نے لکھا ہے کہ یہ جاننا ضروری ہے کہ بعض بزرگان دین نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں مختلف روایات بیان کی ہیں جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھیں مگر بعض روایات مطلق تھیں چونکہ آپ سید الاولیاء ہیں آپ کے لئے تقدم و تاخر کی روایات حضرت خضر علیہ السلام کے علاوہ بھی واقع ہوئی ہیں اور آپ کی فضیلت متقدمین و متاخرین مشائخ دونوں پر یکساں وارد ہوتی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ شہود و عدول کی مثبت زیادہ رائج ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی حکایات اور معاملات کی تمام اولیاء وقت نے تائید کی۔

(انوار الرحمن لتتویر الجنان، زبدۃ الآثار صفحہ ۴۳)

نیز فرمایا

اگر دیگران قطب انداد قطب الاقطاب است و اگر ایشاں سلاطین او سلطان السلاطین - محی الدین کہ دین اسلام زندہ گردانید و ملت کفر را بمیرانید کہ الشیخ یحییٰ و یمیت زہے مرتبہ کہ ایجاد دین از حی و قیوم است و احیازوے۔ غوث الثقلین آنرا گوند کہ جن و انس ہمہ بوے پناہ جوئند - من بیکس نیز پناہ بوئے جستہ ام و بر در گاہ افتادہ مراجز عنایت او کس نیست و بغیر لطف او فریاد رس نہ۔ (اخبار الاخیار صفحہ ۳۱۵)

اگر دوسرے قطب ہیں تو حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب الاقطاب ہیں اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو حضور شہنشاہ ہیں (بادشاہوں کے بادشاہ) آپ کا لقب مبارک محی الدین ہے کیونکہ آپ نے دین اسلام کو زندہ کیا ہے اور ملت کفر کی نیچنگی کی ہے کیونکہ شیخ (کامل) زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے سبحان اللہ کیا شان ہے کہ دین کے موجد اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہیں اور زندہ کرنے والے لیکن وہی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بخشی سیدنا غوث اعظم کو غوث الثقلین اس لئے کہا جاتا ہے کہ جن و انسان آپ سے پناہ چاہتے ہیں اور میں انہیں کی بارگاہ میں پڑا ہوں آپ کی عنایت کے سوا میرا کوئی نہیں۔

ازالہ وہم شرک

یہ مجاز ہے جیسے مولوی قاسم نانوتوی نے کرم احمدی سے استغاثہ کیا ہے

مدد کراے کرم احمدی کہ نہیں تیرے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمیہ)

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے

کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

حل لغات

جھکنا، مجازاً توضیح کرنا۔ سر بچھ جانا، سر زمین پر رکھ دینا۔ دل ٹوٹ گئے (ترجمہ از ڈکشنری) کشف ساق، یعنی تجلی الہی کا یہ ظہور نہیں تھا بلکہ یہ تو آپ کے قدمِ پاک کا جلوہ تھا۔

شرح

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک خاص تجلی فرمائے گا اور سارے اہل ایمان اس تجلی کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑیں گے مگر منافق و کافر سجدے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اے غوثِ پاک آپ کے قدمِ پاک کو دیکھ کر بہت سے اولیائے کرام یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ تجلی الہی ہے سجدے میں گر پڑے اور دہشت زدہ ہو جائیں گے حالانکہ تجلی الہی نہ تھی بلکہ قدمِ پاک غوثِ الثقلین کا کرشمہ تھا۔

کشف ساق

یہ تو قیامت میں ہی ہوگا لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مظہر نور الہی ہیں اس لئے آپ نے بحکم خداوندی جب قدم کی جھلک دکھائی کہ جس سے انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا تو بعض اولیاء نے سمجھا کشف ساق ہوا اسی لئے سجدہ ریز ہو گئے۔

حاشیہ حقائق میں ہے

انه لم یکن الا جلوة العبد لا تجلی المعبود كما فسجد اهل الجنة حسين يرون نور داء عثمان رضى

الله تعالى عنه عند تحوله من بيت الى بيت زعماء منهم انه قد تجلی ربهم تبارک وتعالى كما ورد

فی الحدیث.

وہ نہ ہوگا مگر جلوة عبد نہ کہ تجلی حق یہاں ہے جیسے اہل جنت سجدہ میں گر جائیں گے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر

کا نور دیکھیں گے جب وہ جنت کے ایک گھر سے دوسرے گھر کو جانے لگیں گے لوگوں کا خیال ہوگا کہ یہ ان کے رب کی تجلی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

تاج فرق عرفاء کس کے قدم کو کہتے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

حل لغات

تاج، بادشاہی، ٹولی۔ فرق، سر۔ عرفاء، عارف کی جمع، خدا شناس، اللہ والے لوگ۔ جسے، جس کو۔ باج، خراج ٹیکس۔ وہ پاؤں ہے کس کا، وہ کس کا پاؤں ہے یہ سوال ہے۔ تیرا، یہ سوال مذکور کا جواب ہے۔

شرح

حضرت شیخ موسیٰ زری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا نہایت ہی ادا کرتے تھے آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ وہ سلطان الاولیاء و سید العارفین ہیں اس لئے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ارشاد گرامی ہم پہلے لکھ آئے کہ آپ شیخ الانس والجن کے مرشد ہیں بلکہ آپ بعض ملائکہ کے بھی پیر ہیں جیسا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ارشاد گرامی ہم پہلے لکھ آئے کہ آپ شیخ الانس والجن و ملائکہ ہیں۔

رجال الغیب نے مژدہ سنایا

ایک روز ایک شخص جسے میں اس وقت نہ جانتا تھا ہم پر گزرا۔ جب اس نے فرشتوں کو یہ کہتے سنا تو ان میں سے ایک سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے؟ جواب ملا کہ

سیکون له شان عظیم هذا يعطى فلا يصنع ويمكن فلا يحجب ويقرب فلا يمكربہ.

(زبدۃ الآثار صفحہ ۴۱)

یعنی اس کی بڑی شان ہوگی اسے عطاء کیا جائے اسے قادر کر دیا جائے گا اور محروم نہ رکھا جائے گا اسے مقرب بنایا جائے گا اور اس کے ساتھ مکر نہ کیا جائے گا۔

فائدہ

یہ حوالہ بتاتا ہے کہ رجال الغیب نے بچپن سے ہی تسلیم کر لیا تھا کہ آپ غوث الاغواث ہیں۔

ملائکہ خدام تھے

دس برس کی عمر میں آپ اپنے شہر کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتے کیونکہ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں دس برس کی عمر میں اپنے شہر میں گھر سے نکلتا اور مدرسے سے جایا کرتا پس میں فرشتوں کو اپنے پیچھے چلتے دیکھتا جب مدرسے پہنچتا تو انہیں یہ کہتے سنتا کہ اللہ کے ولی کو جگہ دو کہ بیٹھ جائے۔

ازالہ وہم

معتزلہ فرقہ سے متاثر ہو کر کوئی اسے مبالغہ سے تعبیر نہ کرے بلکہ حقیقت ہے کیونکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام عام ملائکہ عظام سے افضل ہیں اور معتزلہ تو ملائکہ پر نبوت کی فضیلت کے بھی منکر ہیں اہل سنت کے دلائل میں ایک دلیل ”علم آدم الاسماء“ ہے اسی قاعدہ پر اولیاء کرام کو عام ملائکہ عظام سے افضل مانا گیا۔ تفصیل علم کلام میں ہے چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت شیخ عقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کی شہرت آسمان و زمین سے بھی زیادہ ہے۔ ملاء الاعلیٰ میں آپ کا لقب اشہب ہے آپ قطب وقت ہیں ان کی کرامات اور مقامات کی تصدیق کرنے والا نفع حاصل کریگا۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۷۶)

تصدیق الملائکہ

بجۃ الاسرار صفحہ ۹ میں ہے کہ جب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”قدمی هذا رقبۃ کل ولی اللہ“ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے تو ملائکہ کرام نے جواباً فرمایا ”صدقت یا عبد اللہ“ اے اللہ کے بندے آپ نے سچ فرمایا۔

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

حل لغات

سکر، نشہ کی حالت شراب وغیرہ کا نشہ جس سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، اولیاء کرام پر ایک حالت گزرتی ہے جس کو سکر کہتے ہیں۔ خضر، ایک بڑے با عظمت پیغمبر جو لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

شرح

اے مرتب علیا والے آقا! آپ کی عظمت کو وہ لوگ کیا سمجھیں جو اپنے ظاہری علوم و فنون کے نشے میں رہتے ہیں

اور تجلیاتِ الہی کی کثرت کی وجہ سے مدہوشی کے عالم میں یہ حالت اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب طرف کی کمی اور تجلی کی زیادتی ہوتی ہے۔

حضرت خضر جو کہ ہمیشہ سہو میں رہتے ہیں اور حالت سکر کبھی ان پر طاری نہیں ہوتی اسی لئے اُن سے آپ کا مرتبہ معلوم کیا جائے کہ کتنا بڑا ہے ہاں جب علم ظاہری کا نشہ اتر جائے تو پھر معلوم ہوگا کہ کتنا رفیع المنزلت ہیں مثلاً ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

منکرین غوث اعظم

آپ کے ہم عصر علماء و مشائخ کی جماعت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ملتا جو مدتِ العمر آپ کے فضائل سے منکر رہا ہو۔ ہاں علماء کی جماعت میں سے بعض ایسے تھے جنہوں نے ابتداء میں آپ کی مخالفت کی، معاندت میں کوئی دقیقہ و گذاشت نہیں کیا لیکن بعد میں تائب ہو کر انہوں نے آپ سے معافی مانگی اور آپ کے حلقہٴ ارادت میں داخل ہو گئے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام ابو الفرج عبد الرحمن معروف بہ ابن جوزی حدیث و تفسیر میں امام زمانہ تھے جمال الحفظ آپ کا لقب تھا۔ علم حدیث، علم تاریخ اور علم ادب میں آپ کی تصنیفات بکثرت ہیں چنانچہ موضوعاتِ تلبیس ابلیس منتظم فی تاریخ الامم تلیقح فہوم الاثر فی التاريخ والسيرۃ اور لفظ المنافع وغیرہ بہت سی کتب آپ ہی کی تصنیف ہیں۔

آپ کی تصنیفات کے متعلق علامہ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابن جوزی کی تصنیفات احاطہ و اندازہ سے باہر ہیں۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ ابن جوزی نے انتقال کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے یہ حجرے میں ہے مرنے کے بعد مجھے نہلائیں تو غسل کے لئے اس تراشہ سے پانی گرم کریں چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا پانی گرم ہو کر کچھ تراشہ بچ رہا۔

علامہ ابن جوزی ۵۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۵۹۷ ہجری میں بغداد کے اندر آپ نے انتقال فرمایا اور باب الحرف میں مدفون ہوئے۔

علامہ موصوف حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے اہل ظاہر کو چونکہ بوجہ ناہمی کے اہل باطن کے ساتھ بالعموم کاوش رہتی ہے اس لئے علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اسرار کو خلافِ ظاہر شریعت جان کر ان کا رد کرتے اور طعن و تشنیع میں بڑے زور سے حصہ لیتے تھے بسا اوقات تو آپ کے حق

میں سخت و ست اور دل شکن الفاظ بھی کہہ جایا کرتے تھے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت نہ صرف حضور غوثیت مآب تک ہی محدود تھی بلکہ دیگر مشائخ و صوفیہ کی نسبت بھی وہ اکثر سختی اور درشتی سے کام لیا کرتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو باعتبار فلسفہ تصوف دنیا کی تمام شائستہ قوموں میں یکتا مانے گئے ہیں ان کی تردید بھی ابن جوزی نے کئی جگہ کھلے دل سے کی ہے اور جن کا جواب کئی اہل معارف نے اپنی تصنیفات میں دیا ہے جن میں سے ایک کتاب ”قواعد الطريقة فی الجمع بین الشریعة والحقیقة“ سید احمد زنی کی تصنیفات سے ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب کے اکثر مسائل ذکر اپنے رسالہ ”مدح البحرین“ میں کیا ہے علاوہ ازیں عبد اللہ یافعی نے بھی ان باتوں کا جواب اپنی تالیفات میں دیا ہے۔

الغرض علامہ ابن جوزی عرصہ تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخرف رہے لیکن آخر میں ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ غلطی پر ہیں اپنے انکار سے تائب ہوئے اور حضور غوثیت مآب کے ظاہری و باطنی فضائل و کمالات کا اقرار کیا۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشکوٰۃ کے فارسی ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ حرم شریف میں ایک رسالہ میری نظر سے گزرا جس میں لکھا تھا کہ بعض علماء و مشائخ عصر ابن الجوزی کو غوث اعظم کی خدمت میں لے گئے اور معافی مانگی آپ نے معاف فرما دیا۔

علامہ ابن جوزی کا رجوع

قائد الجواہر و ہیبت الاسرار میں ہے کہ ایک دفعہ ابو العباس ابن جوزی کے ہمراہ حضور غوث اعظم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ترجمہ پڑھانے میں مصروف تھے قاری نے ایک آیت پڑھی۔ آپ نے وجوہ بیان کرنے شروع فرمائے ابو العباس ابن جوزی سے پھر وجہ کے متعلق پوچھتے کیا آپ کو معلوم ہے وہ اثبات میں جواب دیتے گئے۔ اس کے بعد آپ نے پوری چالیس وجہیں بیان فرمائیں اور ہر ایک وجہ کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے گئے اور حافظ ابو العباس کے پوچھنے پر ابن جوزی اخیر تک ہر وجہ پر نفی میں جواب دیتے رہے کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ آخر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسعت علم پر نہایت متعجب ہو کر بے اختیار کہنے لگے کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرح رجوع کرتے ہیں۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس کے بعد آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے یہ دیکھ کر مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔

خوش اعتقادی

پھر اسی محدث ابن جوزی قدس سرہ کی یہ کیفیت ہوگئی کہ کہا کرتے

لامرید الشیخ اسعد من مرید الغوث۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سے کوئی مرید بڑھ کر خوش بخت نہیں۔

ازالہ وہم

مخالفین یعنی منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ و کراماتِ اولیاء کی عادت ہے کہ حقیقتِ حال پر پردہ ڈال کر دھوکہ دے دیتے ہیں مثلاً انہیں ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وہ عبارت انکارِ اولیاء میں پیش کریں گے جو آپ کی رجوع الی الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبل کی ہوں گی اسی سے عوام اہل اسلام آگاہ رہیں۔

اگر کوئی دھوکہ کرے بھی اس سے اولیاء کرام کی شان میں کمی نہیں آئے گی انکار کرنے والے کا اپنا انجام برباد ہوگا۔

وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیرِ حفیض

اور ہر اوج سے اونچا ہے ستارا تیرا

حل لغات

چھوٹا ہی چاہیں، کم درجہ کا ہی چاہتے ہیں۔ کہ، برائے تعلیل کیونکہ۔ زیر، نیچے۔ حفیض، پستی۔ اوج، بلندی، عروج۔ ستارا، اوج پر ہونا مجازاً بلند نصیب والا ہونا۔

شرح

اے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمِ ناسرار کھنے والے مخالف تو آپ کو ہر طرح کم مرتبہ والا ہی کہنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ خود پستی کے غار میں پڑے ہوئے ہیں حالانکہ آپ اتنے بڑے نصیب والے ہیں کہ قسمت کے ہر بلند ترین مقام سے بھی کہیں بلند ترین مقام پر آپ کا ستارا چمک رہا ہے۔

غوث اعظم بڑے نصیب والے

حضرت شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوث پاک نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں میرے مکان پر تشریف لائے اور خوش ہو کر مجھ سے فرمایا اے نور العین ادھر آئیں میں فوراً آپ کے پاس گیا نہایت محبت سے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو تخت پر بٹھایا اور شفقت سے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور پیرا ہن مبارک جو پہنی تھی اسے اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا

هذا خلعة الغوثية على الاقطاب والابدال والاولاد.

اور بعد عطاء خلعت غوثیت مجھ کو رخصت فرمایا اور تشریف لے گئے مرتبہ غوثیت یہ ہے۔ رسالۃ الاولیاء میں سید ہاشم علوی بجا پوری تحریر فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی ملک کا منصب ولایت پر منصوب ہوتا ہے تو پہلے حکم خداوند عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا جتا ہے آپ اس کو جناب غوث الاعظم کے پاس بھیج دیتے ہیں آپ اس کو اگر لائق ولایت کے دیکھتے ہیں تو نام اس کا دفتر ولایت میں درج کرتے ہیں اور یہی دستور آپ کے عہد غوثیت سے ہے۔ (تفریح الخاطر، مناقب غوثیہ، ترغیب الناظر)

ولادت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشارت

آپ کے والد ماجد ابوصالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مع صحابہ کرام و اولیائے عظام تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں

يا با صالح اعطاك الله تعالى ابنا صالحاً وهو ولدى ومحبوبى ومحبوب الله تعالى سبحانه وتعالى

شانہ و سیکون له شان عالى فى الاولياء والاقطاب كشانى بين الانبياء و رسل. (مناقب غوثیہ)

اے ابوصالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند صالح عطا فرمایا ہے وہ بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے میرا اور اللہ عز و جل کا محبوب ہے۔

اولیاء و اقطاب میں اس کا مرتبہ ایسا ہوگا جیسے میرا مرتبہ جملہ انبیاء و مرسلین میں۔

غوث اعظم درمیان اولیاء چوں محمد ﷺ درمیان انبیاء

شہرہ کسی کے حسن کا نزدیک و دور تھا

روح رواں یہاں تو وہاں اشکِ حور تھا

فائدہ

یہ بشارت بتاتی ہے کہ باستثناء صحابہ و اہل بیت باقی تمام اولیاء کرام سے افضل ہیں۔

ولادت کی کرامت

آپ کی ولادت کی شب تمام صوبہ گیلان میں ایک لڑکی بھی پیدا نہیں ہوئی سب کے سب لڑکے ہی تولد ہوئے جن کی تعداد ایک ہزار ایک سو کے قریب تھی۔ لطف یہ کہ جتنے لڑکے اس شب میں پیدا ہوئے سب کے سب ولی کامل نکلے یہ بھی آپ کی ولادت کی برکت تھی۔ (مناقب غوثیہ)

فائدہ

یہ عطیہ بتاتا ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان سے ہی اولیاء کرام پر ولایت کا عطیہ ہوگا نیز اس سے رسول اکرم ﷺ کی کمالِ اتباع کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی ولادت کے دن تمام عالم دنیا میں بچے ہی بچے پیدا ہوئے۔

مرتبہ محبوبیت

یہ خصوصی مرتبہ صرف اور صرف اولیاء کرام میں سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوا۔ چنانچہ ایک بزرگ سید محمد کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحرِ عالی میں لکھا ہے کہ

ان سلطان الاولیاء السید عبدالقادر گیلانی فی مقام المحبوبة له شهرة عظيمة وغيره من

المحبوبين ليس كذلك

اس کے بعد لکھا کہ

واشتهار محبوبة الغوث الاعظم كاشتھار محبوبة حبیب اللہ سیدنا محمد ﷺ

لكونه على قدمه. (تفتح الخاطر)

سلطان الاولیاء سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقامِ محبوبیت میں ہیں آپ کو بہت بڑی شہرت حاصل ہے ہاں دوسرے محبوبوں کو یہ مرتبہ حاصل نہیں اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبوبیت کی شہرت حضور سرورِ عالم، نورِ مجسم ﷺ جیسی شہرت ہے۔

فائدہ

اس میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا جہاں اسلام نے قدم جمایا وہیں پر نبی کریم ﷺ کے دیوانے متانے پائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیاز مند بھی۔

آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس

نشے والوں نے بھلا سکر نکالا تیرا

حل لغات

احوال، حال کی جمع، حالات۔ کرتا ہے قیاس، سوچتا ہے، خیال کرتا ہے، اندازہ کرتا ہے۔ نشے والوں نے، ظاہری

علوم و فنون والے۔ بھلا، اچھا، یہ کلمہ طنزاً بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کے معنی عجیب و غریب کے لئے جاتے ہیں۔ سکر، نشہ، مدہوشی۔ نکالا، بنایا، بیان کیا۔ تیرا، آپ کی اور آپ کی عظمت و منزلت کے لئے۔

شرح

جو انسان اپنے علم و فن کے نشے میں چور ہوتا ہے وہ اولیاء اللہ بلکہ باجود آپ کے سردارِ اولیاء ہونے کے اسے غوثِ پاک آپ کی ذاتِ گرامی کے حالاتِ مبارکہ کو خود اپنے ہی حالات و کوائف پر قیاس کر کے حکم لگاتا ہے کہ وہ تو ہمارے ہی جیسے ایک مجبور انسان تھے اور غوثِ الاعظم کی باتوں کو سکر پر محمول کیا حالانکہ یہ باتیں آپ نے حالتِ ہوش میں فرمائی ہیں۔ علم و فن کے نشہ والوں نے اپنے ہی جیسا ظاہری علم و فضل والا تصور کیا حالانکہ آپ ظاہری علم و فضل کے ساتھ ساتھ باطنی و روحانی علم و فضل اور مئے قربتِ الہی سے بھی سرشار تھے مگر ان ظاہر بین لوگوں نے اس طرح آپ کے سارے فضائل و مناقب کو بہت برے انداز میں بیان کیا جو ان لوگوں کی کم عقلی و کج فہمی اور لاعلمی کی کھلی دلیل ہے۔

سکر کا اشارہ

یہ شعر ان منکرین کے رد میں ہے جو کہتے ہیں کہ ”قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ“ جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو سکر کی حالت تھی اس کی تفصیل و تحقیق تو ہم نے ”قدم غوثِ جلی برگردنِ ہر ولی“ میں لکھ دی ہے یہاں بقدرِ ضرورت عرض ہے کہ ”قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ“ بفضلہ تعالیٰ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالتِ صحو (ہوش) میں فرمائی ہیں اور اسی طرح مامور من اللہ ہے۔

مامور من اللہ

چند شواہد پیش کروں کہ ”قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کہنے پر مامور من اللہ تھے۔

(۱) سیدنا محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فرمایا

وانا عبد القادر فالظاهر من حالہ انہ کان مامور بالتصرف الخ۔ (فتوحاتِ مکیہ باب الثلاثین)

بہر حال عبد القادر آپ کے ظاہری حال سے یہ ہے کہ آپ تصرف پر مامور تھے۔

فائدہ

اس عبارت میں تصرف کے عموم میں ہمارا مذکورہ بالا دعویٰ بھی شامل ہے۔

(۲) نیز فرمایا جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ ”اولیاء کبار سے ہر ایک زمانہ میں ایک ایسا ولی ہوتا ہے کہ اسے ماسوائے اللہ پر حکومت ہوتی ہے اور وہ سب کا سردار ہوتا ہے، دلیر ہوتا ہے، کبیر الدعویٰ الحق ہوتا ہے جو کہتا ہے حق کہتا ہے اور اس کا ہر ایک حق

ہوتا ہے‘

اور فرمایا

كان صاحب هذا لمقام امامنا وشيخنا عبدالقادر الجيلی بغداد كانت له الصولة والاستطالة بحق

على الخلق كان كبير الشأن اخباره مشهوره . (فتوحات مکیہ باب ۷۳)

اس مرتبہ و مقام کا مالک ہمارا پیشوا اور ہمارا شیخ غوثِ صمدانی جیلانی ہے جن کی شوکت اور استطالت مخلوق پر بالحق تھی اعلیٰ شان تھی ان کے علوم مراتب کے اخبار مشہور ہیں۔

(۴) بعض اولیاء کبیرا الشان صاحبِ ناز ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا

ومنهم من یقام فی الادلال کعبدالقادر الجيلی بغداد سید وقتہ.....

اور بعض اولیاء وہ ہیں جو مقامِ ناز میں ہوتے ہیں جیسے سید عبدالقادر جیلانی بغدادی جو اپنے وقت کے.....

وصل چہارم

در منافحت اعداء واستعانت از آقارضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی دشمنوں کے دفاع اور آقا یعنی غوثِ اعظم سے مدد حاصل کرنے کے بیان میں

منقبت ۴

الامان قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا

مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

حل لغات

الامان، خدا کی پناہ۔ قہر، غضب، ناراضگی و خفگی۔ غوث، فریاد کو پہنچنے والا، حضور سیدنا شاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

صفاتی اسم۔ تیکھا، (ہندی لفظ) بمعنی تیز و مؤثر اور زہر ملا۔ چین سے سوتا نہیں، یعنی آرام سے نہیں سوتا۔

شرح

اے حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے غیظ و غضب سے خدا کی پناہ۔ آپ کا غیظ و غضب جس پر اتر آئے تو

پھر وہ زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ وہ تو اتنا سخت ہے کہ جس پر اترے اسے کبھی آرام و چین نصیب نہیں ہوتا بلکہ قبر میں بھی وہ ہمیشہ

پریشان اور بے چین رہتا ہے۔ دائمی عذابِ خداوندی میں گرفتار رہنا ہے کیونکہ آپ جلالِ خداوندی کے مظہر بھی ہیں ابتداء

تو یہ ہوتا تھا کہ جو بھی آپ کا بلا وضو نام لیتا تو فوراً کسی آفت ناگہانی میں مبتلا ہو جاتا۔ بعد کو خلقِ خدا پر رحم فرماتے ہوئے تخفیف کر دی گئی چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر القادر الاربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب **تفریح الخاطر** صفحہ ۳۴، ۳۵ میں لکھتے ہیں کہ غوثِ اعظم حزر الیمانی (یعنی حزم تضاوی و سیف اللہ.....) کا ورد کیا کرتے تھے اور اس کثرت ورد کی وجہ سے آپ پر ابتدائی حالت میں جلالیت کا غلبہ ایسا تھا جیسی منکروں کی گردن مارنے والی تلوار اور دشمنوں کے جگر کو پہنچنے والا تیر۔ اسی لئے منکرین و جاحدین میں سے جن نے بھی آپ کا نام مبارک بغیر وضو کے لیا اس کی گردن سیف اللہ سے ماری گئی۔ پس مکاشفہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو انہوں نے فرمایا تم خود ہی سیف بن چکے ہو اب اس کے پڑھنے کی ضرورت نہیں اس پر کچھ عرصہ آپ نے ورد ترک کر دیا۔ پھر حضور ﷺ کے اشارہ سے ورد شروع کر دیا۔ اس کی تفصیل ”تفریح الخاطر“ میں ملاحظہ ہو۔

حکایت

ایک بزرگ نے محبوب سبحانی، غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دلائیں تو آپ نے فرمایا مراقبہ کرو۔ اس نے مراقبہ میں عرش کے نیچے ایک تلوار لٹکی ہوئی دیکھی جس پر کھیاں اپنے آپ کو گراتی ہیں اور دو ٹکڑے ہو جاتی ہیں تو آپ نے اسے آنکھ کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا کھیاں اس تلوار سے جنگ کرتی ہیں اور اس سے انہیں یہی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور مجھ سے محبت رکھنے والے میرا نام ہر حال میں ادب و احترام سے لیتے ہیں اور ہر حال میں غفوا اور مغفرت کا دامن مضبوطی سے پکڑتے ہیں اور مخالفین منکرین بوجہ بے ادبی ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں میری تلوار مشہور ہے اور میری کمان چڑھی ہوئی ہے اور میرا تیر نشانہ پر لگا ہوا ہے اور گھوڑا زین سے کسا ہوا ہے اور میں اللہ کی بڑھتی ہوئی آگ ہوں تمام اہل بغداد کی سفارش پر آپ نے اس حالتِ جلالی کو اہل عناد سے اٹھالیا۔

واقعات

اسی دور میں چند واقعات بطور کرامات نمودار ہوئے۔ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے۔ خلقِ خدا کا کثیر مجمع تھا پانی برسنے لگا لوگ بھاگنے لگے آپ نے آسمان کی طرف انگلی ہلائی اور فرمایا میں ملاتا ہوں تو جدا کرتا ہے۔ تھوڑی دیر ٹھہر جا فوراً پانی موقوف ہو گیا۔

کرامت

ایک بار گھر میں بچھونکا آپ نے فرمایا اے موذی مر جا فوراً مر گیا۔ آپ ڈرے اور آبدیدہ ہوئے خادم کو بلا کر اپنا

پیرا بن دیا اور فرمایا اس کو بیچ کر صدقہ کر دو اور بہت دیر تک استغفار کرتے رہے۔

کرامت

ایک بار حضرت غوث پاک کتاب دیکھ رہے تھے چوہے نے چھت سے مٹی گرائی آپ نے اس کی طرف جو نظر اٹھا کر دیکھا فوراً امر کر گر پڑا۔ دراصل آپ کو یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے عطا فرمایا کہ آپ نے اللہ کے نام کی عزت کی۔ چنانچہ ”تفریح الخاطر“ میں ہے کہ جب یہ حالتِ جلالی مشہور ہوئی تو اس وقت آپ کا نام مبارک بے وضو موت کے خوف سے کوئی نہ لیتا تھا۔ بغداد کے اولیاء کرام نے آپ کی بارگاہِ غوثیت پناہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور لوگوں پر رحم فرمائیے اور اس سختی کو معاف فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں تو اس حالت کو پسند نہیں کرتا لیکن حق تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تو نے میرے نام کی عزت کی ہے ہم تیرے نام کی عزت کریں گے جو عزت کرتا ہے معزز بن جاتا ہے اگرچہ یہ سختی اٹھالی گئی کہ آپ کے بلا وضو نام لینے سے فوراً تباہی آجاتی لیکن تجربہ شاہد ہے کہ جو آپ کا اسم شریف وضو کے بغیر لیتا ہے وہ تنگدستی اور مفلسی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جو آپ کے نام کی نذر مانے اسے ضرور ادا کر دینا چاہیے تاکہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے جو جمعرات کو حلو ایکا کر اور فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب آپ کی روح مبارک کو پہنچائے اور فقراء میں تقسیم کرے اور آپ سے کسی امر میں مدد طلب کرے تو آپ اس کی مدد فرمادیں گے اور جو بعض وقت اپنے مال میں سے کچھ طعام پر ختم شریف پڑھ کر آپ کو ثواب پہنچاتا رہے اس کی دینی مشکلات حل ہو جائیں گی جو آپ کا نام مبارک اخلاص کے نام کے ساتھ با وضو لے تو وہ تمام دن خوش و خرم رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ مٹا دے گا۔

(تفریح الخاطر)

خود فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

و نحن لمن قد ساعنا سم قاتل

فمن لم يصدق فليجرب ويعتدي

اور جو کوئی بھی ہمیں اذیت پہنچائے ہم اس کے سم قاتل ہیں جسے اس کا یقین نہ ہو وہ اذیت پہنچا کر اس کا تجربہ کر لے۔

اسی لئے آپ کے مخصوص مریدین آپ کی بارگاہ میں حاضری کا قصد فرماتے تو اپنے مریدوں کو غسل کی تلقین فرماتے نیز آپ مریدوں کو فرمایا کرتے تھے کہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ الربانی کی خدمتِ اقدس میں مؤدب رہا کرو اور یہ سوچ کر زیارت کا قصد کیا کرو کہ ہم ایک ایسے شیخ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری دے رہے ہیں جن کی غلامی اور چاکری پر مشائخ کوناز ہے۔ یاد رہے کہ حضرت علی ہتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولین عشاق سے ہیں اور

بہت بڑے باکمال گزرے ہیں تا حال آپ کی کرامات کے اثرات جانوروں تک موثر ہیں۔ دارالاشکوہ برادر بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ وہ صاحبِ تصرف بزرگ ہیں کہ اگر کسی پر شیر حملہ کرتا اور اس کے سامنے آپ کا نام مبارک لے لیا جاتا تو شیر اُلٹے پاؤں لوٹ جاتا۔ (سفینۃ الاولیاء)

آپ غوثِ اعظم کے ہاں آنے سے پہلے پاک و صاف اور با وضو بلکہ غسل کر کے حاضری دیتے۔ شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا جس نے حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذیت پہنچائی تو وہ اذیت اس کی ذات اور اس کی اولاد کی تباہی کا باعث بنی۔ چنانچہ علامہ محمد بن یحییٰ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کا مشاہدہ پچشم خود کیا ہے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نائبِ حمایہ (جو کہ نصح کے نام سے پکارا جاتا تھا) نے آپ کی اولادِ پاک میں سے شیخ احمد بن شیخ قاسم علیہ الرحمۃ کو سخت اذیت پہنچائی۔ اسے عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ نے اس کی جڑیں کاٹ دیں کہ

”وقطع ذریع ولم یبق منهم احد“ اس کی اولاد سے کوئی بھی نہ رہا اور یہ آیت اس پر صادق آئی

فهل ترى لهم من باقية. (فلانہ الجواہر صفحہ ۵۶)

کیا تمہیں ان میں سے کسی کا نشان باقی رہا۔

ابن یونس وزیر ناصر الدین نے سیدنا غوثِ اعظم کی اولاد کو طرح طرح کی اذیت و تکلیف پہنچائی یہاں تک اس نے بغداد سے بھی شہر بدر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خاندان کو تباہ و برباد کر دیا اور خود

مات اقبح موتہ. (فلانہ الجواہر صفحہ ۵۶)

فجیح ترین موت مرا۔

انجام برباد

ویسے تو ہر ولی کے بے ادب اور گستاخ کا انجام برباد ہوتا ہے جیسے حدیث شریف کا فیصلہ ہے۔ خصوصیت سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گستاخوں کا انجام برباد آنکھوں سے دیکھے گئے۔ ہمارے دور میں مولوی غلام خان (پاکستان) اپنے وقت کا تمام گستاخوں میں نمبر اول تھا۔ اس کی تقریر اور تحریر نبوت اور ولایت کی گستاخی اور بے ادبی پر مبنی ہوتی ہے آخری تقریر دہی (عرب ممالک میں ہوئی) یعنی گواہ شاہد ہیں کہ اس نے جو نہی گستاخانہ رویہ اختیار کیا تو غضبِ الہی ایسا جوش میں آیا کہ اسٹیج پر عذابِ الہی نے آگھیرا یہاں تک کہ ہسپتال پہنچتے ہی شکل تبدیل ہو گئی۔ اس کی ہیبت ناک شکل دیکھنے والوں کی حالت غیر ہو جاتی اسی لئے چہرہ کو چھپا دیا گیا اور دہی سے پاکستان بھیجنے والے ڈاکٹروں نے چہرہ دیکھنے کی ممانعت کر دی بالآخر اسے ڈھکے چھپے چہرے سے دفنایا گیا۔

بادلوں سے کہیں رکتی ہے کڑکتی بجلی
ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اٹھتا ہے تیغا تیرا

حل لغات

بادلوں، بادل کی جمع ابر، گھٹ۔ کڑکتی، سخت، مہیب اور خوف ناک آواز کرتی ہوئی۔ بجلی، برق بادلوں سے دکھائی جانے والی چمک۔ ڈھالیں، اس پر جو لوہے کا گول چپٹا بنا ہوتا ہے جس پر چمڑا یا کوئی اور نہایت مضبوط چیز چڑھائی جاتی ہے جنگجو لوگ تلوار سے بچاؤ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ چھنٹ جاتی ہے، کٹ جاتی ہے۔ اٹھتا ہے، بلند ہوتا ہے۔ تیغا (فارسی) چھوٹی اور چوڑی تلوار۔

شرح

اے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مخالف اور دشمن و حاسد لوگ گھٹاؤں کی طرح نہایت کمزور اور سراپا تاریکی ہیں اور آپ چمکتی ہوئی برق کی طرح ہیں جو سینکڑوں میں گہرے بادلوں کے آر پار ہو جاتی ہے۔ نادان اور بزدل دشمن آپ کی بڑھتی ہوئی شہرت اور علم و عرفان اور فضل و کمال کو روکنا چاہتا ہے مگر ذرا بھی ہوش نہیں کہ آخر وہ کیا کر رہا ہے۔ آپ کی کیفیت تو یہ ہے کہ جب آپ کی تلوار اٹھ جاتی ہے تو ڈھالیں وار برداشت نہیں کر پاتیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بیکار ہو جاتی ہیں اور مد مقابل کے بچاؤ کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مریدنی کا واقعہ ہے کہ وہ ایک دن کسی کام سے پہاڑ کی طرف گئی تو اس کا عاشق بھی اسی غار کی طرف ہولیا اور اس کے پاس جا کر عصمت ریزی کا ارادہ کیا جب عورت نے دیکھا کہ کوئی نجات کی امید نہیں تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا

الغياث يا غوث اعظم الغياث يا غوث الثقلين الغياث يا شيخ محي الدين الغياث

ياسیدی عبدالقادر۔

اُس وقت آپ مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے اور پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں تھیں آپ نے انہیں پاؤں سے اتار کر غار کی طرف پھینکا وہ فاسق کے مراد پانے سے پہلے پہنچ گئیں اور سر پر پڑنے لگیں حتیٰ کہ وہ مر گیا پھر وہ عورت انہیں اٹھا کر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربارِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور حاضرین کے سامنے آپ سے اپنا سارا واقعہ عرض کیا۔

فضائلِ دیوبند

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں یا اہل سنت کا کوئی اور بزرگ ان کی کرامات بالخصوص امداد کے متعلق تو سن

کرفضلائے دیوبند کافتوی جوش میں آجاتا ہے اور ان کے اکابر کی بات ہو تو عین اسلام۔ ایک واقعہ ملاحظہ ہو
حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی نے فرمایا کہ ایک دن حضرت غوث اعظم سات اولیاء اللہ کے درمیان بیٹھے تھے ناگاہ
نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اسے غرق ہونے سے
بچالیا۔ (شائلم امدادیہ)

اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے جمال الاولیاء میں محمد بن عبد اللہ کا واقعہ لکھا ہے کہ آپ متوسلین میں سے
کسی کے پاس بیٹھے تھے کہ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے پھر لوٹے تو آپ کے کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا ان صاحب نے
اٹھنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا میرے متوسلین میں سے بعض کا جہاز پھٹ گیا تھا اس نے مجھ سے مدد مانگی تو میں نے اپنا کپڑا
لگا دیا حتیٰ کہ ان لوگوں نے اس پھٹن کو درست کر لیا اور جہاز جیسا تھا ویسا ہو گیا۔

عکس کا دیکھ کے منہ اور بپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بل کا نہیں نیزا تیرا

حل لغات

عکس، پرتو، مد مقابل۔ دیکھ کے منہ، صورت دیکھ کر۔ بپھر جاتا ہے، غضب ناک ہو جاتا ہے۔ چار آئینہ، ایک قسم کا
زرہ بکتر، بنیان کی سی لوہے کی قمیض جو میدان جنگ میں بڑے بڑے پہلوان تلوار اور نیزا کے وار سے محفوظ رہنے کے لئے
پہن لیتے ہیں۔ بل، طاقت۔ نیزا، بھالا۔

شرح

اے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے مقابلہ کرنے والا اگر مد مقابل آجاتا ہے تو اس کی صورت دیکھ کر آپ کا
تند و تیز نیزہ بہت زیادہ تیز ہو جاتا ہے اور مد مقابل خواہ پورا لوہے میں منڈھا کیوں نہ ہو آپ کا نیزہ جب چلتا ہے تو پھر
مضبوط سے مضبوط زرہ بکتر کے بس کی بات نہیں رہتی اس سے آر پار ہو کر جسم کے اندر پیوست ہو جاتا ہے اور مد مقابل ہمیشہ
کے لئے خاموش ہو جاتا ہے اسی لئے حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو جن چمٹ
جائے تو اس کے کان میں یا حضرت الشیخ قطب العالم محی الحق والدین السید عبدالقادر الگیلانی پڑھ کر پھونک دیا جائے تو وہ
دفع ہو جائے گا۔ اگر کفار کا اسلامی لشکر اسلامی ملک پر چڑھ آئے یا کسی کو راہزنوں کا خوف لاحق ہو تو زمین سے سیاہ مٹی لے کر
اس پر غوث اعظم کا نام مبارک پڑھ کر دم کرے اور وہ مٹی اس کی طرف پھینکے جیسا کہ محبوب سبحانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا

جو شخص ایسا کرے گا یہ مٹی دشمنوں کی آنکھوں میں ڈال کر تو اللہ تعالیٰ ان کو اندھا کر دے گا اور ان پر قہر و غضب نازل فرمائے گا اور فرمایا جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ حضور غوث اعظم کا توسل کرے گا اللہ اسے اس تکلیف سے نجات دے گا اور وہ عجز سے خلاصی پائے گا اور اسے خوشی حاصل ہوگی اور جس نے آپ سے خرقہ خلافت پہنا وہ دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات پانے کے علاوہ مراتب عالیہ کو بھی پہنچ گیا کیونکہ آپ نے اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے حق میں خاص طور پر دعا مانگی ہے اور آپ قطب عالم ہیں اور آپ کی دعا بارگاہ خداوندی میں مقبول ہے۔

بیگزسانرا کس اگر جوئی تو در دنیا و دیں

ہست محی الدین سید تاج سرداران یقیں

اگر تم کسی ایسی برگزیدہ ہستی کے متلاشی ہو جو دنیا اور عقبی میں غریبوں اور لاوارثوں کا یا ر و مددگار ہے تو یقین جان لو وہ سرداروں کے سر تاج حضور سیدنا میران محی الدین قدس سرہ کی ذات مبارک ہے۔

صلائے عام

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مریدین کے لئے صلائے عام فرمایا۔

(تتمہ فتوح الغیب بر حاشیہ بحجۃ الاسرار صفحہ ۲۲۸، مطبوعہ مصر)

واحرصہ من کل شر و فتنہ

انا لمریدی حافظ مایخافہ

میں اپنے مرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اس چیز سے جو اس کو خوف میں ڈالے اور میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنہ سے۔

اغیشک فی الاشیاء طربہمتی

توسل بنا فی کل هول و شدہ

مجھے سے توسل کرو ہر هول اور سختی میں میں اپنی ہمت سے جملہ امور میں تمہاری فریاد رسی کروں گا۔

اغثہ اذا ما سار فی امی بلدہ

مریدی اذا ما کان شرقا و مغربا

میں اپنے مرید کی فریاد رسی کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں بھی ہو مشرق میں یا مغرب میں۔

(تتمہ فتوح الغیب بر حاشیہ بحجۃ الاسرار صفحہ ۲۲، ۲۳، مطبوعہ مصر)

عز و م قاتل عند القتالی

مریدی لا تخف واش فانی

میرے مرید کسی دشمن سے نہ ڈر کہ بیشک میں مستقل عز و م والا سخت گیر اور لڑائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں۔

کوہ سر مکھ ہو تو اک وار میں دو پر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں ”بھول کے“ اوچھا تیرا

حل لغات

کوہ (فارسی) پہاڑ، مجازاً دیو پیکر بہادر۔ سر مکھ (ہندی لفظ ہے) مقابلہ۔ وار (ہندی لفظ ہے) ٹھوکر، حملہ۔ دو پر کالے، دو ٹکڑے۔ ہاتھ پڑتا ہی نہیں، دراصل یہ عبارت یوں ہے، ہاتھ اوچھا پڑتا ہی نہیں۔ وار غلط نہیں ہوتا بھرپور نشانہ پر جا لگتا ہے۔ بھول کے (اردو) نادانستگی میں، غیر ارادی طور پر، یونہی۔

شرح

اے غوث الکوین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مقابلے کے لئے اگرچہ کوئی پہاڑ ہی جیسا کیوں نہ آجائے آپ کا صرف ایک ہی وار اس کے دو ٹکڑے ہونے کے لئے کافی ہے کیونکہ آپ یونہی غیر ارادی طور پر بھی اپنے ہاتھوں کو اٹھا دیتے ہیں تو وہ بھی خطا نہیں کرتا اور اسے ہزاروں لوگوں نے آزمایا۔ فقیر یہاں ایک قصہ حوالہ قلم کرتا ہے

حکایت

صاحب تفریح الخاطر نے مندرج فرمایا ہے کہ بغداد کے علماء میں سے ایک عالم فاضل نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد شاگردوں کے ساتھ قبرستان کی طرف فاتحہ خوانی کے لئے نکلے۔ راستہ میں ایک سیاہ سانپ دیکھا تو اس کو اپنے عصا سے قتل کر ڈالا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے ایک لمبے گردغبار نے ڈھانپ لیا تو اچانک نظروں سے غائب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر شاگرد حیران ہو گئے کچھ دیر بعد دیکھا کہ استاد صاحب ایک عمدہ لباس پہنے آ رہے ہیں آگے بڑھ کر استقبال کیا اور احوال اور لباس کے متعلق دریافت کیا۔ استاد صاحب فرمانے لگے جب مجھ پر غبار چھایا تو جن مجھے پکڑ کر ایک جزیرہ میں لے گئے پھر دریا میں مجھے غوطہ دے کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے میں نے دیکھا کہ وہ ایک ننگی تلوار ہاتھ میں لئے تخت پر کھڑا ہے اور اس کے سامنے ایک نو جوان مقتول پڑا ہے جس کا سر زخمی ہے اور جسم پر خون بہہ رہا ہے میرے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کون ہے۔ جنوں نے کہا یہی قاتل ہے نیز اس نے میری طرف غصہ کی حالت میں دیکھا اور کہا اے شہر کے استاد تو نے اس نو جوان کو ناحق قتل کیوں کیا ہے۔ میں نے انکار کرتے ہوئے کہا خدا کی قسم میں نے اسے قتل نہیں کیا آپ کے خادموں نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ انہوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس کے ہاتھ کا خون سے لتھڑا ہوا عصا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے ہی قتل کیا ہے دیکھا تو عصا کو واقعی خون لگا ہوا تھا۔ مجھ سے اس خون کے متعلق پوچھا گیا تو میں نے کہا اس سے تو میں نے ایک سانپ کو مارا ہے اور یہ اس کا خون ہے۔ بادشاہ کہنے لگا اے جاہل وہ سانپ یہی میرا بیٹا ہے یہ سنتے ہی ہکا بکا رہ گیا۔ پھر

قاضی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ شخص اپنے قاتل ہونے کا اقراری ہے تم اس کے قتل کا حکم دے دو قاضی نے میرے قتل کا حکم دے دیا۔ بادشاہ نے تلوار کھینچ کر مجھ پر وار کرنے لگا تو میں نے اپنے دل سے اپنے شیخ استاد حضرت غوث اعظم کی طرف مالتی ہوا اور مدد طلب کی فوراً ایک نورانی مرد نمودار ہوا اور بادشاہ سے کہنے لگا کہ اس شخص کو قتل نہ کرو یہ تو حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کا مرید ہے اگر وہ اس کے سبب تم پر عتاب فرمائیں تو تم کیا جواب دو گے۔ آپ کا نام سنتے ہی اس نے تلوار ہاتھ سے نیچے پھینک دی اور مجھے کہا اے شہری استاد میں نے حضرت غوث الاعظم کے ادب و تعظیم کی خاطر تجھے اپنے بیٹے کا قصاص معاف کیا اب تم ہی اس مقتول کا جنازہ پڑھاؤ اور اس کے لئے بخشش کی دعا مانگو۔ پھر اُس نے مجھے یہ خلعت پہنا کر جنات کے ساتھ رخصت کر دیا جو مجھے وہاں لے کر گئے تھے وہ مجھے اس مکان میں چھوڑ کر میری نظر سے پوشیدہ ہو گئے۔

آں شاہ سرفراز کہ غوث الثقلین است

در اصل صحیح النسب از طرفین است

وہ عالی مرتبہ بادشاہ جو جن و انس کے فریادرس ہیں بلحاظ حسب و نسب نجیب الطرفین ہیں۔

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے

چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

حل لغات

اس پہ، ایسی صورت میں۔ قہر، ظلم، آفت۔ چند، تھوڑے سے۔ گھٹا دیں، کم کر دیں۔ کہیں، کسی طرف، کسی جگہ۔ پایہ،

مرتبہ، بلندی قدر۔

شرح

اے محبوب ربانی، غوثِ صمدانی! یہ سب کو معلوم ہے کہ آپ کا وار کبھی خالی نہیں جاتا ایسی صورت میں بھی آپ کے کچھ دشمن یہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح موقع ہاتھ لگے اور وہ آپ کا بلند مرتبہ کم کر دیں حالانکہ ان کی یہ حرکتیں ان کے لئے ایک دن آفت و مصیبت بن کر ان کے گلے پڑ جائیں گی۔ چنانچہ آپ کے ابتدائی دور میں نقد سزامل جاتی تھی لیکن بعد کو ہا شاہ حبیب خدا ﷺ نے اسے ترک کر دیا۔ چنانچہ **تفريح الخاطر** میں ہے کہ شروع شروع میں آپ پر جلالت کا بہت غلبہ تھا اس غلبہ کی حالت یہ تھی کہ جو شخص آپ کا نام بے وضو لیتا اس کا سرتن سے جدا ہو جاتا اور وہ مر جاتا تو حضرت محبوب سبحانی،

قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے اپنے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ بیٹا اس حالت کو چھوڑ دو کیونکہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں لوگ میرا اور میرے رب تعالیٰ کا نام بھی بغیر ادب کے ذکر کیا کریں گے آپ نے نبی پاک، شہ لولاک ﷺ کی اُمت پر رحم کھا کر اس حالت کو ترک کر دیا۔ (جیسا کہ گزرا)

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حل لغات

عقل ہوتی (اردو) ان کو اگر عقل ہوتی، کچھ علم و فہم ہوتا تو (اردو) یقیناً لڑائی (اردو) مقابلہ، جنگ و جدال۔
گھٹائیں (اردو) مرتبہ، کم کریں۔ منظور (عربی) پسند۔ بڑھانا (اردو) مرتبہ دینا، عظمت عطا کرنا۔

شرح

اے غوث الاعظم سید الاولیاء آپ کو تو خود اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مرتبہ دیا ہے آپ کو درجہ محبوبیت پر فائز فرمایا ہے یہ نادان مخالف لوگ کچھ بھی احساس و فہم رکھتے تو آپ کی عزت و عظمت کو کبھی کم کرنے کے لئے بیان نہ کرتے پھرتے۔ آپ کی تنقیص دراصل رب تعالیٰ سے جنگ ہے اس لئے کہ آپ کو عزت بخشنے والا رب تعالیٰ ہی ہے۔

حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

من عاذی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔ (بخاری شریف)

جس نے میرے ولی کو تکلیف پہونچائی بے شک میں نے اس سے اعلان جنگ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے اعلان جنگ کے دو معانی ہیں۔

(۱) اس کی دولتِ ایمان چھین لیتا ہے اس لئے **روض الریاحین** میں قاعدہ لکھا ہے کہ جو کسی ولی اللہ سے گستاخی کرتا ہے تو اس کا خاتمہ خراب ہوتا ہے اس پر ہزاروں واقعات شاہد ہیں ہمارے دور میں مولوی غلام خاں (راولپنڈی) کا حال سب کو معلوم ہے۔ اخبارات میں اس کے متعلق اشارے کئے گئے اس کا حال شائع ہوا۔ جہاں مراد وہاں سے عینی شاہدوں کے خطوط پاکستان میں پہونچے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”گستاخوں کا بُرا انجام“ میں دیکھئے۔

ایک جدید واقعہ اخبار ملا حظہ ہو۔

(۲) دنیا میں کسی طرح کی سزا میں مبتلا کر دینا اس پر ہزاروں کتابوں اور اخباروں میں چھپے اور شائع ہوتے ہیں۔ ۱۹۸۷ء کے اخبار نوائے وقت کے جمعہ میگزین ۳۱ اکتوبر میں ایک واقعہ شائع ہوا کہ دھپ کا یہ واقعہ بقول لطیف ہمالیہ والا ۱۹۵۹ء میں میکوڈروڈ پر لاہور ہوٹل کے آس پاس ہی کہیں پیش آیا بقول لطیف ہمالیہ والا کے عید کا دن تھا اور وہ چند دوست مل کر باغ جناح کی سیر کے لئے گھر سے نکلے ابھی وہ اپنے گھروں سے چند قدم ہی دور گئے تھے کہ ایک نیم برہنہ فقیر ان کے سامنے آگیا۔ یہ فقیر ان جوانوں کے لئے کوئی اجنبی یا ناموس شخصیت نہ تھا اس کو وہ پہلے ہی اس علاقے میں ادھر ادھر گھومتے دیکھ چکے تھے انہیں یہ بھی پتہ تھا کہ اپنے آپ میں گم یہ فقیر کسی سے بولتا ہے نہ کسی سے کچھ مانگتا ہے وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس دنیا سے کوئی سروکار نہ رکھے ہوئے ہے۔ ادھر وہ خود اہل دنیا کے لئے ایک نظر انداز شدہ شے تھی نہ وہ کسی سے تعرض کرتا تھا نہ کوئی اس سے لیکن نہ جانے عید کے دن کی خوشی کا اثر تھا یا انواع و اقسام کے کھانوں پر خوری کا خمار کا۔ نتیجہ کہ لطیف کے شوخ دوست نے آگے بڑھ کر اس فقیر کے سر پر ایک ”دھپ“ جمایا (بتایا تھا نہ کہ چپت یا تھپڑا اگر سر پر لگائی جائے تو وہ دھپ کہلاتا ہے) بس جناب یہ دھپ لگانا ہی اس نو جوان کے لئے قیامت کا پیغام بن گیا۔ فقیر نے پیچھے مڑ کر ایک نگاہ اس نو جوان پر ڈالی کچھ نہ کہا کچھ نہ بولا کوئی دنیا دار تھوڑا ہی تھا کہ احتجاج کرتا یا اول فول بکتا۔ بس اس نے تو جو کرنا تھا کر دیا اور پھر اپنی راہ لی مگر نو جوان اپنی راہ بھول بیٹھا اور کیسے نہ بھولتا اسے کچھ نظر آتا کچھ دکھائی دیتا تو وہ راہ بھی دیکھتا اس نے سمجھا کہ اس کا وہم ہے لہذا پہلے تو اس نے جلدی جلدی آنکھوں کو ملا اور پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی مگر اس کوشش سے کیا ہو سکتا تھا آنکھوں میں بصارت رہ گئی ہوتی تو اسے کچھ نظر بھی آتا..... اور پھر اچانک ہی اس پر انتہائی خوفناک حقیقت کا انکشاف ہوا یعنی کہ وہ اندھا ہو چکا ہے۔ فقیر کو دھپ جمانے کے نتیجے میں اس جسارت کی سزا میں اس کی بینائی اس سے چھن گئی ہے اور پھر وہ جو ابھی ایک دو لمحے پہلے نشہ شباب میں بدست چلبلا ہٹ اور شوخی کی تصویر بنا ہوا تھا انتہائی بے بسی کے عالم میں چیخا۔

ہائے او میں اندھا ہو گیا او مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا مجھے بچاؤ مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا۔ لطیف اور اس کے دیگر دوست جو اسے پہلے ہی پریشانی کے عالم میں آنکھوں کو ملتے اور رگڑتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ اس کی چیخ و پکار پر ہکے بکے رہ گئے ایک لمحہ کے لئے تو خود ان کی بھی دنیا اندھیری ہو گئی اور جب وہ سنبھلے تو کچھ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ اب کریں تو کیا کریں البتہ اتنی سمجھ ان سب کو آگئی تھی کہ یہ سب کچھ اس ”دھپ“ کا کیا دھرا ہے جو ان کے ایک لمحے پہلے کے شوخ دوست نے حال مست فقیر کے سر پر رسید کیا ہے۔ بہر حال بیچارگی اور پریشانی کے عالم میں اپنے دوست کو پکڑ کر اس کے گھرا لے گھر والوں کو جب حقیقت حال کا علم ہوا تو وہاں بھی ایک کہرام مچ گیا ”اندھے پن“ کے چارہ کی سوچنے لگے سب کے جی میں یہی آیا

کہ اب چارہ سازی بھی وہیں سے ہوگی جہاں سے درد ہے چنانچہ اب سب نے مل کر اس فقیر کی تلاش شروع کی بھد مشکل کہیں وہ ملا تو ان لوگوں نے جوان کو اس کے قدموں میں ڈال دیا۔ فقیر حالِ مست کے دل میں قہر کے بجائے محبت کے جذبات پیدا ہوئے اس نے ایک پیار بھری نظر اس جوان پر ڈالی جو عجز و انکساری کی تصویر بنا اس کے قدموں پر پڑا اپنی گستاخی کی معافی مانگ رہا تھا اور دوسرے ہی لمحے وہ بیٹا ہو چکا تھا اس کی آنکھوں کی روشنی اسے واپس مل گئی تھی وہ خوشی سے اچھلتے ہوئے چیخ اُٹھا ”اوہ میں سجا کھا ہو گیا آں، اومینوں نظر آں لگ پیا سے“

دوست اور گھر والے خوشی سے اس کی بلائیں لینے لگے اور مارے مسرت کے ایک دوسرے کے گلے ملنے لگے۔ فوری اور بے پناہ مسرت کے ان لمحات میں کچھ دیر کے لئے سب لوگ فقیر کے وجود سے غافل ہو گئے اور جب ان کو فقیر کا خیال آیا تو وہ اس وقت تک جا چکا تھا سب نے مل کر اسے بہتیرا تلاش کیا مگر اس نے ملنا تھا نہ ملا اور ملتا بھی کیوں ”بے نامی“ و ”بے نشانی“ کے یہ تمنائی خدا مست فقیر وہاں کہاں ٹھہرتے ہیں۔ جہاں یہ ایک دفعہ ”ظاہر“ ہو جائیں کہ یہ شیوہ تو دنیا داروں اور شعبدہ بازوں کا ہو سکتا ہے مگر اللہ والوں کا نہیں اور وہ تو اللہ والا تھا..... سو پھر اس علاقے میں وہ کبھی نظر نہ آیا مگر نتیجہ اس تمام ماجرے سے یہی نکلا کہ زہار جو کسی کو حقیر جان کر دھپ جماؤ یا ستاؤ کہ کیا پتہ۔

دریں گرد سوارے باشد

ایک اور گستاخ

مولوی سلطان محمود دیوبندی وہابی وضع کھٹیا لہ شیخ ضلع کجرات نے بانئیں برس دہلی میں درس حدیث پڑھایا آخر عمر میں گھر پر مدرسہ کھولا۔ ایک مرتبہ حدیث شریف پڑھ رہا تھا جس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ”میں آگے پیچھے برابر دیکھتا ہوں“ گستاخانہ لہجہ میں کہا کیا آپ کے..... (معاذ اللہ) اس گستاخی کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند دنوں کے بعد گلی کوچوں میں مارا مارا پھرتا رہتا جب مراد تو شکل بگڑ گئی اس لئے ایام مرض الموت میں اس کے ورثاء اس کا چہرہ نہیں دیکھنے دیتے تھے شکل مکمل طور پر بدل چکی تھی ورثاء نے رات کو اندھیرے میں دفنایا لیکن صبح کو سارے گورستان میں عفو نہ پھیل گئی۔ عفو نہ کو ختم کرنے کے لئے مزدوروں کے ذریعے ایک سو بورے مٹی کے ڈالے گئے مزدور عفو نہ کی وجہ سے بیمار پڑ گئے جنہیں کافی علاج معالجہ کے بعد آرام ہوا۔ (قلمی مسودہ صاحبزادہ عبدالجلیل ناگٹ شریف، ضلع کجرات)

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

حل لغات

ورفعنا لک ذکرک، قرآن مجید کی آیت کا جملہ ہے پارہ ۳۰ سورۃ الم نشرح اس کا معنی ہے اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا (اعلیٰ حضرت) اس سے مراد جناب رسولِ دو جہاں ﷺ کی ذاتِ مقدسہ ہے۔ سایہ، مشہور لفظ ہے بمعنی پر چھائیں، نقشِ قدم۔ بول بالا، اونچی بات۔

شرح

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی شان میں **”ورفعنا لک ذکرک“** فرمایا اور آپ کا ذکر اونچا کیا اور چونکہ حضرت غوثِ پاک قدم بقدم متبع رسول اللہ ﷺ ہیں اس لئے **”ورفعنا لک ذکرک“** کا یہ سایہ ان پر بھی پڑتا ہے اس لئے حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کل ولی له قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال۔

اور ہر نبی ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں حضور ﷺ کے نقشِ قدم پر ہوں جو کمالات کے بدرِ کامل ہیں۔ ایک مرتبہ محبوبِ سبحانی، غوثِ صدانی، قطبِ ربانی قدس سرہ النورانی حضور اکرم ﷺ کے روضۂ انور پر چالیس دن تک کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھتے رہے۔

ذنوبی کموج البحر بل ہی اکثر

کمثل الجبال الشتم بل ہی اکبر

ولکنہا عند الکریم اذا عفا

جناح من البعوض بل ہی اصغر

میرے گناہ سمندر کی موجوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے زیادہ ہیں بلند پہاڑوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑے ہیں لیکن جب کریم بخشے لگے تو یہ مچھر کے پر کی مانند ہیں بلکہ اس سے بھی چھوٹے ہیں۔

دوسری بار جب حاضر ہوئے تو گنبد خضریٰ کے سامنے یہ اشعار پڑھے

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها

تقبل الارض عنی وہی نائبتی

وهذه نوبة الاسباح قد حضرت

فامدد یمینک کی تحظی بہا شفتی

حالت بعد میں اپنی روح کو (آپ کی خدمت میں) بھیجا تھا جو میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی اور اب میں خود حاضر ہوا ہوں
سواپنا داہنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میرے ہونٹوں کو ان کے چومنے کا فخر حاصل ہو۔

پس اسی وقت نبی کریم ﷺ کا دستِ رحمت ظاہر ہوا آپ نے مصافحہ فرمایا اس کو بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا۔
اسی قسم کا واقعہ سیدنا احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی مشہور ہے اور قبر انور سے نقد جواب پانے والوں کی فہرست
طویل مثلاً سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ اور سیدنا جلال الدین بخاری اویچی اور امام احمد رضا بریلوی رحمہم اللہ۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حل لغات

مٹ گئے، نیست و نابود ہو گئے، تباہ و برباد ہو گئے۔ اعداء، جمع عدو کی دشمن، مخالف، حاسد۔ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا، نہ ختم
ہوا اور نہ ختم ہوگا۔ چرچا، شہرت، تذکرہ۔

شرح

اے شہرت دوام والے آقا آپ کی شہرت اور تذکرہ کے مخالف اور آپ کے دشمن پہلے بھی پیدا ہوئے اور اب بھی
ہورہے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے دشمنی اور مخالفت میں مرکرفن ہو گئے اسی طرح اب بھی فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے اور
آئندہ بھی ان کا یہی حشر ہوگا اور سب کے سب گمنامی کے دبیز پردے میں چھپ جائیں گے مگر آپ کی شہرت اور تذکرے
دشمنوں کی مخالفتوں کے باوجود نہ پہلے کبھی ختم ہوئے اور نہ کبھی ختم ہوں گے۔

غلطی کا ازالہ

یہ دونوں اشعار عوام بلکہ بہت سے واعظین حضور سرور عالم ﷺ کے لئے پڑھتے ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں اشعار نبی
پاک ﷺ کے لئے بالاصالت ہیں لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھے ہیں اور
اس کی تشریح فقیر نے سابقہ اوراق میں لکھی ہے۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

حل لغات

گھٹائے سے، مرتبہ کم کرنے سے۔ نہ گھٹا ہے نہ گھٹے، نہ پہلے کبھی بے قدر ہوا نہ اب۔ بڑھائے، بلند مرتبہ کرے۔

شرح

اے محبوبِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو تو آپ کا عزت دینے والا اللہ تعالیٰ بلندی درجات عطا فرماتا ہے کوئی مخالف اور کوئی دشمن آج تک آپ کے بلند درجات کو نہ کم کر سکا ہے اور نہ کبھی کم کر سکے۔
صدیاں گزر گئیں مخالفین نے بھی طرح طرح کے حیلوں سے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مٹانا چاہا لیکن قدرت نے ہر دور میں آپ کے نام کو روشن فرمایا۔ آزما کر دیکھئے جہاں اسلام ہے وہاں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی چرچا ہے۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر صاحبِ سلسلہ کے محسن ہیں اور محسن کے احسان کا چرچہ ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اہل سنت اپنا وجود منوانا چاہتے وہاں محافلِ گیارہویں منعقد کر کے مخالفین پر غلبہ پاتے ہیں۔ اسی لئے تمام ممالک جہاں مسلمان ہیں اپنے محسن کی محافل قائم کرتے ہیں فقیر انگلینڈ جا کر حیران رہ گیا ہے غیروں کے ملک خدا و رسول ﷺ کے اذکار کے ساتھ گیارہویں کے بھی خوب چرچے دیکھے۔

سم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
منکر فضل حضور آہ یہ لکھا تیرا

حل لغات

سم، زہر۔ قاتل، جان لیوا، مار ڈالنے والا۔ انکار، نہ ماننا، اقرار کی ضد۔ منکر، انکار کرنے والا۔ فضل، فضیلت۔
حضور، حاضر ہونے والا، اردو میں کلمہ ادب و احترام ہے جو بڑے آدمی کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔ آہ، کلمہ تاسف۔
لکھا، تقدیر و قسمت۔

شرح

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مخالفین کا فضائلِ غوثیہ سے انکار کرنا ان کے لئے جان لیوا ہر کی طرح ہے اس لئے کہ خدائے منعم کے انعام و اکرام سے انکار ہے۔ اے مخالف مجھے تیری بد قسمتی پر بڑا افسوس ہے اس لئے کہ تیری قسمت میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا منکر ہونا درج ہو چکا ہے جو بد بختی کی واضح دلیل ہے فرمایا غوثِ پاک رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے

تکذیبکم سم قاتل لا دینا نکم و سبب لذهاب دینا کم و اخر اکم۔

تمہاری تکذیب تمہاری دین کے لئے زہر قاتل اور تمہاری دنیا و آخرت کی بربادی کا موجب ہے۔ (حاشیہ حدائق)

میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی ”آہ“ کلیجہ تیرا

حل لغات

سیاف، تلوار کا دھنی۔ خنجر، کٹار ایک قسم کا چھرا۔ باک، خوف۔ چیر کر، کھول کر، چاک کر کے۔ آہ (افسوس کا کلمہ)۔
کلیجہ، کلیجہ، دل۔

شرح

میرے تلوار کے دھنی کی کٹار سے اے مخالفت کرنے والے ظاہری طور پر تو محسوس ہوتا ہے کہ تجھے ذرا بھی خوف نہیں
لیکن اگر چیر کر دیکھا جائے تو مارے دہشت کے تیرا کلیجہ پھٹا پڑتا ہے۔
خود فرمایا

انا سیاف انا قتال انا سلاب الاحوال۔

سیاف اور قتال احوال کا سلب کرنے والا ہوں۔

اعدائے اولیاء کو ہم نے آزمایا ہے کہ انہیں ہر ولی سے دشمنی کے باوجود جب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنتے
ہیں جل بھن جاتے ہیں پھر وہ اگر اسی حالت میں یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنی میں مرتے ہیں تو حرام موت
مرتے ہیں۔ مصرعہ اول میں مخالف اولیاء کی عادت بتائی گئی ہے کہ بظاہر وہ کہتے ہیں کہ ہم اولیاء اللہ کے نیاز مند ہیں اگر کوئی
ان میں گستاخ ہے تو ڈھٹائی سے کہہ اٹھتا ہے کہ اگر اولیاء اللہ بالخصوص غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر کچھ کر سکتے ہیں تو
کر لیں وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے لیکن یہ تو صرف ان کی زبانی بات ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی ان کا دل چیر کر دیکھے یعنی
ان کے اندرونی راز سے آگاہ ہو جائے تو اسے پتہ چلے گا کہ انہیں اولیاء اللہ سے کتنا بغض و عداوت ہے جیسا کہ مصرعہ ثانی
میں فرمایا تجربہ شاہد ہے ناظرین دشمنانِ اولیاء کے طریقہ کار کو خود دیکھ رہے ہیں کہ وہ زبانی طور پر کیسے اولیاء اللہ سے محبت و
عقیدت کا دم بھرتے ہیں لیکن جب بھی بس چلتا ہے تو ان سے دشمنی کے نہ صرف اظہار بلکہ ان کے خلاف کوئی کسر نہیں

چھوڑتے۔

ابن زہرہ سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکر بے باک یہ زہرا تیرا

حل لغات

ابن، لڑکا۔ زہرہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب مبارک۔ ابن زہرہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لڑکے، مجازاً غوثِ پاک اس لئے کہ وہ حسنی و حسینی ہیں۔ زہر، کینہ، بغض۔ بل بے، کلمہ استعجاب، واہ رے۔ او، ندا برائے تحقیر۔ منکر، انکار کرنے والا۔ بے باک، نڈر۔ زہرا، پتا، ہمت۔

شرح

حضور غوثِ پاک سے جو ابن فاطمہ زہرا ہیں اے مخالف تیرے دل میں کینہ و بغض بھرا ہے۔ اے منکر بے خوف مجھے تیری ہمت و جرأت پر سخت تعجب ہے۔
تعجب اس لئے ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات و فیوض و برکات اظہر من الشمس ہیں لیکن منکر محروم ہیں یہ ایسے ہے جیسے کفار و مشرکین نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے معجزات دیکھے اور نہ مانے تو ان پر بھی تعجب کیا گیا۔

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

حل لغات

باز، ایک مشہور شکاری پرندہ۔ اشہب، سفید۔ بازِ اشہب، مقاماتِ الوہیت میں بلند پروازی کرنے والا جس طرح شاہین فضاؤں میں پرواز کرتا ہے یہ لقب ہے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ آنکھیں پھرنی، بیزار ہونا۔ دیکھ، خبردار، دھیان کر۔ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا، طوطا مشہور پالا جانے والا پرندہ، طوطا اڑ جانا بمعنی حواس باختہ ہو جانا۔ ایمان کا طوطا اڑ جانا، ایمان جاتا رہنا، بے ایمان ہو جانا۔

شرح

اے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرف کے منکرو! حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تابعداری و فرمانبرداری سے بیزاری محسوس کرنا ایمان جاتے رہنے اور بے ایمان ہو جانے کے مترادف ہیں خبردار ہوشیار یہ تیری بے بیزاری کہیں تیرے بے ایمان ہو جانے کا سبب نہ بن جائے تو تو اس وقت کہیں کا نہ رہ جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ولی کے لئے

”اذنۃ بالحرب“ (بخاری شریف)

ولی کے دشمن سے میرا اعلان جنگ ہے۔

اور روض الریاحین میں ہے کہ اعلان جنگ سے مراد ہے کہ ولی اللہ کے دشمن خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا اور بالخصوص غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں کو ہم نے مرتے دیکھا اور سنا کہ وہ بُری سے بُری موت سے مرے۔

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھا دے تجھے شجرِ تیرا

حل لغات

شاخ، درخت کی ٹہنی۔ جڑ، اصل۔ فکر، میں ہے، تدبیر میں ہے۔ نیچا نہ دکھا دے، شرمندہ نہ کرے۔ شجر، دراصل شجرہ ہے ”درخت“ اور اصطلاح صوفیہ میں سلسلہ بیعت۔

شرح

سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کے بعد حضرت غوثِ پاک کی کرامات و عظمت کا منکر ہو کر جڑ کاٹنے کی تدبیر کر رہا ہے تیرا اس سلسلہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا کہیں تجھے ذلیل و خوار نہ کر دے۔
حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں قادری کہلوا کرو ہابیت کے اثرات سے اولیاء کرام کے شان میں بیہودہ بکواسیں کرتے ہیں ان کا حال ان اعدائے اولیاء جیسا ہوتا ہے کہ ان کا بھی خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا۔

قاعدہ

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب روض الریاحین میں قاعدہ کلیہ لکھتے ہیں کہ جسے کسی ولی کامل سے بغض ہو اس کا خاتمہ خراب ہونے کا خطرہ ہے۔ (نعمو باللہ من سوء الخاتمہ)

حق سے بدہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا

حل لغات

حق، حق تعالیٰ۔ بد، بُرا۔ زمانہ کا بھلا بنتا ہے، لوگوں کے سامنے اچھا بننا چاہتا ہے۔ ارے، حقارت و نفرت کا لفظ۔
معما، پوشیدہ اور پیچیدہ بات، پہیلی اور چیتاں۔

شرح

حضرت غوث پاک کی مذمت کر کے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے اگرچہ بظاہر تو عوام کا خیر خواہ بن جاتا ہے۔
ارے اونڈر میں تیری پہیلی خوب اچھی طرح سمجھتا ہوں ہم نے تجربہ کیا ہے کہ یہ اعدائے اولیاء بالخصوص دشمنانِ غوث الوریٰ
لوگوں کے بظاہر خیر خواہ بنتے ہیں کہ تو حید کا درس دیتے اور شرک سے بچاتے ہیں لیکن اصلی مقصد یہی ہے کہ غوثِ اعظم اور
اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام لیوا ان کی دام تزویر میں آجائیں ان بستر بندوں کو دیکھ لیجئے کہ رات دن دردِ ر کے
دھکے کھاتے پھرتے عوام کو دین کی باتیں سکھانے کے رنگ میں کس طرح بد مذہب بناتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے
ان کے معما کو حل فرمایا ہے اور ان کے طفیل ان کے غلامِ خوب سمجھتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہمارے دور میں صلح کلیت کا مرض
بڑھ رہا ہے کہ وہ بھی ان مکاروں کے مکرو فریب کو خوب جانتے ہیں لیکن نامعلوم کس لالچ اور طمع اور کس خوف سے ان
مکاروں کی مکاریوں پر نہ صرف پردہ ڈالتے بلکہ ان کی طرف داری کر کے الٹا اپنوں سے کٹ رہے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہدایت
دے۔ آمین)

سگِ درِ قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی
بند بند بدن اے روبہ دنیا تیرا

حل لغات

سگِ در، دروازے کا کتا۔ بکھرتا ہے، منتشر ہوتا ہے، برباد ہوتا ہے۔ روبہ، لومڑی۔

شرح

آپ کا سگِ در یعنی مرید ہو کر آپ کو غلط نگاہ سے دیکھے تو فوراً برباد ہو جاتا ہے۔
حاشیہ پر لکھا کہ ”ارشادہ بقصۃ صنعانی“ اس کا قصہ مشہور ہے اور فقیر نے اوراقِ گزشتہ میں ان کا واقعہ تفصیل

سے لکھ دیا ہے۔

قصہ مذکورہ کے علاوہ ہر دور میں یہ تجربہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ والوں سے بعض کی شامت لے ڈوبتی ہے بالخصوص سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عداوت کے نتیجہ میں وہ شخص نہ دنیا کا رہتا ہے اور نہ آخرت کا۔

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

حل لغات

غرض، خلاصہ کلام۔ خاطر، دل۔

شرح

خلاصہ کلام یہ کہ دنیا میں رہ کر پھسلنے کا خطرہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ

يُصْبِحُ مُؤْمِنًا يَمْسِي كَافِرًا. (ابو داؤد)

صبح کو مومن ہوتا ہے تو شام کو کافر۔

یعنی ابتدائی دور اہل ایمان میں پھر کوئی بُری صحبت ملی یا کوئی ایسا جھٹکا لگا کہ وہ کافر ہو گیا ہزاروں مثالیں دورِ حاضر میں آنکھوں کے سامنے ہیں کہ بہت سے اچھے خاندانی لوگ بد مذہب مرزائی، شیعہ، وہابی بن کر مرے۔ اسی لئے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعائیہ کلمہ فرمایا

شلا مول سلامت نینواں رہو چ لڑوں چور۔

خدا کرے دامن سلامت لے کر دنیا سے جاؤں کیونکہ راستہ میں چور لڑتے ہیں۔

ڈاکہ ڈال کر ایمان کی پونجی چھین لیتے ہیں بالخصوص دورِ حاضرہ کا حال زبوں تر ہے کہ ہر بد مذہب اپنے ظاہری اسباب کی قوت سے عوام کو گمراہ کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور سنی مذہب اپنے وسائل کی کمی کی وجہ سے عوام کو پوری طرح سنبھال نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے بد مذہبی پھیلتی جا رہی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو بد مذہبی سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کا علاج بتایا کہ اگر کسی کو ایمان بچانا ہے تو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پکڑے آپ کا نام لیوا بن جائے اس کا ایمان بھی محفوظ رہے گا اور خاتمہ بھی ایمان پہ ہوگا اور کل قیامت میں غوث اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی امان میں ہوگا اس کی تفصیل فقیر ابتداء میں عرض کر چکا ہے۔

خاطر پہ قبضہ تیرا

اس جملہ سے مخالفین تو جل بھن جاتے بلکہ شرک کا فتویٰ جاری کرتے ہیں لیکن جنہیں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت ہے ان کے لئے خود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد کافی ہے۔ آپ ہجرت الاسرار میں سے امام احمد رضا قدس سرہ اس مسئلہ کو رسالہ فقہ شہنشاہ میں بیان فرمایا۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ عرفات میں ۱۲۳۳ھ میں دو بزرگ بیٹھے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر کرنے لگے حضرت صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حقیقت سنائی پھر دوسرے بزرگ گویا ہوئے۔ فرمایا

وانا ایضاً کنت جالساً بین یدیه فی خلوتہ فضرب بیدہ فی صدري فاشرق فی قلبی نور علی قدر مرآة الشمس ووجدت الحق من وقتی وانا الی الآن فی زیادة من ذلک النور۔ (فقہ شہنشاہ صفحہ ۱۸، ۱۹)

یونہی میں بھی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور کی خلوت میں حاضر تھا حضور نے دست مبارک میرے سینے پر مارا ایک نور قرض آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا اور اسی وقت سے میں نے حق کو پایا اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

اور حضرت بشر بن محفوظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا بارہ بزرگ حضور غوث اعظم کے حضور حاضر ہوئے آپ نے

فرمایا

لیطلب کل منکم حاجة اعطيها له .

تم میں ایک ایک مراد مانگے کہ ہم عطا فرمائیں۔

اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم و معرفت اور تین شخصوں نے دینوی عہدہ و منصب کی مرادیں مانگیں جو ہجرت الاسرار شریف میں مفصل مذکور ہیں اور ان بارہ بزرگوں کے اسماء بھی ان کی حاجاتِ طلبی پر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

کلا نمدهؤ لاء وهؤ لاء من عطاء ربک ء و ماکان عطاء ربک محظورا .

(پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۲۰)

ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں۔

راوی فرماتے ہیں بخدا جس نے جو مانگا تھا پایا میں نے بھی ایک مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ واردات

قلبی میں مجھے تمیز ہو کہ یہ وار اللہ تعالیٰ سے ہے اور یہ نہیں یہی راوی ان دوسرے رفقاء کی مرادیں بیان کر کے اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ

واما ان فان الشيخ رضى الله تعالى عنه وضع يده وانا جالس بين يديه فى مجلسه ذاك فوجدت فى الوقت العاجل نورافى صدرى وانا الى الآن افرق بين موارد الحق والباطل واميز به بين احوال الهدى والضلال وكنت قبل ذلك شديد القلق لا لتباسها على.

اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور غوث اعظم کے سامنے حاضر تھا آپ نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا فوراً ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کر لیتا ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی اور اس سے قبل مجھے تمیز نہ ہو سکنے کے باعث سخت رہا کرتا تھا۔

شہاب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا حال

سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ اپنا حال بتاتے ہیں کہ جوانی میں مجھے علم کلام کا بہت بڑا شغف تھا اس مسئلہ پر کتابیں از بر حفظ کر لی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہو گیا تھا۔

میرے عم مکرم و پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے راہ میں مجھ سے فرمایا اے عمر (حضرت شیخ شہاب سہروردی کا اسم گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ کی طرف سے دیتا ہے دیکھو ان کے سامنے باحیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت ہو۔ جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی اے میرے آقا یہ میرا بھتیجا علم کلام (جس کے مضامین دہریت کی طرف یجاتے تھے) میں آلودہ ہے میں منع کرتا ہوں نہیں ماننا حضور نے مجھ سے فرمایا اے عمر تم نے علم کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے میں نے عرض کی فلاں فلاں کتاب۔

فمریده على صدرى فوالله ما نزعها وانا احفظ تلك الكتب لفظه والسانى الله جميع مسائلها ولكن وقر الله فى صدرى العلم اللدننى فى الوقت العاجل ققمت بين يديه وان الطق بالحكمة وقال لى يا عمر انت آخر المشهورين بالعراق قال وكان الشيخ عبدالقادر رضى الله تعالى عنه سلطان الطريق والمتصرف فى الوجود على التحقيق. (ہجۃ الاسرار از فقہ شہنشاہ)

حضور نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر پھیرا خدا کی قسم ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ یا د نہ رہا اور ان

کے تمام مطالب اللہ نے مجھے بھلا دیئے ہاں اللہ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا تو میں حضور کے پاس سے حکمت الہیہ کا گویا ہو کر اٹھا اور حضور نے مجھ سے فرمایا کہ ملک عراق میں سب سے پچھلے نامور تم ہو گے یعنی تمہارے بعد کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا اس کے بعد شیخ سہروردی نے فرمایا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ طریق اور متصرف فی الوجود علی التحقیق ہیں۔

فائدہ

دلوں پر قبضہ کا بڑھ کر حوالہ اور کیا چاہیے کہ شیخ الشیوخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل سے تمام مطالب علم کلام مٹا کر اس کے عوض علم لدنی اور اسرار و رموز سے دل کو پُر فرما دیا۔

شیخ الشیوخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعتراف

شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے بغداد میں چلہ بٹھایا تھا چالیسویں روز میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انبوہ کثیر جمع ہے حضرت شیخ پیمانے بھر کر وہ جواہر خلق پر پھینکتے ہیں اور لوگ لوٹ رہے ہیں جب جواہر کی پرآتے خود بخود بڑھ جاتے ہیں گویا چشمے ابل رہے ہیں دن ختم کر کے میں خلوت سے نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو دیکھا تھا عرض کروں میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا تم نے جو دیکھا حق ہے اور اس جیسے کتنے ہی یعنی صرف اتنے جواہر نہیں جو تم نے دیکھے اتنے اتنے اور بہت ہیں یہ وہ جواہر ہیں جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دیئے ہیں۔ (شہنشاہ فقہ صفحہ ۱۹)

سوفہاء کے علوم سلب

اسی ہیبتہ الاسرار شریف میں ہے کہ جب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہرہ ہوا فقہائے بغداد سے سوفیہ (فقاہت میں) سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے اس بات پر متفق ہوئے کہ انواعِ علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کریں تاکہ انہیں جواب دینے سے بند کر دیں کہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے۔ حضرت شیخ مفرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت مجلس مبارک میں موجود تھا جب وہ فقہاء آ کر بیٹھ گئے۔ حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینہ انور سے نور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی۔

خدا چاہے اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر گزر کیا۔ جس کے سینہ پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے

لگتا ہے پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سرنگے کر کے منبر اقدس پر گئے اور اپنا سر حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں پر رکھے۔ تمام مجلس سے ایک شور اٹھا جس سے میں سمجھا کہ بغداد ہل گیا حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان فہمیوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمائے۔ جب مجلس مبارک ختم ہوئی میں ان فہمیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا یہ تمہارا کیا حال ہوا تھا بولے

لما جلسنا فقدنا جميع ما عرفه من العلم حتى كانه نسخ منا فلم يمر بنا قط فلما ضمنا الى صدره رجع الى كل منا ما نزع عنه من العلم ولقد ذكرنا مسائلنا التي هيأنا هاله وذكر فيها اجوبة لانعرفها. جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا دفعۃً سب ہم سے گم ہو گیا ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا چھینا ہوا علم پلٹ آیا ہمیں اپنے وہ مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کے لئے تیار کر کے لے گئے تھے حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلا دیئے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک اُن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بھلا دیں پھر ایک اُن میں عطاء فرمادیں۔ (فقہ شہنشاہ صفحہ ۵۴ از ہجۃ الاسرار)

شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیرومرشد کا ادب کیا

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر اور عم مکرم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی کے ہمراہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوا میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہو کر بیٹھے۔ جب ہم مدرسۂ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا تو فرمایا

ولا اتادب مع من صرفه مالکی فی دخالی وفی قلوب الاولیاء واحوالهم ان شاء امسکھا وان شاء ارسلھا. (فقہ شہنشاہ)

میں کیونکر ان کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک نے میرے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب و احوال پر تصرف بخشا ہے چاہیں روک لیں چاہے چھوڑ دیں۔

دیکھئے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

دلوں پر قبضہ کا نمونہ

بہتہ الاسرار میں ہے کہ عارف اکمل سید عمر بزار نے خبر دی کہ میں پندرہ جمادی الآخر ۵۵۶ھ روز جمعہ کو حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد جامع کو جانا تھا راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا میں نے اپنے جی میں کہا سخت تعجب ہے ہر جمعہ کو تو خلّاق کا حضور پر تو از دحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور لوگ معاً تسلیم و مجرا کے لئے چاروں طرف دولت قرب نصیب تھی یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معاً حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم اور ارشاد کیا اے عمر تمہیں نے تو اس کی خواہش کی تھی

وما علمت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتها عنی وان شئت اقبلت بها الی۔

کیا تمہیں نہیں معلوم کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

شرح مشکوٰۃ صاحب مرقاة کا حوالہ

احناف اور جملہ اہل ملت کا مجدد حضرت علامہ مصنف تصانیف کثیرہ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے **نزہۃ الخاطر الغائر شریف** میں ذکر کی عارف باللہ سیدی نور الملت والدین جامی قدس سرہ السامی **نجات الانس شریف** صفحہ ۴۶۸ میں اس حدیث کو لا کر ارشاد اقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں

ندانستہ کہ دلہائے مردم بدست من است اگر خواہم دلہائے ایشان را از خود بگردانم

واگر خواہم روی در خود کنم۔

تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں اگر میں چاہوں تو ان کے قلوب اپنے سے ہٹا دوں چاہوں اپنی طرف متوجہ کر دوں۔

مصنف ممدوح مذکور کا دوسرا حوالہ

یہی سلطان العلماء حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب مذکور میں لکھا کہ ابوصالح مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوصالح سفر کر کے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر کے حضور حاضر ہو کہ وہ تجھے تعلیم فقر فرمائیں۔ میں بغداد گیا جب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا میں

نے اس ہیبت و جلال کا کوئی بندہ نہ دیکھا تھا۔ حضور نے مجھے تین چلے خلوت میں بٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ فرمایا اے ابوصالح ادھر دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے میں نے عرض کی کعبہ پھر مغرب کی طرف اشارہ فرمایا ادھر دیکھ میں نے دیکھا تو میرا مرشد ابو مدین نظر آیا فرمایا کدھر جانا ہے کعبہ کو یا پھر و مرشد کے پاس۔ میں نے کہا اپنے پیر کے پاس فرمایا ایک قدم جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا میں نے عرض کی جس طرح آیا تھا فرمایا یہ افضل ہے اس کے بعد فرمایا اے ابوصالح اپنے لوح دل کو عین اللہ کے ساتھ بالکل صاف کر لے میں نے عرض کی میرے آقا آپ اپنی مدد سے یہ صفت مجھے عطا فرمائیں۔ یہ سن کر حضور نے ایک نگاہ کرم مجھ پر فرمائی۔

قلوب خلائق آئینہ دار

ہجۃ الاسرار شریف صفحہ ۱۹۴ میں ہے کہ

كان شيخنا الشيخ محي الدين عبدالقادر رضى الله تعالى عنه اذا تكلم عن يقين لا شك فيه انما انطق فانطق واعطى وافرق واومر فافعل والعهدۃ على من امرنى والديه على العاقلۃ تكذيبكم لى سم ساعة لاديانكم وسبب لذهاب ديناكم واخرى كم انا سيف انا قتال ويحذر كم الله نفسه لولا لجام الشريعة على لسانى لا خبر تكلم بما تاكلون وما تدخرون فى بيوتكم انتم بين دى كالقوارير نرى مافى بطونكم وظواهر كم لولا بحام ابحكم على لسانى لنطق صاع يوسف بما فيه لكن العلم مستجير بذيل العالم كيلا يبدى مكنونه. (فقہ شہنشاہ صفحہ ۳۹)

یعنی حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عز و جل کا عہد ہے کہ جو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے کلام فرما ہوں جس میں اصلاً شک نہیں۔ میں کہلوا یا جاتا ہوں تو کہتا ہوں اور مجھ کو عطا کرتے ہیں تو میں تقسیم فرماتا ہوں اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں اور ذمہ داری اس کی ہے جس نے مجھے حکم دیا اور خون بہا ہمد دگاریوں پر تمہارا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہر ہلا ہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کرے اس میں تمہاری دنیا و آخرت کی بربادی ہے میں تیغ زن ہوں میں سخت کش ہوں اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی میں تمہیں بتاتا جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو تم سب میرے سامنے شیشہ کی طرح ہو تمہارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمہارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے اگر حکم الہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی یوسف (علیہ السلام) کا پیانا نہ بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے مگر ہے یہ کہ علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائیے۔

صاحب کلام خود شارح

امام اہل سنت، مجدد دین و ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ دلائل لکھ کر فرماتے ہیں
سگ کوئے قادری غفرلہ بمولہ نے عرض کیا تھا کہ

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد عرض کیا تھا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر

کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزانہ تیرا

اس قصیدہ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشقیاء کا رد تھا جو حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں
ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامانِ بارگاہ کے قلوب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اپنے اور اپنے خواجہ تاشوکی تسکین کے
لئے یہ مصرعہ تھا جس طرح کہ میں نے عرض کیا ہے

رنج اعداء کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انہیں

آپ گستاخ رکھے علم و شکیسائی دوست

اور یہ اس آیت کریمہ کا اتباع ہے کہ

ولو شاء الله لجمعهم على الهدى فلا تكونن من الجاهلین.

اللہ چاہتا تو سبھی کو ہدایت پر جمع کرتا تو نادان نہ بن۔

جس کو للکار دے آتا ہو تو اُلٹا پھر جائے

جس کو چکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

حل لغات

للکار (مونٹ) نعرہ، ہانک، پکار، دھمکانا، ہوشیار کرنا۔ چکار، اسم چکارنا، دلاسا دینا، گھوڑے کی پیٹھ ٹھونکنا، منہ سے
پیاری کی آواز نکالنا۔ ہر پھر کے، ناچار مجبور ہو کر۔

شرح

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسے للکاریں کہ آجا اگر مقابلہ کرنا ہے تو وہ آپ کی للکار کی تاب نہ لا کر بے بس

ہو کر واپس ہو جائے اور جسے آپ دلا سہ دے دیں اور پیارے اپنے پاس بلائیں تو لاچار اور مجبور ہو کر آپ کی درگاہ پر ہی حاضری کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حکم نافذ تیرا خامہ تیرا سیف تیری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

حل لغات

نافذ، جاری۔ خامہ، قلم۔ سیف، تلوار۔ دم میں، اسی وقت۔ دور، زمانہ۔

شرح

اے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرا ہی حکم جاری ہے قلم تیرا چلتا ہے تلوار تیری ہے کام کرتی ہے ایک ہی میں آپ جو چاہے کر سکتے ہیں کیونکہ اے شاہا تیرا ہی دور ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ تا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہی دنیا کے قطب ہیں آپ کے احکام جاری رہیں گے فلہذا عرض ہے کہ ہمارے حال پہ رحم فرمنا۔

دل پہ کندہ ہوتا نام کہ وہ دزد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغریٰ تیرا

حل لغات

کندہ ہوا، کھدا ہوا، نقش کیا ہوا۔ کہ، تاکہ۔ دُزد، چور۔ رجیم، راندہ ہوا، دھتکار ہوا۔ الٹے ہی پاؤں پھرے، فوری واپس ہو جائے۔ طغریٰ، شاہی مہر۔

شرح

اے کاش آپ کا نام مبارک میرے قلب پر کھدیا جائے تاکہ وہ راندہ درگاہ یعنی شیطانِ لعین آپ کی شاہی مہر دیکھ کر فوراً ہی واپس چلا جایا کرے اور اس طرح ہمیشہ کے لئے میں شیطانِ مردود کے شر سے محفوظ ہو جاؤں کیونکہ قاعدہ ہے کہ شیطانِ اولیاءِ کرام کی پناہ گاہوں پر حملہ نہیں کرتے ہیں وہاں سے شیطانِ کوسوں دور بھاگتا ہے اسی لئے کسی کامل ولی اللہ سے بیعت ضروری ہے کیونکہ مشائخِ کرام فرماتے ہیں

من لاشیخ له فشیخه الشیطان.

جس کا مرشد نہ ہو اس کا مرشد شیطان ہو۔

اس قول کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ يَضِلَّ فَلَنْ يُجَدِّدَهُ وَلَا يَمُرُّهُدًى. (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۱۷)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

لیکن اس میں شرط ہے کہ مرشد کامل ہو اور ناقص کا حال شیخ سعدی قدس سرہ نے بیان فرمایا کہ

آنکہ خود گم است کرار ہبری کند

جو خود گمراہ وہ دوسرے کو خاک رہبری کرے گا۔

دورِ حاضرہ میں مرشد کامل کا اعتقاد ہے۔ ہاں رسموں کی بہتات ہے اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا کہ کم

از کم پیر و مرشد بننے والے میں چار شرائط ضروری ہیں۔ وہ چار شرائط یہ ہیں

(۱) حضور ﷺ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، اویسیہ متصل ہو۔ یہ شرط پیر و مرشد کے سلسلہ جو اپنے مریدوں کو مطبوعہ دیتے ہیں جیسے یہی ہمارا مطبوعہ سلسلہ عزیزوں پیر بھائیوں کو حاضر ہے یا اس سے سلسلہ کے متعلق زبانی طور پر تسلی کر لے۔

(۲) شیخ سنی العقیدہ ہو اگر کسی بد عقیدہ کے ہاتھ لگ جاؤ گے تو وہ سیدھا شیطان تک پہنچائے گا۔ یہ شرط اس لئے ضروری ہے کہ آج کل بہت بڑے بے دینوں بالخصوص وہابی دیوبندی ٹولہ نے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے ان سے بچنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ لوگ بڑے مکار، چالباز بظاہر شریعت کے پابند اور عجیب و غریب طریقت کے شعبدے دکھا کر اپنے دام تزویر میں پھنساتے ہیں۔ سنی صحیح العقیدہ کہلوانے میں بھی بڑے استاذ ہوتے ہیں ان کی پہچان سخت مشکل ہے کیونکہ وہ ہر رنگ و روپ دھار لیتے ہیں چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی سب کچھ بن جاتے ہیں۔

(۳) عالم ہو۔

(۴) فاسق معطن نہ ہو یعنی پیر و مرشد دینی علوم سے واقفیت کے بعد شرعی امور کا پابند اور عامل ہو۔ آج یہ بیماری بھی وہابی ہے کہ اکثر پیر و مرشد بننے والے علم سے کورے اور فسق و فجور سے بھرپور جسے بھی کسی بزرگ کی اولاد ہونے کا شرف ملا ہے وہی پیر مغاں ہے خواہ وہ شرعی علم و عمل صالح سے نہ صرف کوسوں دور بلکہ ابلیس کا دایاں ہاتھ ہو۔

ہوشیار

اے اپنی نجات اخروی اور دین کے شغف رکھنے والے بھائیوں مذہبی بہرہ و پیوں کی بیعت ہرگز نہ کرو کیونکہ

آنکہ خود گم است کر ارہبری کند
جو خود گمراہ دوسرے کی کیا رہبری کریگا۔

نزع میں گور میں میزان پہ سرپل پہ کہیں
نہ چھٹے ہاتھ سے دامنِ معلیٰ تیرا

حل لغات

نزع، جان کنی۔ گور، قبر۔ میزان، ترازو، پل، دریا یا دوسرے پانی کے اوپر سے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچنے کا راستہ مجازاً پل صراط جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا وہ پل جہنم پر بچھایا جائے گا جس سے ہر نیکو کار و بدکار کو گزرنا پڑے گا۔ سرپل، پل کا شروع حصہ۔ معلیٰ، بلند۔

شرح

اے میرے غوثِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ حالتِ نزع اور قبر میں اور میزانِ عمل پر پل صراط پر کہیں بھی آپ کا مقدس دامن میرے ہاتھ نہ چھوٹے اور یہ مسلم اصول ہے کہ موت کا وقت یا قبر کی کالی رات یا پل صراط اللہ والوں کی برکت سے ہے ہی منزلیں آساں ہوں گی (نزع کی سختی سب کو معلوم ہے) شیطان کا حملہ بھی اُس وقت سخت ہوتا ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ مشہور ہے انہیں بھی حملہ شیطانی سے بچاؤ نصیب ہوا تو حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہِ کرم سے اس طرح کے کئی واقعات تاریخِ اسلام میں ہیں اور قبر میں بھی غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی مریدین کو نجات ملی اور سیدنا امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و دیگر اکابر علماء مشائخ نے لکھا حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

دھوپِ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ میرے سر پہ ہے پلا تیرا

حل لغات

محشر، قیامت۔ جاں سوز قیامت، تکلیف دہ۔ پلا، دامن۔

شرح

یوم قیامت کی دھوپ جب کہ سورج سوانیزہ پر ہوگا بہت بڑی آفت ہے لیکن اے غوث العالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس سے گھبراہٹ نہیں بلکہ میں پُرسکون ہوں اس لئے کہ میرے سر پر آپ کا دامنِ رافت و رحمت سایہ فگن ہے۔
میدانِ حشر کی تفصیلات دیکھئے کہ اس وقت کتنی پریشانی ہوگی وہاں اپنے بھی بیگانے بن جائیں گے، ماں باپ بہن بھائی جگر دوست دشمن ہوں گے لیکن قرآن کا فیصلہ ہے کہ اللہ والوں سے تعلق صحیح ہوگا تو بیڑا پار

کما قال الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين. (پارہ ۲۵، سورہ الزخرف، آیت ۶۷)

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔

حدیث شریف میں ہے

المرء مع احب. (بخاری شریف)

جسے جس سے محبت ہے وہ قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔

بہجت اس سر کی ہے جو بہجت الاسرار میں ہے

کہ فلک دار مریدوں پہ ہے سایا تیرا

حل لغات

بہجت، خوشی و مسرت، رونق و شادابی۔ سر، سر بہجت الاسرار ایک کتاب کا نام جو سوانح غوث پاک پر مشتمل ہے اور بڑی قابل اعتماد ہے۔ فلک، آسمان۔ دار، مثل طرح۔

شرح

اے غوث پاک! جس پر آپ کے دستِ اقدس کا سایہ مبارک ہے دراصل خوشی و شادابی اسی سر کو ہے جیسا کہ کتاب بہجت الاسرار میں لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ سارے مریدین و معتقدین آسمان نیلگوں کی طرح حضور غوث پاک کے ہاتھوں کے سایہ کے نیچے ہیں۔ خود حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ان یدی علی مریدی کالسماء علی الارض.

بیشک میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسے ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر۔

تعارف بحجة الاسرار رحمة الله تعالى عليه اور اس کے مصنف

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر کرامات اور کمالات کا بیان اسی کتاب سے ماخوذ ہیں اسی لئے مخالف اس

کتاب اور اس کے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ضعیف اور غیر مستند کہنے کی عادت رکھتے ہوں۔ فقیر یہاں کتاب اور اس کے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف اور توثیق ضروری سمجھتا ہے۔

(۱) امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اجل سید العلماء، شیخ القراء، امام الوفاء، نور الملیۃ والدین ابوالحسن بن یوسف بن جریر نخعی شطنوفی قدس سرہ العزیز دو واسطہ سے امام جلیل الشان شیخ القراء ابوالخیر شمس الدین محمد محمد ابن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصنف حصن حصین کے استاذ ہیں۔

فائدہ

ابن الجزری الصیدر کو تو مخالفین نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اپنی تصانیف میں ان کی تصانیف کے حوالہ جات کو مستند قرار دیتے اور انہیں اسلام کا ایک ستون مانتے ہیں لیکن افسوس کہ ان کے استاذ الاستاذ سے ضد ہے صرف اس لئے کہ وہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہ صرف مداح ہیں بلکہ آپ کے کمالات و کرامات کی اپنی تصنیف ہذا کے ذریعہ خوب ترویج و اشاعت فرمائی۔ **وجزاہ اللہ خیرا لجزاء**

(۲) امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا متشدد و ناقد صاحب میزان الاعتدال ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے اور کتاب طبقات القراء میں ان کی مدح و ستائش کی اور ان کو امام یمکتا لکھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو

علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الواحد المقری نور الدین شیخ المقرء بالا یار المصریہ۔

علی بن جریر نخعی شطنوفی یمکتا امام استاذ القراء نور الدین شیخ القراء یار مصر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

فائدہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا ناقد کہ جن کی تنقید سے بڑے بڑے محدثین و ائمہ و فقہاء نہ بچ سکے وہ ہمارے ممدوح کی تنقید کے بجائے ان کے مداح ہیں لیکن ہمارے دور کے ناقدین نہیں جہلاء ہیں یا ظالم ضدی ہیں مجھے اپنے دور کے قاریوں (گستاخان نبوت و ولایت) پر تعجب ہے کہ ایک طرف اس شیخ القراء ہمارے ممدوح کے علم کے ویزہ چین ہیں کہ ان کے علم (فن) قراءۃ سے انہیں معمولی سا حصہ ملا کہ جس کی بدولت بین الاقوامی قاری ہونے پر فخر کرتے ہیں دوسری طرف اس سرچشمہ پر شرک و غیرہ کا فتویٰ داغ ہے۔

ہیں عجب لوگ کھانے غرانے والے

(۳) حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرآۃ الجنان میں اس

جناب کو مناقبِ جلیلہ سے یاد فرمایا کہ ”**کما قال روی الشیخ . الخ**“ یعنی علی یوسف نور الدین ابو الحسن شافعی استاد محقق ایسے کمال والے جو عقلوں کو حیران کر دے بلا مصر کے شیخ قاہرہ مصر میں ۶۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدرِ تعلیم پر جلوس فرمایا ان کے فوائد و تحقیق کے سبب خلّاق کا ان پر هجوم ہوا۔ میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو اس کی تمام شرحوں سے بہتر شرح میں ہوتی۔ روزِ شنبہ وقتِ ظہر وفات پائی اور روزِ یک شنبہ بستمِ ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتہی۔

(۴) امام اجل جلال الملتہ والدین سیوطی نے حسن المحاضرہ باخبار مصر و القاہرہ میں فرمایا

علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الا واحد نور الدین ابو الحسن شیخ القراء بالديار المصرية تصدر للاقراء بالجامع الازهر وتكاثر عليه الطلبة.

یعنی علی بن یوسف ابو الحسن نور الدین امامِ یکتا بین اور بلا مصر میں شیخ القراء پھر ان کا مسندِ تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا ہجوم اور تاریخ ولادت و وفات اسی طرح ذکر فرمائی۔

(۵) امام سیوطی نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب **بقیۃ الوعاة** میں لکھا اور اس میں نقل فرمایا کہ

له اليد الطولى فى علم التفسير.

علم تفسیر میں اس جناب کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔

(۶) حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے زبدۃ الاسرار میں اس جناب کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے۔

بهجة الاسرار من تصنيف الشيخ الامام الاجل الفقيه العالم المقرئ الا واحد البارع نور الدين ابى الحسن على بن يوسف الشافعى اللخمي وبينه وبين الشيخ رضى الله تعالى عنه واسطتان وهو داخل فى بشارة قوله رضى الله تعالى عنه طوبى لمن رانى ولمن رانى ولمن رانى من رانى من رانى من رانى.

یعنی امام اجل فقیہ عالم مدرس قرأت یکتا عجب صاحب کمال نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شافعی نجفی ان میں اور حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف دو واسطے ہیں اور وہ حضور پر نور سرکارِ غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شادماں ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔

فائدہ

ان امام اجل یکتا نے کہ ایسے اکابر ائمہ جن کی امامت و عظمت و جلالت شان کے ایسے مداح ہوئے اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار و معدن الانوار شریف میں کہ امام اجل وغیرہ اکابر اس سے سند لیتے آئے۔ امام اجل شمس المملیۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حصن حصین نے یہ کتاب مستطاب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حنفی و شطوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھی اور حدیث کی طرح اس کی سند حاصل کی اور علامہ عمر بن عبدالوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تشریح کی اور حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار شریف میں فرمایا "ایس کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور است" اور زبدۃ الآثار شریف اور اس کی روایات صحیح و ثابت ہونے کی تصریح کی۔ ان کے علاوہ دیگر محققین نے بھی ہمارے ممدوح کی تعریف و توصیف اور آپ کی تصنیف بہجۃ الاسرار کی توثیق فرمائی اور اسے ملفوظات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہی درجہ صحت بتایا جیسے کتب احادیث میں صحیح بخاری کو درجہ حاصل ہے لیکن تعصب اور ضد اور ولایت دشمنی سے اگر کوئی کہتا ہے کہ یہ کتاب غیر معتبر ہے تو ہمارا اس کے لئے وہی جواب ہے جو اہل اسلام ہنود اور دیگر منکرین اسلام کو دیتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ قرآن غیر مستند کتاب ہے۔ (معاذ اللہ)

اے رضا چست غم ار جملہ جہاں دشمن تست

کردہ ام مامن خود قبلہ حاجتے را

حل لغات

یہ دونوں مصرعے فارسی ہیں۔ اے، حرفِ ندا۔ رضا، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا تخلص۔ چست، کیا ہے، کیوں ہے "برائے انکاری"، غم، رنج و ملال۔ ار، مخفف ہے اگر کا۔ جملہ، تمام۔ جہاں، دنیا۔ دشمن تست، تیرا دشمن۔ کردہ ام، بنالیا ہے میں نے۔ مامن، ٹھکانا۔ خود، اپنا۔ قبلہ حاجتے، ایک شخص حاجت و ضرورت پوری کرنے والا۔ را، کو۔

شرح

اے رضا تمام دنیا اگر تیری دشمن ہو جائے تو بھی کوئی رنج و غم نہیں میں نے تو اپنا ٹھکانا ایک ایسی ذات کو بنالیا ہے جو اپنے سب عقیدت مندوں کی باذنہ تعالیٰ و عطاء حاجت روائی فرماتا ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اہل سنت کے لئے دارین کی فلاح کا ایک بہترین طریقہ بتایا وہ یہی ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و نسبت مضبوط کی جائے اس کے بعد پھر دنیا میں کسی دشمن کا خطرہ نہ آخرت کا غم۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بتائے ہوئے نسخے پر فقیر نے بہاولپور کی زندگی میں عمل کیا تو الحمد للہ اپنوں بلکہ بیگانوں نے

بھی اعتراف کیا کہ اسے کون چکھے جسے خدارکھے وسیلہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حاجت روائی کا بہترین نسخہ ہے خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار فرمایا ہے

فانی عزوم قاتل عند القتال

مریدی لا تخف واش

اے میرے مرید دشمن سے خوف نہ کر اس لئے کہ میں ہی اس کے مقابلہ کے لئے تیری طرف سے کافی ہوں۔

امداد و استمداد

مقبولانِ خدا انبیائے عظام و اولیائے کرام کو مظہرِ عنوانِ الہی جان کر ان سے مدد مانگنا ان کے دربار میں فریاد کرنا مشکل کے وقت ان کی یاد کرنا شرعاً بلاشبہ جائز ہے۔ صحابہ کرام سے آج تک بزرگانِ دین مشائخِ عظام اسی طور پر استمداد و استعانت کرتے آئے ہیں۔ **انوار الایمان** میں امام بخاری کی **الادب المفرد** سے منقول ہے

ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ خدرت رجہ فقیل له ذکر اجب الناس الیک فصاح یا محمداه فانشرت.

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کا پاؤں سو گیا تو کسی نے ان سے کہا آپ ان کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے با آوازِ بلند کہا یا محمداه تو فوراً پاؤں کھل گیا۔

اور حضرت امام خفاجی نے **نسیم الریاض** شرح شفاء میں فرمایا ہے

هذا مما تعاہدہ اهل مصیبة .

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے **تفسیر عزیزی اعتباری** سورۃ شقت میں فرمایا

وبعضی از خواص اولیاء را کہ تکمیل دارشاد بنی نوع خود گرد آیندہ اندور ینجالت ہم تصرف در دنیا وادہ واستغراق آنہا بہ جہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمعت نمی گردد و اویسیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہا ینما یندوار باب حاجات ومطالب مشکلات خود از اٹھامے طلبندمی یابند۔

یعنی بعض خواص اولیاء کرام وہ بعد وصال بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں اویسی حضرات ان اولیاء عظام سے کمالات حاصل کرتے ہیں اور حاجت مند لوگ ان اولیاء سے اپنی مشکلات کا حل طلب کرتے ہیں اور پالیتے ہیں۔

امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا

من یستمد فی حایة یستمد بعد مماتہ۔ (معانی علی شرح مشکوٰۃ)

نعت شریف

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا
خاک تو وہ آدمِ جدِ اعلیٰ ہے ہمارا

حل لغات

خاک، مٹی۔ ماویٰ، ٹھکانا۔ خاکی، مٹی کا بنا ہوا۔ آدم، وہ پہلا انسان جس سے نسلِ انسانی جاری ہوئی، ابوالبشر۔ جد، دادا۔ اعلیٰ، بالائی اور پر والا۔

شرح

ہم سب انسان مٹی کے ہیں اور مٹی ہی آخر کار ہمارا ٹھکانہ ہے (جس کی دلیل یہ ہے کہ) آدم علیہ السلام جو ہمارے جدِ اعلیٰ ہیں اور جن سے انسانی وجود روئے زمین پر آیا وہ مٹی ہی کے بنے ہوئے تھے۔ یہ تمام مضمون قرآنی میں مصرح ہے۔
قرآنی آیات

(۱) هو الذی خلقکم من تراب۔ (پارہ ۲۳، سورۃ المؤمن، آیت ۶۷)

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔

(۲) خلق الانسان من صلصال کالفخار۔ (پارہ ۲۷، سورۃ الرحمن، آیت ۱۴)

اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری۔

(۳) منها خلقنکم وفيہا نعید کم ومنها نخرجکم تارۃ اخری۔ (پارہ ۱۶، سورۃ طہ، آیت ۵۵)

ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

(۴) خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔ (پارہ ۲۳، سورۃ ص، آیت ۷۶)

تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

شانِ درود

کسی صاحبِ دل نے اپنے شیخ و مرشدِ کامل کے متعلق کسی مولوی کی نسبت میں کہا

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

خاک (مولوی صاحب) کو عالم پاک (ولی کامل) سے کیا نسبت

اس پر کسی طعنہ زن نے طعنہ مارا کہ عالم دین کو خاک کیوں کہہ دیا اس کے رد میں فرمایا کہ خاک بھی تو کوئی معمولی شے نہیں اس سے نفرت کیوں چند امثلہ قائم فرمائیں ان میں ایک یہی ہے کہ ہمارے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا ہم ان کی اولاد ہیں۔

ہاں اس خاک کو کیمیا بنانا یا پھر جہنم کا ایندھن بنانا انسان کے اپنے اختیار میں۔ اسی لئے علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاک کی اپنی فطرت میں نوری ہے نہ تاری ہے

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

حل لغات

خاک کرے (اردو) مٹی بنادے، مار ڈالے۔ طلب، تلاش، آرزو، جستجو۔ سرکار، آقا، والی۔ تمغا، سرکاری مہر، ٹھپہ (میڈل) عزت کا نشان جیسے آج کل مشہور ہے۔

شرح

بارگاہ رب العالمین میں تمنا اور یہ دعا کی جارہی ہے کہ خداوند قدوس جل جلالہ اپنی راہ طلب میں ہمیں غبار بنادے (یعنی مٹی بن جائے تو اٹھ کر دینہ پاک پہنچ جائیں) کیونکہ یہی تو ہماری عظمت و شرافت کی نشانی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان خلقنہم من طین لازب۔ (پارہ ۲۳، سورۃ الصفت، آیت ۱۱)

بے شک ہم نے ان کو چپکتی مٹی بنایا۔

پھر فرمایا

ولقد کرمنا بنی آدم۔ (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۰)

اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔

اسی پچھلی آیت کی طرف اشارہ ہے کہ انسان باوجودیکہ مٹی کا پتلا ہے لیکن عزت یوں ملی کہ اس کی سے ملکوت و قدس عاجز ہیں۔ یہی علم العقائد کا مسلم قاعدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام جملہ ملائکہ کرام سے افضل ہیں۔ (فلاناً للمعزلة) اور

جملہ اولیاء کرام سوائے مخصوص ملائکہ کے باقی تمام فرشتوں سے افضل ہیں عوام تو کالا نعام ہیں ان کی بات نہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ ”قربان“ دل شیدا ہے ہمارا

حل لغات

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم، جہاں چلتے پھرتے تھے۔ سید عالم، جہاں کے سردار یہ لقب خاص ہے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ کا۔ قربان، نچھاور۔ دل شیدا، عاشق دل، دیوانہ قلب۔

شرح

جس سرزمین یعنی مدینہ طیبہ پر سید عالم قدم رکھتے تھے اس زمین پر ہمارا دل قربان ہے کیونکہ حضور جس زمین پر خرامِ ناز فرماتے تھے اس کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ خدا اس سرزمین کی قسم یاد فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

لا اقسام بهذا البلد و انت حل بهذا البلد. (پارہ ۳۰، سورۃ البلد، آیت ۲۱)

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

یہ تو ہوا شہر جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی ویسے بھی علماء کرام کا اتفاق ہے کہ جہاں حضور ﷺ آرام فرما ہیں وہ کعبہ بیت المعمور اور عرش معلیٰ جملہ کائنات کے ہر مقام سے افضل ہے۔

فائدہ

حضور نبی پاک ﷺ کے بارے میں جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۶۰ میں ہے

فاین ماحل ببقعة اضاءت تلک البقعة بنوری.

جہاں بھی حضور سرور عالم ﷺ نے قدم مبارک رکھا وہ جگہ آپ کے قدموں کے صدقے بقعہ نور بن گئی۔

حضرت عارف رومی فرماتے ہیں

اہل نور دببہت نور و بلد نور جائیکہ آمد محمد (ﷺ) کرد نور

آپ کے اہل نور اور گھر نور شہر بلکہ جس جگہ بھی آپ تشریف لائے اسے بھی نور بنا دیا۔

ختم ہوگئی پشتِ فلک اس طعنِ زمین سے

سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

حل لغات

نم، جھک گئی اور ٹیڑھی۔ پشتِ فلک، آسمان کی پیٹھ۔ طعن، طنز اور نیزہ مارنا، آواز کسنا۔ سن، خبردار، توجہ سے سن۔

شرح

زمین کے طنز سے آسمان کی کمر ٹیڑھی ہو گئی۔ انسان کہیں بھی ہوا اپنے سر کے اوپر نظر کرے گا تو آسمان بالکل سیدھا دکھائی دے گا اور کنارہ آسمان پر نظر ڈالے گا تو کمان کی سی کچی اور ٹیڑھا پن محسوس کرے گا آسمان کو اپنی بلندیوں پر فخر تھا لیکن جب زمین نے اس پر طعنہ مارا کہ سن ہم پر حضور نبی کریم ﷺ کا وہ مدینہ ہے جس کی مثل تیرے پاس نہیں تو آسمان کی پشت مارے شرم کے جھک گئی۔

فضائلِ مدینہ

مدینہ منورہ حضور کا دارالحرۃ ہے جو روئے زمین میں سب سے افضل و اعلیٰ ہے اور سرکار کا محبوب ترین شہر ہے۔ سرکار نے یثرب (مصائب کی جگہ) سے مدینہ طیبہ بنادیا۔

احادیثِ مبارکہ

قال رسول اللہ ﷺ امرت بقریۃ قاکل القرۃ یقولون یثرب وہی المدینۃ تنفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسے قریہ (شہر) میں ہجرت کر کے جانے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام قریوں پر غالب ہو جائے گا۔ اسے لوگ یثرب (مصائب و آلام کی جگہ) کہتے ہیں حالانکہ وہ (میری پاکیزہ ذات کی وجہ سے) مدینہ ہو گیا ہے لوگوں کو پاک کر دیتا ہے جیسے کہ بھٹی لوہے کے زنگ کو۔

مزید فضائلِ مدینہ کی تصنیف ”محبوبِ مدینہ“ میں پڑھئے۔

مژدہ بھار ایسے زائرِ مدینہ

نجدی کی حکومت کو مدینہ پاک کے فیوضات سے اس کے مشیروں نے محروم رکھا اس لئے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ مدینہ پاک کو فی نفسہ کوئی فضیلت نہیں سوائے اس کے اس میں مسجد نبوی ہے اور بس فلہذا مدینہ پاک کو آنے والا صرف اور صرف مسجد نبوی میں جانے کی نیت کرے۔ اگر اس نے بلا واسطہ مسجد نبوی کے براہ راست مدینہ منورہ کا یا اس کے مکین رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں حاضری کا یا آپ کے مزارِ اقدس کی نیت کی تو مشرک اور بدعتی متصور ہوگا اسی لئے ان کے چھوٹے

بڑے اسی عقیدہ کے نہ صرف پابند بلکہ دوسروں کو بھی اسی عقیدہ پر مجبور کرتے ہیں بلکہ موسم حج میں تو ہر زبان میں کروڑوں کی تعداد میں ایسے رسائل وغیرہ شائع ہوتے ہیں جن میں عقیدہ مذکورہ پر زور دیا جاتا ہے حالانکہ یہ حقیقت سے عقیدہ کو سوں دور ہے یہاں فقیران کار نہیں لکھ رہا۔ محبوب مدینہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہے یہاں صرف چند فضائل برائے حاضری بارگاہ رسول ﷺ عرض کر دوں۔

تمام اکابرین صالحین کا اس پر اجماع ہے کہ نبی اکرم، نور مجسم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری مستحب بلکہ آپ کی شفاعت کے حصول کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحيماً۔
اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

گو اس آیت کریمہ کا شان نزول خاص واقعہ کے بارے میں ہے لیکن اصول یہ ہے کہ خاص واقعہ کے بجائے عام الفاظ کا اعتبار کیا جاتا ہے یعنی ہر وہ شخص یقیناً اللہ بزرگ و برتر کی رحمت اور بخشش سے بہرہ مند ہوتا ہے جسے حاضری جیسی بڑی سعادت حاصل ہو کہ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے

ومن يخرج من بيته مهاجراً الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله۔
اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا۔
(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۰۰)

گو اس آیت مبارکہ میں زیارت نبوی کی تصریح نہیں بلکہ اللہ اور اس کے محبوب کی طرف ہجرت کا ذکر ہے لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضری خصوصاً دور سے سفر کر کے آنا اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت ہی تو ہے۔

بہت سی احادیث مبارکہ بھی یہ ثابت کرتی ہیں کہ رسول انور ﷺ نے فرمایا

من زار قبري وجبت له شفاعتي۔ (بیہقی)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔

ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میری زیارت کو آئے اور سوا میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر

حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔“ (طبرانی)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے سنا جو شخص میری زیارت کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا اور جو حرمین میں مرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن امن والوں میں اٹھائے گا۔ (بیہقی)

دارقطنی و طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرف ہوا۔

ایک مومن کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت سرور کائنات ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت ہے اس مبارک دربار رسالت ﷺ کی برکتوں اور فضیلتوں کا ذکر کیا جائے سر کے بل بھی جائیں تو مشتاقانِ دیدار اپنی آنکھوں کی پیاس نہیں بجھا سکتے۔ وہ سرزمین جہاں نبی رحمت ﷺ کے قدم مبارک پڑے وہ گلیاں جن سے نبی کریم ﷺ گزرے وہ خطہ پاک جہاں آپ نے قیام فرمایا اس کی زیارت ایک مومن کے دل کی معراج ہے وہ گلیاں جن کو بڑے بڑے اولیاء نے اپنی پلکوں سے صاف کیا ہو وہ گلیاں جہاں علماء و صلحا و اولیاء عبادت ہو کر ننگے پاؤں چلے ہوں اس زمین کا چپہ چپہ مبارک و افضل ہے۔ یہ وہ در ہے جہاں سے منکوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹنا پڑتا، جہاں شاہ و گدا، امیر و غریب، لاچار و خوشحال سب مرادیں لے کر جاتے ہیں اور اپنے دامن خوشیوں سے بھر کر لے آتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس در سے وہ کچھ بھی ملتا ہے جو مقدر میں نہ لکھا ہو مقدر کا لکھا تو مل ہی جاتا ہے یہ اسی در کا کمال ہے کہ وہ کچھ بھی دے ڈالتے ہیں جو مقدر میں نہ لکھا ہو۔ چنانچہ اس درِ اقدس کی حاضری ہر مسلمان کی دلی آرزو اور اس کی زندگی کی اعلیٰ ترین خواہش بن جاتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أحيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہر گز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں

روزی پاتے ہیں۔ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۹)

فائدہ

جب شہداء کی حیات ثابت ہے تو انبیاء مرسلین کی حیات بطریقِ اولیٰ ثابت ہوگی اور عقلاً بھی ان کی حیات ثابت ہے گو بظاہر قبور میں ان کے اجسام ارواح سے خالی ہیں مگر ان کی مثال اس طرح ہے کہ مثلاً گہری نیند سونے والا کائنات کے عجائبات موجود پاتا ہے اور ایسے اسرار پر آگاہی پالیتا ہے جو اس کے لئے نافع ہوں اور بیدار ہونے کے بعد

دوسروں سے بیان کرتا ہے۔

پھر یہ بات بھی مسلم ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کے امتی نماز میں یا نماز کے علاوہ آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں درود و سلام عرض کر رہے ہوتے ہیں اور ان کا وہ درود و سلام آپ کی خدمتِ اقدس میں مقرر پہنچ رہا ہوتا ہے اور آپ ﷺ درود پڑھنے والے کے لئے دعا اور سلام عرض کرنے والے کے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

بلال در رسول پر

یہ واقعہ جس کی سند نہایت جید ہے یہ ثابت کرنے کو کافی ہے کہ در رسول ﷺ کی حاضری کس قدر افضل ہے۔ ابن عساکر نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس کو فتح فرمایا تو اس وقت حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملکِ شام میں دریا کے مقام پر رہائش پذیر تھے انہی دنوں میں خواب میں آقا علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا

ما هذه الجفوة يا بلال . اما ان لك ان نزورني؟

اے بلال یہ کیا بے وفائی ہے کیا تیرا ملاقات کے لئے آنے کو جی نہیں چاہتا؟

ہجر و فراق کی حالت میں تڑپتے ہوئے جاگے۔ سواری پر سوار ہو کر شہر مدینہ پہنچے جب آپ کی قبر کی زیارت کی

فجّل یبکی عنده و مرغ وجهه عليه.

تو بار بار رو پڑتے اور چہرے کو بار بار قبر انور پر رکھتے۔

اتنے میں حسنین کریمین تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو بغل میں لے کر چوما ان دونوں نے آپ سے کہا ہم وہی اذان آپ سے سننا چاہتے ہیں جو آپ ہمارے جد امجد کو سنایا کرتے تھے اور ہاتھ پکڑ کر اذان کی جگہ کھڑا کر دیا۔

جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان شروع کی تو مدینہ منورہ میں ایک زلزلہ شروع ہو گیا جیسے جیسے اذان پڑھتے جاتے زلزلہ بڑھتا جاتا جب آپ ”اشھدان محمد رسول اللہ“ پر پہنچے تو پردہ دار خواتین بھی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ ہر شخص کی زبان پر تھا کہ یوں لگتا ہے گویا قیامت برپا ہو گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ دوبارہ حیاتِ ظاہری میں تشریف لے آئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس دن سے بڑھ کر اہل مدینہ کو اتنا روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ چنانچہ در اقدس کی حاضری کی دلیل میں یہ واقعہ نہایت قوی ہے۔

محروم کی سزا

دربار رسالت میں حاضری کے ترک کے متعلق علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تارکِ زیارت کو بار بار متنبہ فرمایا اور اس کے انجام سے آگاہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا

من حج ولم يزرني فقد جفاني.

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ سے جفا کی۔

اسی طرح یحییٰ بن الحسینی نعمان بن شہل کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ محمد بن الفضل المدینی انہوں نے جابر انہوں نے محمد بن علی انہوں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مرفوعاً روایت کی

من زار قبري بعد موتي فكا فما زارني في حياتي و من لم يزرني فقد جفاني.

جس نے بعد از وصال میری قبر انور کی زیارت کی گویا اس نے میری ظاہری حیات میں زیارت کی اور جس نے میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

علامہ شیخ احمد الحضر اوی لکھتے ہیں شیخ مفتی جمال المکی نے ہم سے بیان فرمایا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا جنہوں نے استطاعت کے باوجود آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر نہ دی۔

فاورثهم الله عز وجل بذلك ظلمة محسوسة ظهرت على وجوههم وفترة عن الخيرات قطعهم عن عبادة الله سبحانه وتعالى و شغلهم بالدنيا الى ان ماتوا على ذالك و كشيدين غلبت عليهم مظالم الناس الى ان منحوا منها قبرا.

اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی تاریکی میں مبتلا فرمادیا جو ان کے چہروں سے عیاں تھی انہیں خیرات و حسنات سے اس طرح دور کر دیا کہ عبادتِ الہی ان سے ترک ہو گئی۔ دنیا میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ موت آگئی اور بہت سے ایسے ہیں جن پر لوگوں کے مظالم غالب آ گئے پھر وہ قبر تک جاری رہے۔

انتباہ

غور فرمائیے تارکینِ زیارت کس طرح دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل و رسوا ہوتے ہیں اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ زیارت سے فیض یاب ہونے والے کتنے خوش قسمت ہوتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہوتے ہیں اور تارکینِ شرمندہ۔

مقصد زیارت

شیخ احمد المعروف القشاشی لکھتے ہیں کہ زیارت سے مراد شرعاً یہ ہے کہ آپ کی بارگاہ کی حاضری مسجد نبوی شہر مدینہ کی

زیارت اس میں قیام، آپ کی خدمت میں سلام، حصولِ اسلام، شفاعت کے لئے آپ کا بارگاہِ الہی میں توسل تاکہ زائر کو اس بات کی خوشخبری حاصل ہو جائے کہ اس کا خاتمہ ایمان و اسلام پر ہوگا یہی زیارت ہے۔

امام ابن حجر مکی کے بقول زیارت کے لئے وہی شرائط ہیں جو حج کے لئے استطاعت کی شرائط ہیں جب صاحبِ استطاعت نے آپ کی طرف سفر کیا، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اپنی یا جس نے بھیجا ہے اس کی ذات کی بخشش کی درخواست کی تو وہ زائر قرار پائے گا اور یہی وہ زیارت ہے جس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے خود رسولِ رحمت، نورِ مجسم، شفیعِ معظم ﷺ کا ارشادِ گرامی

من زار قبری وجبت له شفاعتی

زیارت کی اہمیت اور فوائد میں سب سے قابلِ غور ہے۔

چنانچہ اگر خلوصِ دل سے زائر زیارت کو جائے گا تو یقیناً رسول اللہ ﷺ اسے انعام و اکرام سے نوازیں گے اس کے درجات بلند ہوں گے اور یقیناً ان لوگوں میں اس کی شمولیت ہو جائے گی جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔

پھر زیارتِ نبوی ﷺ کے فائدوں میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خود زائر کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں بلکہ اپنا عقیدہ تو یہ ہے کہ سرکارِ ابدار قرار، مالک و مختارِ علیہ کا دربارِ دُرُبار اب بھی اس طرح سجا ہوا ہے جیسے چودہ سو سال پہلے سجا رہتا تھا جہاں بن مانگے ہر شے ملتی ہے جب حاضرِ حضور ہو کر مانگا جائے تو رحمتِ کائنات ﷺ عطاء کریمانہ محروم نہیں فرماتے۔

حکایت

سیدنا ابن الجلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور مجھ پر دو ایک فاقے گزرے تو میں نے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی

انا ضیفک یا رسول اللہ (ﷺ)

یعنی میں آپ کا مہمان ہوں۔

پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو سرکارِ مدینہ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی اور میں خواب میں ہی کھانے لگا ابھی آدھی ہی ختم کی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی جب کہ آدھی ہاتھ میں موجود تھی۔

(رحمت کائنات صفحہ ۱۱۴)

سرکار کھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں
سلطان وگدا سب کو سرکار کھلاتے ہیں

اس قسم کے ہزاروں واقعات و مشاہدات اب بھی ہو رہے ہیں۔ تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ”ندائے یارسول اللہ“ کا مطالعہ فرمائیے۔

چکر بازوں کے چکر

ایک لاکھ اور پچاس ہزار ثواب یا نبی علیہ السلام زندہ بھی ہیں یا نہیں (معاذ اللہ) و دیگر چکر بازیاں سابق دور کے گستاخوں کو بھی لے ڈوبیں آج بھی اگر کوئی ڈوبتا ہے تو.....

حکایت

عارف باللہ حضرت علامہ نبہانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ حج کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ایک آدمی نے پیغام دیا کہ سرکار کو عرض کرنا کہ روضہ اقدس پر حاضر ہونے کی بڑی تمنا ہے لیکن چونکہ آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی ہیں اس لئے میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ جب یہ بزرگ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو یاد آنے کے باوجود اس شخص کا پیغام سرکار کی بارگاہ میں عرض کرنے کی جرأت نہ کر سکے لیکن جب مدینہ منورہ سے رخصتی کا وقت آیا تو سرکار علیہ السلام نے ان کو اپنی زیارت سے مشرف کر کے فرمایا تو نے مجھے اس شخص کا پیغام نہیں پہنچایا لیکن میرا پیغام اس کو ضرور پہنچا دینا کہ تحقیق اللہ عز و جل اور میں خود اس شخص سے بیزار ہوں جو ان (ابو بکر و عمر) سے بیزار ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

نوٹ

اس جیسے درجنوں واقعات فقیر کی کتاب ”گستاخوں کا بُرا انجام“ پڑھئے۔

فائدہ

اس مصرعہ میں اختلاف کو دور فرمایا جو مشہور ہے کہ زمین افضل ہے یا آسمان۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس اختلاف کو ایک مصرعہ میں حل فرمایا جو بعض شعراء مناظرہ کے طور پر منظوم مشہور ہے۔

زمین و آسمان کا مناظرہ

مالک کائنات نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا پھر ان کا آپس میں ایک دوسرے سے مناظرہ ہوا۔

فلک بولا کہ مجھ میں ماہ و خورشید درخشاں ہیں

زمین بولی کہ مجھ میں لعل ہیں گلہائے خنداں ہیں
 فلک بولا زمین سے مجھ میں انوارِ الہی ہیں
 زمین بولی فلک سے مجھ میں اسرارِ الہی ہیں
 فلک بولا کہ مجھ میں کہکشاں تاروں کی جڑی ہوگی
 زمین سن کر یہ بولی مجھ میں پھولوں کی لڑی ہوگی
 فلک بولا گھٹا اُٹھ کر میری تجھ کو گھٹادے گی
 زمین بولی کہ مجھ کو عاجزی تجھ سے بڑھا دے گی
 فلک بولا بلندی دی خدا نے ہر طرف مجھ کو
 زمین بولی ملا ہے خاکساری کا شرف مجھ کو
 فلک بولا کہ تارے مجھ میں ہیں تاروں سے زینت ہے
 زمین بولی کہ غنچے مجھ میں ہیں غنچوں میں نگہت ہے
 فلک بولا میرے اوپر ملائکہ کے محل ہوں گے
 زمین بولی کہ مجھ میں بیل بوٹے اور پھل ہونگے
 زمین بولی کہ مجھ میں بیل بوٹے اور پھل ہونگے
 فلک بولا ستاروں سے مزین میرا سینہ ہے
 زمین بولی کہ مجھ پر طور ہے مکہ ، مدینہ ہے
 فلک بولا کہ مجھ پر کرسی و عرشِ اعلیٰ ہوں گے
 زمین بولی کہ مجھ پر اولیاء و انبیاء ہوں گے

آمنہ کا چاند ارضِ بطحا کے افق پر طلوع ہوا تو زمین نے مسرت میں ڈوب کر اپنا سراونچا کر لیا اور آسمان کو مخاطب کر کے کہا کہ اے آسمان اب میں تجھ سے بہر صورت بہتر ہوں کیونکہ مجھ پر سید عالم ﷺ جلوہ فرما ہیں وہ روحِ دو عالم جن کے صدقے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کُل کائنات کی تخلیق کی۔ یہ سن کر آسمان نے اعترافِ عجز کرتے ہوئے سر کو جھکا دیا۔

اس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا

جو حیدر کرار کہ مولیٰ ہے ہمارا

حل لغات

شہنشاہ، سب سے بڑا بادشاہ، یہ دراصل شاہان شاہ تھا مخفف کر دیا گیا۔ اس لفظ میں اضافت مقلوبی ہے کیونکہ اضافت سے پہلے یہ دراصل شاہ شاہان ہے۔ حیدر، شیر، یہ لقب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا جوان کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے رکھا تھا۔ کرار، دشمن پر تابڑ توڑ حملہ کرنے والا، بہادر۔ مولیٰ، آقا، ناصر، مددگار، محبوب۔

شرح

حضور پر نور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت ابوتراب کا لقب عطا فرمایا تھا جب وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض ہو کر مسجد نبوی میں لیٹ گئے تھے تو ان کی پشت مبارکہ پر خاک لگ گئی تھی۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیار و محبت سے فرمایا

قم یا ابتراب

مٹی والا

فرما کر آپ کو اٹھایا یہ مٹی کو بہت بڑا شرف ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوتراب سے بہت خوش ہوا کرتے تھے یہی ابوتراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مٹی والے) ہم سب کے آقا و مددگار ہیں۔

ازالۂ وہم

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مولیٰ شیعہ شعار نہیں یہ وہابیہ کا وہم ہے الحمد للہ وہ ہمارے (اہل سنت) بلکہ سب کے آقا و مولیٰ ہیں کوئی باغی ہو کر آپ کا مولیٰ ہونا نہیں مانتا تو اس کی بد قسمتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں حضور ﷺ نے تصریح فرمائی ہے

من كنت مولاه فعلي مولاه.

جس کا میں مولیٰ ہوں اسی کے حضرت علی مولیٰ ہیں۔

لیکن اس سے خلافت بلا فصل کا استدلال بھی جاہلانہ حرکت ہے اس لئے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء و رسل علی نبینا وعلیہم السلام کے مولیٰ تو نہیں ہو سکتے کیونکہ غیر نبی کا آقا و مولیٰ کیسا۔ اس معنی پر حدیث مخصوص عنہ البعض ٹھہری۔ دوسرا یہ کہ یہ حدیث سنداً صحیح نہیں جس حدیث کی سند صحیح نہ ہو اس سے عقائد کا استدلال نہیں البتہ فضائل کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے لیکن اس حد تک جو صاحب فضیلت کے لائق ہو۔ اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب ثلاثہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ثابت نہ ہوئے بلکہ انبیاء و رسل اور اصحاب ثلاثہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ماسوا آپ واقعی ہم سب کے آقا و مولیٰ ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تیسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مولیٰ اپنے عموم پر ہو تو مولیٰ بمعنی محبوب ہے اور حضور سرور عالم ﷺ جملہ کائنات کے محبوب ہیں تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خلق خدا کے ہر فرد کے محبوب ہیں سوائے کفار و مشرکین اور منافقین اور خوارج و نواسب کے۔

چوتھا یہ کہ مولیٰ اٹھارہ معنوں میں آتا ہے تو ایک معنی متعین کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ پانچویں یہ کہ یہ جملہ حضور ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ پر منکریں کے چند بجا اعتراضات کے جواب میں فرمائے تاکہ اعدائے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معمولی شخصیت نہ سمجھیں بلکہ انہیں یقین تو ہو کہ حبیب کبریا ﷺ ان کے طرفدار ہیں۔

اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفون شہ بطحا ہے ہمارا

حل لغات

اے مدعیو، ہر کیب اردو، اے دعویٰ کرنے والو، اے مخالفو۔ خاک (فارسی) مٹی۔ تم خاک نہ سمجھے (اردو) بالکل نہ سمجھ سکے۔ اس خاک میں (اردو) اس زمین میں۔ مدفون (عربی) دفن کیا ہوا۔ شہ بطحا (فارسی) مکہ کے بادشاہ۔

شرح

اے مخالفو! تم مٹی کی عظمت کو بالکل نہ سمجھ سکے حالانکہ اس کی بہت بڑی عظمت ہے اس لئے کہ سید دو عالم شہ بطحا اسی میں مدفون ہیں اور آپ کا دفن عرش و کرسی، لوح و قلم سے بھی عظیم ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا

ان الله سمى المدينة طابة.

بے شک اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابۃ (طیبہ) عمدہ بنا دینے والا رکھا ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ لا متل القتل فی سبیل اللہ ما علی الارض بقعة احب الی ان یکون قبری بها منها
ثلاث مرات. (مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۱)

اللہ کے رسول ﷺ نے تین بار فرمایا کہ شہادت فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی موت نہیں اور اپنی قبر کے لئے مدینہ منورہ سے زیادہ محبوب روئے زمین کا کوئی ٹکڑا نہیں۔

افضیت مدینہ

جن حضرات نے شہر مدینہ کو شہر مکہ سے افضل مانا ہے انہوں نے ایک دلیل یہ بھی لکھی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جس شہر میں آپ کی سکونت اور پھر اس میں داعی آرام گاہ بنائی تو وہ مقام افضل ہونا چاہیے یہی وجہ ہے کہ موافق و مخالف سب کو مسلم ہے۔

حضور سرور عالم ﷺ کی آرام گاہ جملہ کائنات یہاں تک کہ عرش معلیٰ اور بیت المعمور اور کعبہ معظمہ سے بھی افضل ہے اسی لئے آپ کا شہر کعبہ و بیت الحرام کو چھوڑ کر شہر مکہ اور جملہ بلاد سے افضل ہے۔ اس کے متعلق فقیر نے کتاب ”محبوب مدینہ“ میں مفصل بحث لکھی ہے۔ مختلف مذاہب کے ساتھ آخر میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا یہ فیصلہ لکھا کہ

طیبہ نہ سہی مکہ ہی افضل زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

یہاں صرف ایک حدیث شریف مع شرح پر اکتفا کرتا ہوں۔ مسلم شریف میں ہے

لا يخرج احد رغبة عنها الا اخلف الله فيها خيراً منها الا ان المدينة كالكير تنقى الخبث لا تقوم الساعة حتى تنقى المدينة شرارها كما ينقى الكير خبث الحديد.

مدینہ سے روگردانی کر کے جو بھی یہاں سے نکل جاتا ہے تو اللہ اس میں اس کا نعم البدل بہتر اس میں ٹھہراتا ہے۔ خبردار مدینہ بھٹی کی طرح پلیدی دور کرتا ہے اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک مدینہ پاک فساد یوں اور شرارتیوں کو نہ نکال لے جیسے بھٹی لوہے کی زنگ نکالتی ہے۔

فائدہ

اس سے پہلے فصل میں ”تنفی الناس“ کے الفاظ ہیں۔ ایک روایت میں ”تنفی الرجال“ ہے اس سے شرارتی لوگ یا ان کی خباثت مراد ہے اسی لئے خبث الرجال کا لفظ بھی مروی ہے۔ (۲) بخاری شریف میں ہے

انها طيبة تنقى الذكوب كما تنقى الكير خبث الفضة.

یعنی مدینہ پاک ہے اور گناہوں کی نجاست ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی وغیرہ میل کو دور کرتی ہے۔

حکایت

(۳) صحیحین میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک اعرابی آیا اور آپ سے بیعت کی کہ وہ مدینہ میں ٹھہریگا۔ دوسرے دن اتفاقاً وہ بیمار پڑ گیا اسے تپ لگ گیا اس نے حضور نبی پاک ﷺ سے بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن

جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

المدینہ کالکیر یخرج جثھا وتنفع.

مدینہ پاک بھٹی کی طرح ہے وہ اپنی میل کو نکال کر باہر پھینکتا ہے اور صاف کرتا ہے۔

فوائد

(۱) یہی معنی ظاہر ہے کہ اس سے خبیث لوگوں کو وعید سناتا ہے۔

(۲) یہ حرف حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس سے مخصوص نہیں جیسا کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ

لاتقوم الساعة حتی تنفی المدینة شرارھا.

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مدینہ پاک اپنے شرارتیوں کو دور نہ کرے۔

(۳) دورِ حاضرہ میں یہ معجزہ (مشتل بر علم غیب) اظہر من الشمس ہے کہ ہمارے جیسے تو ہر آن تصور میں ہیں

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

اور ایک برادری شب و روز کئی چکر دے کر حاضری مدینہ سے روکتے ہیں اور خود اگروہاں پہنچ جائیں تو

لا یجاورونک فیہا الا قلیلا ملعونین. (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۶۱، ۶۲)

پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے۔

پھر مدینہ پاک ان سے خالی کرالیا جائے گا اور وہ وہاں سے نکال دیئے جائیں گے حکم کے مطابق مدینہ پاک سے

لاکھ نیکی کی لالچ سے بہت جلد نکل جاتے ہیں۔

موازنہ مدینہ پاک و مکہ شریف

ہمیں حق نہیں کہ ہم مکہ و مدینہ کے درمیان کسی قسم کی تفریق کا اظہار کریں لیکن جب سے نجدی وہابی برسرِ اقتدار

ہوئے عوام کے ذہن مدینہ پاک کی ہر فضیلت سے پہلو بچانے کے عادی بنتے جا رہے ہیں۔ یہاں صرف ایک نمونہ عرض

کرنا ہے وہ یہ کہ آج کل عوام بلکہ بہت سے خواص سمجھنے لگ گئے کہ مدینہ پاک (مسجد نبوی) میں پچاس ہزار اور مکہ معظمہ (مسجد

الحرام) میں ایک لاکھ نیکی اور دعویٰ میں وہی مشہور حدیث حالانکہ معاملہ برعکس ہے۔ اس پر فقیر نے کتاب ”محبوب

مدینہ“ میں طویل بحث لکھی ہے۔ اختصاراً یہاں ملاحظہ ہو۔

(۱) پچاس ہزار نیکی مدینہ پاک کے متعلق مسلم اور ایک لاکھ مکہ معظمہ کی لیکن اس ارشاد کے بعد حضور نبی پاک ﷺ نے دعا

فرمائی کہ

اللهم اجعل بالمدينة ضعفى ما جعلت بمكة من البركة. (متفق عليه)

اے اللہ مدینہ پاک میں مکہ مکرمہ کی برکتوں سے دوگنی برکتیں پیدا فرما۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے

اللهم بارک فی مدینتنا اللهم اجمع مع البركة برکتین.

اے اللہ ہمارے مدینہ میں برکت دے۔ اے اللہ اس کی ایک برکت میں دو برکتیں جمع فرما۔

قاعدہ مسلم ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہر دعا مستجاب ہے اور یہ دعا بھی یقیناً مستجاب ہوئی جس کا مشاہدہ آج حرمین کے زائرین کو نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔ دنیوی اور حسی امور یہاں تک کھانے پینے وغیرہ میں مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ میں کئی گنا زائد برکات محسوس ہوتی ہیں۔

فائدہ

امام سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی مدینہ پاک کے لئے دعا یعنی برکات کا سوال نہ صرف امور دنیویہ کے متعلق تھا بلکہ امور دینیہ کو بھی شامل تھا۔ اس معنی پر اب مدینہ پاک کی ایک نیکی اڑھائی لاکھ ہوئی پچاس ہزار دعا مانگنے سے پہلے دو لاکھ مکہ معظمہ کے ایک لاکھ سے دو گنا دعا سے۔ (خلاصہ الوفاء)

نیز اگر صرف وہی پچاس ہزار ولی بات بھی ہو تو مکہ معظمہ کی لاکھ نیکی اور مدینہ کی ایک کا مقابلہ کہاں اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ کبھی تھوڑی شے اپنی برکات کی وجہ سے کثیر شے سے بڑھ جاتی ہے۔ (خلاصہ الوفاء للسمودی صفحہ ۳۱)

لوگ لاکھ کا نام سن کر پھولے نہیں سماتے یہ نہیں سمجھتے کہ مدینہ کی ایک نیکی ہیرا اور جوہر اور مکہ معظمہ کی صرف گنتی کا ایک لاکھ۔

نوٹ

نیکی کے عاشق کو یاد رہے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا لاکھ ملتا ہے تو یہاں کی ایک برائی بھی لاکھ کے برابر ہوتی ہے اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ مکہ معظمہ سے واپسی پر سودا برابر ہو جائے تو غنیمت ہے ورنہ گھائے اور خسارہ کا خطرہ ہے اور مدینہ تو مدینہ ہی ہے یہاں وفادار امتی سے گناہ کا صدور کہاں اگر ہوا بھی تو ایک گناہ کا ایک ہی لکھا جاتا ہے۔

موازنہ عبادت مکہ و مدینہ

اگرچہ یہ موازنہ بھی نامناسب ہے لیکن نجدی و ہابی تاثرات کہ مدینہ پاک کی حاضری کو سمجھایا جا رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مکہ میں حج، عمرے، طواف وغیرہ وغیرہ اور کہتے ہیں کہ پہلے تو مدینہ کی حاضری ضروری نہیں اگر کچھ ہے تو صرف مسجد

نبوی کی نیت ہو جس میں صرف پچاس ہزار نیکی ملے گی اور بس۔ علامہ سمہودی کی خلاصہ الوفاء اور ملا علی قاری کی المناسک مع شرح کا بیان ملاحظہ ہو۔

مکہ معظمہ	مدینہ طیبہ
حج	عبادت مسجد نبوی میں قرب رسول اللہ ﷺ بالخصوص ریاض الجنۃ میں
عمرہ	مسجد قبا کا دو گانہ
طواف	مدینہ پاک کی گلیوں میں گھومنا پھر ناروضہ پاک کو چار سو سے نگاہوں میں بسانا
زیارت کعبہ	زیارت گنبد خضراء

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”محبوب مدینہ“ میں ہے۔

فیصلہ اویسی غفرلہ

ایسے مواز نے عشاق کے لئے موزوں نہیں لیکن جہاں نجد بیت و وہابیت کے اثرات کا غلبہ ہو وہاں مدینہ طیبہ کے فضائل ایسے طریقہ سے بیان کئے جائیں جن میں مکہ معظمہ کی تحقیر کا پہلو نہ نکلے۔

دبسیار است اخبار فضائل مدینہ منورہ ولیکن اختصار گرفتہ بر حسب مدعا و اختلاف فرمودند کہ علماء بفضل مکہ معظمہ عظمہا اللہ تعالیٰ تعظیماً بدلیل آنکہ قال ﷺ انک لخير ارض اللہ و احب ارض اللہ ولو لا انی اخرجت منک ما خرجت۔ بفہم درمندی این فضل مدینہ الرسول ﷺ جزئی من وجہ است نہ کلی پس نیست نزاعی در فضل ہمہ گر برقع تعارض پس فضل مکہ معظمہ در حد او است و فضل مدینہ منورہ در حد او و کرمہا اللہ تعالیٰ تکریماً و تفاضل ہمہ گر بہ فضل کلی در تقابل نمیکند دریاب آنچه درو است۔ تعارض و اہانت طرفی از طرفین۔ (ماہیت الحق مطبوعہ نوکشور ہند صفحہ ۴۹)

اور فضائل مدینہ منورہ کے اخبار بہت ہیں لیکن میں نے مدعا کے موافق اختصار کر لیا اور بعض علماء نے مکہ معظمہ کی فضیلت میں اختلاف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی عظمت کو معظم کرے اس دلیل سے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے کعبہ اللہ بیشک تو اہل بیت بہتر ہے خدا کی زمین میں سے اور محبوب تر ہے خدا کی زمین میں سے اور اگر میں نہ نکالا جاتا تجھ سے نہ نکلتا“ میں کسی اہل دل کی سمجھ میں مدینہ رسول ﷺ کی یہ فضیلت جزئی من وجہ ہے نہ کلی کیونکہ ایک وجہ خاص کے سبب یہ جزئی فضیلت مدینہ

رسول ﷺ کو حاصل ہے نہ کُلی طور پر۔ لہذا اس فضیلت جزئی من وجہ ہی تعارض فضیلت اٹھ جانے کے سبب کہ دونوں میں ہوتا تھا کوئی نزاع باہمی فضیلت میں نہیں ہے۔ پس مکہ معظمہ کی فضیلت اپنی حد میں ہے اور مدینہ منورہ کی فضیلت اپنی حد میں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو بزرگی میں مکرم اور مقابلہ میں کُلی فضیلت کے ساتھ ایک کو دوسرے پر یہ دردمند فضیلت نہیں دیتا ہے کیونکہ مقابلہ میں معارضہ طرفین سے ایک طرف کی اہانت نہ ہو۔

برادران اسلام سے اپیل

توحید کے دم بھرنے والے تو مکہ معظمہ کو بڑھاتے ہیں اور حقیقت یہی ہے انہیں مدینہ پاک سے دلچسپی نہیں لیکن ہمارے سنی مسلمان برادری بھی عشقِ رسول ﷺ میں مکہ معظمہ میں طنز کرتے نظر آتے ہیں۔ کبھی جلال و جمال کے اشاروں سے تو کبھی مکہ والوں کے ایذائے رسول اللہ ﷺ کو سامنے رکھ کر مکہ معظمہ کی خفت و تحقیر کا پہلو اختیار کر لیتے ہیں انہیں چاہیے کہ عشقِ رسول ﷺ کا تقاضا پورا کریں کہ دونوں سے یوں محبت ہو کہ مکہ معظمہ میں بھی آپ کا ڈیرہ سیرہ رہا اور مدینہ طیبہ میں بقایا زندگی بسر فرمائی اور تاحال اسی میں رونق افروز ہیں فلہذا ہمیں دونوں شہر مبارک محبوب ہیں۔

ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

حل لغات

معمور، تعمیر کیا ہوا، آباد۔ اسی خاک سے، اسی مٹی سے۔ شہ کونین، دنیا و آخرت کا بادشاہ یعنی ہمارے نبی پاک ﷺ۔ قبلہ، سمت، توجہ۔

شرح

یعنی مٹی کی یہ عظمت ہے کہ اس سے حضور ﷺ کا روضہ اقدس بنا ہے اور کعبہ معظمہ بھی اسی سے تعمیر ہوا ہے۔ یاد رہے کہ پتھر بھی جنسِ ارض یعنی مٹی ہی سے ہے اسی لئے یہ کوئی شبہ نہ کرے کہ کعبہ کی تعمیر تو پتھروں سے ہے تو ہم نے اس کا ازالہ عرض کر دیا ہے کہ پتھر بھی مٹی کی جنس ہے۔

اس مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہو تو امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتاویٰ رضویہ شریف کی جلد اول باب

التیمم کا مطالعہ کیجئے جس میں ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹی کی بیشمار قسمیں بیان فرمائی ہیں جن میں پتھر بھی شامل ہیں۔

ہم خاک اُرائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

حل لغات

خاک اُرائیں گے، آوارہ پھریں گے، حیران و سرگردان پھرتے رہیں گے۔ مدینہ، شہر، مدینۃ الرسول کا مخفف ہے جب بھی یہ لفظ مطلق (مدینہ) ہو وہاں یہی مدینۃ الرسول (ﷺ) مراد ہوگا۔

شرح

جس سرزمین پر ہمارے پیارے نبی کا پیارا شہر آباد ہے اگر وہ مٹی نہ پائی یعنی اس کی زیارت نہ کی اور وہاں نہ پہنچے تو ساری عمر یونہی حیران و سرگردان رہیں گے۔

فضائل زیارت مدینہ پاک

عن النبی ﷺ قال من زارنی کان معی وکان فی جوارى یوم القیمة ومن مسکن المدینة وصبر علی بلائها کنت له شهیداً وشفیعاً یوم القیمة ومن مات فی احد الحرمین بعثہ اللہ من الامنین یوم القیمة۔ جس نے میری زیارت کی وہ قیامت میں میرے ساتھ اور میرے قرب میں ہوگا اور جو مدینہ طیبہ میں سکونت پذیر ہوگا اور وہاں کی تکالیف پر صبر کرے تو میں قیامت میں اس کا گواہ یا فرمایا شفیع ہوں گا اور جو حرمین کی کسی ایک جگہ میں مرا قیامت میں اللہ سے تمام مصائب سے مامون و محفوظ اٹھائیگا۔

فضیلت گنبد خضراء

محدثین کرام کا مذہب ہے کہ شہر مدینہ مکہ کے شہر سے افضل ہے سوائے حرم معلیٰ کے لیکن فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ شہر افضل ہے اس کی تفصیل میں نہیں پڑتے کیونکہ بے ادبی کا شائبہ ہے۔ امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

طیبہ نہ سہی مکہ ہی افضل زاہد

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

لیکن اس میں دونوں متفق ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی آرام گاہ کعبہ معظمہ اور عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔

المکة افضل منها علی الراحج الامسہ الاعضاء الشریفہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہ افضل مطلقاً

حتی من الکعبۃ والعرش الکرسی.

فتویٰ یہ ہے کہ مکہ معظمہ شہر مدینہ سے افضل ہے مگر اس زمین سے نہیں جس میں مل گئے ہیں اعضائے شریفہ یعنی تربت مبارک آپ کی وہ فضیلت مطلقاً رکھتی ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش معلیٰ اور کرسی سے حضرت کی قبر مبارک افضل ہے۔ یہ قبر منورہ جو حضرت کا خاص ایوان ہے اور تربت شریف کا سائبان یہ سب زمین عرش معلیٰ سے افضل ہے۔ اب حدیث شریف جو بخاری و مسلم میں وارد ہوئی ہے صراحۃً ثابت کر رہی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے

ما بین منبری و قبری روضۃ من ریاض الجنۃ.

وہ زمین جو درمیان منبر اور قبر میری کے جس قدر احاطہ وسیع رکھتی ہے یہ ایک باغچہ ہے جنت کے باغات سے کیونکہ یہ سب زمین احاطہ و دامن عرش معلیٰ میں شمار کی جاتی ہے۔ اب حدیث اور فقہ اس باب میں متفق ہیں اب بتلاؤ کیوں نہ اہل سنت و جماعت کے لئے یہ آستانہ ایوان محمدی ہے متبرک و جائے ادب قابل الاحترام نہ سمجھا جائے گا بلکہ یہاں کی مٹی چٹنی بیماروں کے لئے خاکِ شفاء اور مومنین کی چشموں کا سرمہ ہے۔

کسے کہ خاک درس نیست خاک بر سر اوست

اب اس گنبد خضریٰ جو کہ نور علی نور ہے کون دشمن دین حقارت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے۔

خداوند کریم اپنے حبیب پاک کے ایوان عالیشان کا خود بخود محافظ ہے پس یہ ایوان نبوی مہبط ملائکہ و مورد فرشتگان بے شمار ہیں جیسا کہ حدیث شریف مشکوٰۃ جلد رابع باب الکرامات میں وارد ہوئی ہے

ان کعباً دخل علی عائشہ فذکرا علی رسول اللہ ﷺ فقال کعبہ ما من یوم یطلع الانزل سبعون الفاً من الملائکۃ حتی یحضر بقبر رسول اللہ ﷺ یضربون باجھنم ویصلون علی رسول اللہ ﷺ حتی اذا امسئوا وجوا وھبطوا فصنعوا مثل ذالک حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفاً من الملائکۃ.

حضرت کعب احبار صحابی حضرت عائشہ کے حجرے میں داخل ہوئے کہ جہاں حضرت عائشہ تشریف رکھتی تھیں بعد وفات حضور ﷺ کے اسی حجرہ شریفہ میں اور صحابی بھی موجود تھے پس ذکر کرنے لگے یہ سب حضور ﷺ کا۔ پس فرمایا کعب نے کہ نہیں طلوع ہوتا ہے کوئی روز مگر یہ کہ نازل ہوتے ہیں ستر ہزار فرشتے یہاں تک کہ ارد گرد قبر شریف کے آتے ہیں اور مارتے ہیں بازو اپنے اور درود شریف پڑھتے ہیں ملائکہ آپ پر۔ پس وہ فرشتے دن بھر وہیں رہتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو وہ فرشتگان آسمان پر عروج کر جاتے ہیں اور اترتے ہیں آسمان سے دیگر ستر ہزار فرشتے پھر وہ بھی وہی کام کرتے ہیں جو زمین

کے فرشتے کر رہے ہیں یہاں تک کہ قیامت تک جب قبر آپ کی شق ہوگئی تو بے شمار فرشتے روزانہ قبر پر تشریف لائیں گے۔ پس اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ روضہ اقدس کا مرتبہ جو آپ کی آرام گاہ ہے سب سے بڑھ کر ہے اس لئے کہ وہاں اس ایوانِ محمدی میں ہر وقت ستر ہزار فرشتوں کا درود اور اثر دہام رہتا ہے کہ ہر طرح سے ملائکہ ادب آداب قبر شریف اور درود شریف آپ پر پڑھتے ہیں تعظیم و تکریم و زیارت کر کے برکت و خوشنودی خداوند حاصل کرتے ہیں اور یہ تا قیامت ہوتا رہے گا۔

خدا حافظ

اس سے ثابت ہوا کہ گنبد خضراء کا محافظ خود خدا تعالیٰ ہے جیسا کہ مذکورہ بالا سے واضح ہے۔

رسول اللہ ﷺ خود محافظ ہیں

صدیوں پہلے یہ واقعہ روح فرسا ہو چکا ہے جس کی تصدیق ہر دور کے مورخ نے کی یہاں تک کہ اپنی تصانیف میں کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ فخریہ انداز یہ میں بیان کیا۔ وہ واقعہ ہے عاشق صادق نور الدین زنگی قدس سرہ کا جسے تفصیل سے آگے ذکر کروں گا۔ وہ شہنشاہ نور الدین جن کی حضرت سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تعریف و مدح میں لکھتے ہیں

نیائد چوبکر بعد از عمر

یعنی اپنے بادشاہ ابو بکر کو تشبیہ دیتے ہیں ساتھ عمر

عمر بن عبد العزیز کے اور بعض صحابہ میں سے حضرت انس و دیگر صحابہ رسول عمر بن عبد العزیز کے عہد میں حیات تھے بلکہ صحابہ کرام تو اس نیک کام کرنے پر عمر بن عبد العزیز کو شاباش اور آفرین کہہ رہے تھے بعد ترکوں نے وہ زیب و زینت تعمیر بینظیر روضہ اقدس کر کے پوری طرح سے حفاظت کی ہے نہ کوئی ایسا کر سکتا ہے نہ کریگا۔ انہوں نے اپنے آپ کو عرب کے بادشاہ کبھی نہیں کہلایا یہی کہتے رہے کہ ہم خادم الحرمین ہیں ترکوں ہی کی تعمیر سے اس قبہ منورہ کا نام گنبد خضراء رکھا گیا ہے۔ خبردار کوئی مسلمان اہل سنت ہو کر وہابیوں کی صحبت میں آ کر کچھ روضہ شریف اور یا اس قبہ نور علی نور کی بے ادبی کر بیٹھے فوراً اس کا ایمان سلب ہوگا اور شفاعت سے محروم۔ وہابی نجدی جو منہ میں آیا کفر بکتے اور یہ تو خود ہی اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں یعنی خوارج کی شاخ ہیں جیسا کہ فتاویٰ شامی میں تصریح ہے اور فقیر نے ”ابلیس تا دیوبند“ میں اسے تحقیق سے لکھا ہے۔

عقیدہ مشائخ

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے کلام کی مسلم یا غیر مسلم دین و دنیا میں تقلید کرتے ہیں اور

بالواسطہ حضرت پیران پیر کے مرید ہیں اور خاندانِ قادریہ سہروردیہ کے اماموں میں ہیں آپ حضرت کے محل کی یہ شان اور فضیلت فرماتے ہیں

عرش است مکیں پایہ زایوان محمد

جبریل امیں خادمِ دربانِ محمد

عرشِ تو رسول اللہ ﷺ کے شاہی کا ایک چھوٹا سا پایہ ہے جبریل امین علیہ السلام تو آپ کے دربان اور خادم ہیں۔

تاریخ گنبد خضراء

گنبد خضراء کا کمرہ وہی بیتِ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جسے حضور سرورِ عالم ﷺ نے ہجرت کے بعد تعمیر مسجد نبوی کے دوران بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بنایا تھا پھر مدنی زندگی میں یہ کمرہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رہائش کے ساتھ حضور سرورِ عالم ﷺ بھی یہاں رونق افروز رہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ کو اسی کمرہ میں دفنایا گیا آپ کے وصال کے بعد بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے دو حصے کر دیئے ایک حصہ میں خود رہتی تھیں دوسرا حصہ زیارت گاہ اہل ایمان رہی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال ۶۵ھ کے بعد جب لوگ کثرت سے قبر اطہر کی خاک اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے تو دروازہ بند کر دیا گیا اور زیارت کرنے والوں کے لئے ایک دریچہ کھول دیا گیا مگر بعد میں اس کھڑکی کو بھی مصلحتاً بند کر دینا پڑا۔ (آئینہ حرم از سفر نامہ دریا آباد)

۱۱۰ھ سے لے کر بیت عائشہ پھر مزارِ رسول ۶۷ھ تک بغیر قبہ کے تھا۔ سلطان قلاؤن صالحی نے سب سے پہلی مرتبہ چھوٹا قبہ تعمیر کر دیا۔ (آئینہ حرم صفحہ ۱۰۸)

ظاہر چقمق نے ۸۵۶، ۸۶۱ھ قبہ کی تجدید کی نئے سرے سے نئی طرز کا قبہ بنایا۔ ۸۸۶ھ میں ملک الاشراف نے موجود قبہ پر بلند ایک اور قبہ سنگ سفید و سنگ کو بنوایا اس طرح اب دوسرا قبہ بھی تیار ہو گیا۔

قبہ نیلگوں

موجودہ دو قبوں پر تیسرا قبہ ۸۹۲ھ سلطان قانتبائی نے بنوایا یہ بڑا قبہ سنگ جس کا رنگ سفید تھا۔ گنبد خضراء ۱۲۵۵ھ میں سلطان محمود عبدالحمید خان ثانی نے نیلگوں کو سبز رنگ چڑھایا (جو حال موجود ہے) اندر کے دو قبے مستور ہیں۔

(آئینہ حرم صفحہ ۱۱۰)

سفید گنبد

یہی گنبد خضراء جو ادوار سابق میں مختلف اطوار بدلتا رہا قرب قیامت یعنی دجال کے دور میں سفید ہو گیا۔ چنانچہ امام احمد و حاکم کی روایت میں ہے کہ جب دجال مدینہ منورہ میں آئے گا تو جبل احد پر چڑھ کر مدینہ کی طرف نگاہ کر کے اپنے ماننے والوں سے کہے گا کہ یہ سفید محل جو تم مدینے میں دیکھ رہے ہو یہ احمد (ﷺ) کی مسجد ہے پھر وہ مدینہ پاک کی طرف جانے کا ارادہ کرے گا تو مدینہ پاک کے ہر راستہ کے سرے پر فرشتے دیکھے گا جو ننگی تلواریں لے کر مدینہ پاک کی حفاظت کر رہے ہیں اس کے بعد حرف میں ڈیرہ ڈالے گا۔ (وفاء الوفاء و خلاصۃ الوفاء)

فائدہ

یہ حرف ایک وادی ہے آج بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ وادی وہی جس کے غربی جانب فہد نے شاہی محل بنایا ہے اسی وادی میں دجال یہودیوں اور اپنے پرستاروں سمیت چند دن قیام کرے گا تو گویا فہد کا یہ شاہی محل دجال کے لئے تیار ہو رہا ہے۔

تاثرات

الحاج سید و جاہت رسول شاہ صاحب (کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد ! امام احمد رضا کے اردو اور فارسی کلام کا مجموعہ دیوان ”حدائق بخشش“ کے نام سے موسوم ہے۔ واقعی اس میں بخشش کے ایسے باغ ہیں جن کے پھولوں سے علم و ادب، حقیقت و معرفت اور عشق و محبت کی جانفزا مہک ہمارے ایمان و عقیدہ کو معطر کرتی ہے۔ حدائق بخشش کا ایک ایک شعر پڑھتے جائیں ہر لفظ سے عشق و محبت پھوٹتا ہوا نظر آئے گا۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اسی در پہ مچلتے ہیں اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

آپ کا نعتیہ کلام غزل، قصیدہ، مثنوی، قطعات، رباعیات غرض تمام اصنافِ چمن کا سدا بہار چمن ہے اس میں تشبیہ و استعارات، اقتباسات، فصاحت و بلاغت، حسنِ تعلیل، حسنِ تشبیب، حسنِ طلب و حسن تضاد و ندرتِ بیان شکوہ الفاظ وغیرہ کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں یعنی امام کا کلام امام الکلام ہے۔ لیکن بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی امام احمد رضا کی جدت پسند طبیعت اور فکر ررسانے بعض ایسی ایجادات و اختراعات کی ہیں کہ وہ امام کے کلام کے علاوہ اور کہیں نہیں ملیں گی۔ نامور محقق اور ادیب حضرت شمس بریلوی صاحب نے حدائق بخشش کے تحقیقی جائزے میں امام صاحب کی ان خوبیوں کو ان کی اولیات میں عرض کیا ہے فرماتے ہیں سب سے اول تو یہ عرض کروں گا کہ حضرت رضا قدس سرہ اس خصوصیت میں منفرد ہیں کہ آپ نے چار زبانوں میں غزل ارشاد فرمائی۔ آپ کی اس مشہور نعتیہ غزل کا پہلا مصرعہ ہے

لم یأت نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا

حضرت رضا بریلوی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے مدحتِ شہ کونین میں محض شاعرانہ اعلیٰ قافی، دریف شوکت الفاظ حسن الفاظ و بیان علم و عروض اور صنائع بدائع کی بنیاد پر اشعار نہیں کہے ہیں بلکہ آپ کے ہر نعتیہ شعر میں قرآن

حکیم، ارشاداتِ نبوی اور آثار و اخبار اور دینی مباحث کے ارشاد کیا ہے اور تلمیحات بکثرت ہیں جن سے حضرت رضا علیہ الرحمۃ کے پائے گئے علم کا اندازہ ہوتا ہے اور شہ کونین رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عشق کا جو جذبہ آپ کے دل میں موجزن ہے اس کا پتہ بھی چلتا ہے۔ مثلاً

لا ملن جھنم تھا وعدہ ازلی نہ مکروں کا عبث بدنصیب ہوتا تھا
ایسا امی کس کے لئے منت کش استاد ہو کیا کفایت اس کو اقراء ربک الاکرم نہیں
وہ خدا نے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقاء کی قسم

ضرورت اس امر کی تھی کہ حقائقِ بخشش کی شرح کوئی ایسی شخصیت کرے جو علومِ قرآن و حدیث سے نہ صرف پوری طرح واقف ہو بلکہ ان سے شغف بھی رکھتا ہو اس لئے کہ حقائقِ بخشش کی شرح محض اردو ادب کے کسی شاعر کے اشعار کی شرح نہیں ہے بلکہ بقول شیخ الحدیث علامہ نصر اللہ خاں افغانی مدظلہ العالی یہ قرآنی آیات و احادیث و آثار کی شرح ہے۔ یہ بحر العلوم کے اشعار کی شرح ہے جس نے دریا کو کوزے میں بند کیا ہوا ہے۔ یہ بات بہت خوش آئند ہے اور اس کی ضرورت بہت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ کوئی باذوق عالم و فاضل شخصیت حقائقِ بخشش کی شرح کی طرف متوجہ ہو۔ مقامِ مسرت ہے کہ حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی شیخ الحدیث و التفسیر جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور نے پانچ مجلدات میں **حقائقِ بخشش (حصہ اول و دوم)** کی شرح تحریر فرمائی جو مرحلہ وار شائع ہو رہی ہے۔

حضرت علامہ اویسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کو غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی اور محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سرور احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے شرفِ تلمیذ حاصل ہے۔

ایک طویل عرصہ سے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں علومِ قرآن و حدیث کا درس دے رہے ہیں۔ صاحبِ تصانیف کثیرہ ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ اور دیگر کتب آپ کے زیرِ مطالعہ رہتی ہیں خود امام احمد رضا کی شخصیت کے حوالہ سے کئی مقالے تحریر فرما چکے ہیں۔ خاص کر آپ کا مقالہ ”امام احمد رضا اور علم حدیث“ عوام و خواص دونوں میں بہت مقبول ہوا پہلی بار مرکزی مجلس لاہور سے ۸۷ء میں شائع ہوا تھا۔

حضرت نے احقر پر نظر کرم فرماتے ہوئے اپنی عظیم اور اہم شرح کے لئے چند الفاظ تحریر کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی اپنی شرح کا ایک نمونہ مسودہ کی صورت میں بھیجا جس میں حقائقِ بخشش کے پہلے شعر

واہ کیا جو دو کرم ہے شہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگئے والا تیرا

کی شرح تقریر ۵۰۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ علم و عمل اور ذوق شعر و ادب دونوں کے اعتبار سے احقر خود کو اس منصب کا اہل نہیں پاتا کہ امام احمد رضا کے نعتیہ اشعار اور علامہ اویسی جیسی فاضل شخصیت کی نگارشات پر کچھ بول لکھ سکوں محض تعمیل ارشاد اور حصول سعادت کے لئے چند کلمات تحریر کرنے کی ہمت کی۔

حدائق بخشش کے اس پہلے شعر کی شرح کے نمونہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ نے شعر کی شرح کے تمام لوازمات کو مد نظر رکھا ہے مشکل الفاظ کے لئے حل لغات کا خاص اہتمام کیا ہے، محاورات اور استعارات کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں ضرورت محسوس کی ہے وہاں فوائد بھی بیان کئے گئے ہیں اور قرآنی احادیث و اشاروں کی شرح و بسط کے ساتھ تشریح کی گئی۔ اس کے علاوہ قرآنی آیات و احادیث و آثار کے پس منظر میں جو واقعات و احوال پوشیدہ ہیں ان کو قاری کے افادہ کے لئے کھول کر بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی برآمدہ شدت نکات پر غور و فکر کی دعوت بھی دی گئی ہے۔ احقر کے ناچیز خیال میں اگر اس شرح کی ایڈیٹنگ، پیرا گرافنگ جدید نچ پر کی جائے تو اس شرح کی ملکی اور غیر ملکی محققین اور جامعات کے اساتذہ طلباء کے لئے مزید بڑھ جائے گی۔

یقین ہے کہ جس طرح اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت کے نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت اور حسن معنوی یا صدروی کا نمونہ ہیں اسی طرح اس کی شرح میں بھی الفاظ و معنی و فشری جملوں اور تراکیب میں بھی حسن انتخاب سے کام کیا گیا ہو گا یہ بات ہم سب کے لئے باعث فخر ہے کہ ابھی تک کسی زبان کے نعتیہ دیوانوں کی شرح ابھی تک نہیں لکھی گئی۔

نعتیہ شعر و ادب کی شرح پر جو کچھ لٹریچر ملتا ہے اس میں چند نعتیہ غزلوں یا قصائد اسلامیہ کی شرحوں کے علاوہ اور زیادہ کچھ نہیں ملتا۔

یہ شرف صرف حسان الہند حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو حاصل ہے کہ ان کے نعتیہ دیوان کی مکمل شرح لکھی جا رہی ہے اور حضرت علامہ اویسی مدظلہ العالی کے حصہ میں یہ سعادت آئی کہ انہوں نے پہلی بار کلام رضا کی مکمل شرح فرمائی۔

اس سے قبل حدائق بخشش کی شرح کا کام مولانا مفتی ابوالظفر علامہ حسین رازا امجدی و اعظمی زید مجدہ صدر المدرسین دارالعلوم قادریہ رضویہ ملیر سعود آباد کراچی نے شروع کی تھی۔ چند نعتوں کے شرح کا مجموعہ ”حدائق بخشش“ مکتبہ امجدیہ دارالعلوم قادریہ رضویہ سعود آباد ملیر کراچی سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔

حدائق بخشش کے نام سے اس میں حدائق بخشش کی ۲۶ نعتوں کی شرح کی گئی ہے لیکن پھر یہ سلسلہ مفتی صاحب اپنی

مصرفیات کی وجہ سے جاری نہ رکھ سکے لیکن اس شرح میں تفصیل کے بجائے اختصار سے کام لیا گیا ہے اس کے بعد مرکز تحقیقات اسلامی لاہور سے مفتی محمد خان قادری صاحب نے سلام رضا کی شرح ”شرح سلام رضا“ کے نام سے تجویز فرمائی جو اسی ادارہ کی طرف جون ۱۹۹۳ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کی ضخامت تقریباً ۶۵ صفحات ہیں یہ سلام رضا کی پہلی شرح ہے جو اس سے پہلے کسی نے تحریر نہیں کی تھی۔ حال ہی میں راقم مفتی صاحب محترم کو اس اہل و معتبر علمی کارنامہ (شرح سلام رضا) پر مبارکباد دینے لاہور ان کے دو کت کدہ پر حاضر ہوا تو انہوں نے یہ مژدہ سنایا کہ اب وہ حقائق بخشش کی شرح کا کام شروع کر رہے ہیں۔ **فجزاہم اللہ احسن الجزاء**

حضرت علامہ اویسی صاحب مدظلہ العالی قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے شرح کلام رضا لکھ کر نہ صرف اردو نعتیہ ادب میں بلکہ تمام زبانوں کے نعتیہ ادب میں ایک اہم اضافہ کیا ہے۔

احقر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ شیخ الحدیث والنفیر ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ کی اس عظیم علمی و دینی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے، فیوضات فیض رضا سے فیضیاب فرمائے اور ان کی تصنیف کو قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

خادم العلماء و الفقراء سید و جاہت رسول قادری عفی عنہ



























